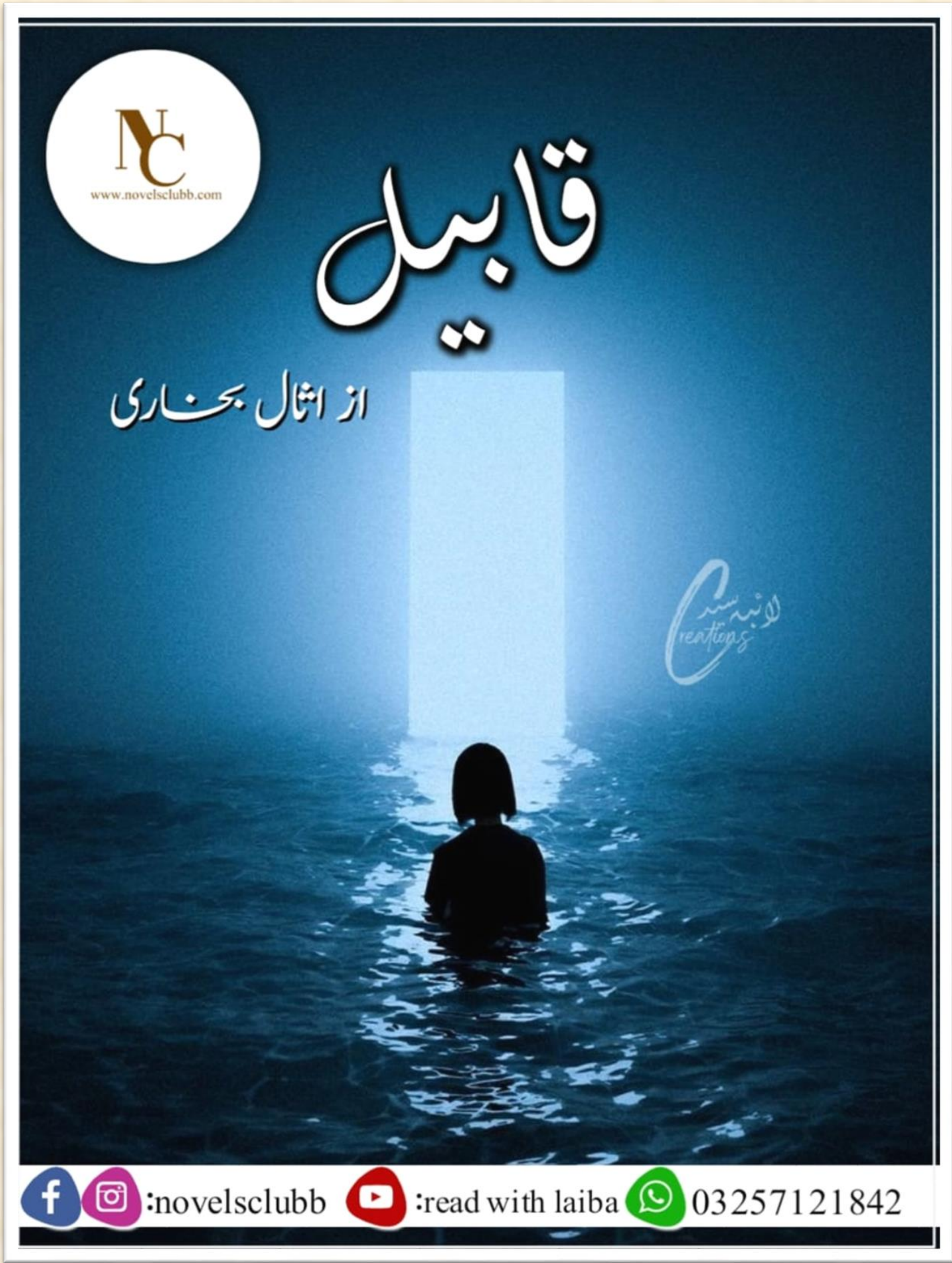
NC
www.novelsclubb.com
قابیل
از اثال بخاری
:novelsclubb
:read with laiba
03257121842

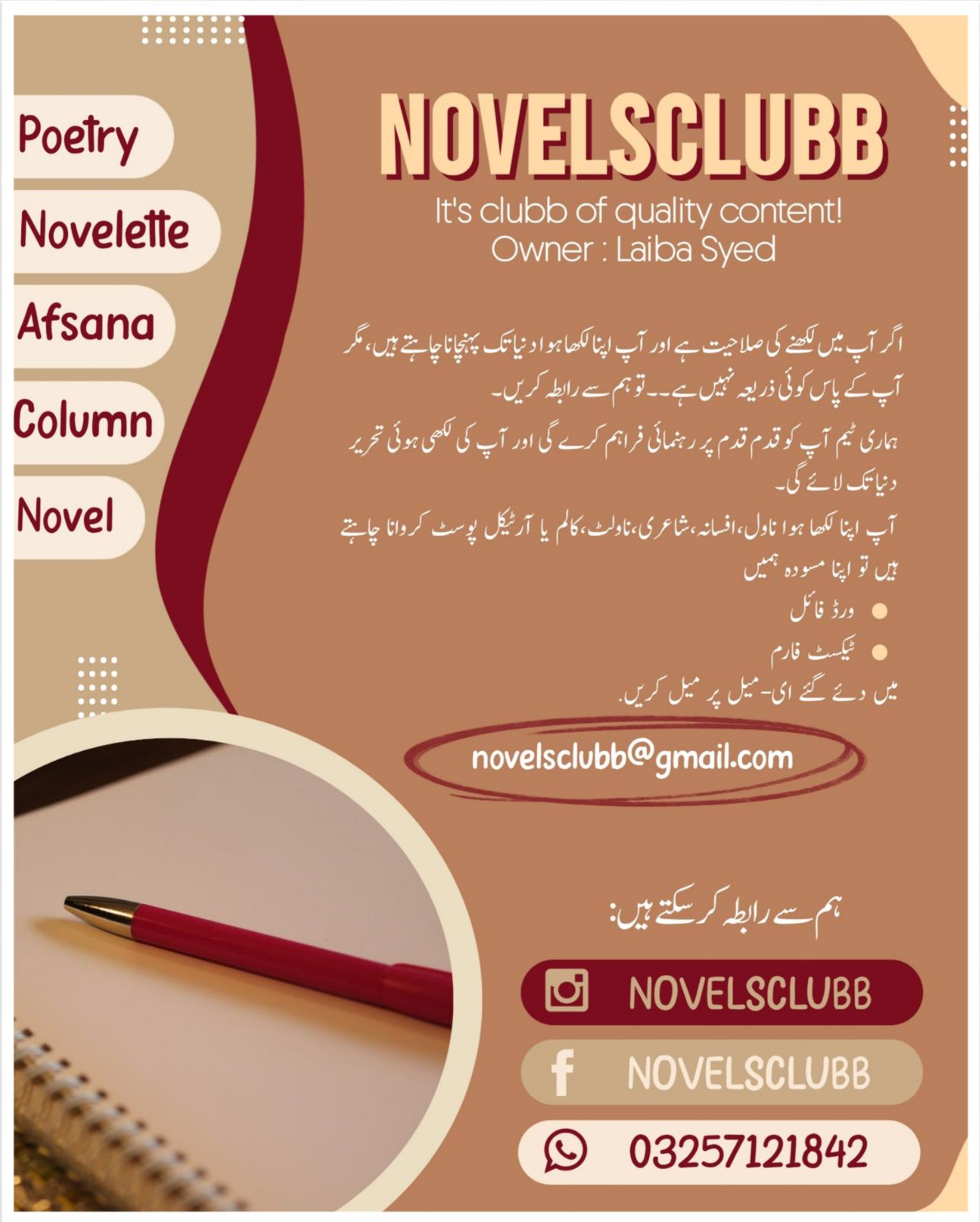

Poetry
Novelette
Afsana
Column
Novel
NOVELSCLUBB
It's clubb of quality content!
Owner : Laiba Syed
اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔
ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔
آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں
ورڈ فائل
ٹیکسٹ فارم
میں دئے گئے ای-میل پر میل کریں.
novelsclubb@gmail.com
ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں:
NOVELSCLUBB
NOVELSCLUBB
03257121842

قابیل

از قلم

اثال بخاری

ناول " قابیل " کے تمام جملہ حق لکھاری "اثال بخاری " کے نام محفوظ ہیں۔ کہانی کا کوئی بھی حصہ کسی بھی صورت میں کسی دوسرے پلیٹ فارم یا سوشل میڈیا پر پوسٹ کرنے سے پہلے لکھاری کی اجازت درکار ہو گی۔ "ناولز کلب "کا پی ڈی ایف بغیر اجازت پوسٹ کرنا منع ہے، بغیر اجازت کہانی/پی ڈی ایف کا استعمال کرنے والوں پر سخت کاروائی کی جاسکتی ہے۔ اس کہانی اور اس میں موجود کردار محض تصوراتی ہیں۔ کسی بھی حقیقی کہانی یا انسان سے ان کا کوئی واسطہ نہیں ہے۔ کسی بھی طرح کی مشابہت کو اتفاق سمجھا جائے۔

قابیل قسط پنجم (آخری قسط)

پچھلی قسط میں سے اقتباس

)زاریہ !زاریہ مر گئی! جل کر مر گئی!!وہ ڈھے گیا۔ اسے روکنے والے ہاتھوں نے اسے چھوڑ دیا۔ آگ نے ایک بار پھر جلا دیا! سب جلا دیا!

اچانک وہ ایک جست لگا کر اٹھا اور اندر کی طرف بھاگا۔ ایک آدمی نے آگے بڑھ کے اسکا بازو پکڑا۔ لیکن وہ اسے دھکا دیتے ہوئے اندر چلا گیا۔ وہاں اسے وہ باڈی نظر آئی جو پلاسٹک بیگ میں لپیٹ دی گئی تھی۔ اسکے کندھے ڈھیلے ہوئے۔ تو یہ سب حقیقت ہے، اسکا مقدر ہے۔ اس نے گردن موڑی تو اسکی نظر سامنے دیوار پہ پڑی۔ وہ سفید دیوار کالی پڑھ چکی تھی ۔لیکن اس پہ لکھی تحریر جگمگا رہی تھی۔ شاید اس وجہ سے کہ وہ خون سے لکھی گئی تھی۔

دیوار پہ بڑے بڑے جلی حروف میں لکھا تھا کہ۔ "ویل یو بی مائی نیکسٹ؟"

دایان نے لمحے بھر کو اس سوالیہ نشان کو دیکھا۔ وہ درانتی کی صورت بنایا گیا تھا۔ درانتی اور کلہاڑے کا ملاپ)

دو دن بعد۔۔۔۔

ناولز کلب
Quality Content!

وہ اسکی قبر کے پاس کھڑا تھا۔ پینٹ کوٹ میں ملبوس دایان دستگیر اپنے چہرے سے بہت ستایا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔ اسکی آنکھیں سرخ تھیں۔ وہ جب سے مری سے آیا تھا اسکا یہی حال تھا۔ وہ ابھی تک بے یقین تھا۔

اتنی بے درد موت اسکا مقدر تھی! کیوں؟ اسنے ایسا کیا کیا تھا؟ اسکا کیا قصور تھا؟ اس کا سر ایک بار پھر بھاری ہو گیا۔ وہ ایک آخری نگاہ اس تازہ قبر پہ ڈالتا مڑ گیا۔

وہ قبرستان سے باہر آیا۔

دائم وہیں گاڑی کے ساتھ ٹیک لگائے سر جھکا کہ کھڑا تھا۔

دایان اس کے پاس آیا اور اسکے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔اس نے سر نہیں اٹھایا۔

"ڈیڈ پوچھ رہے تھے آپکا۔"

"وہ پہنچ گئے لندن؟"اسنے گاڑی کا دروازہ کھولتے ہوئے پوچھا۔

"جی۔"وہ بھی آکے گاڑی میں بیٹھ گیا۔دونوں کے درمیان اور کوئی بات نہ ہوئی۔

جب ملک صباحت کو گرفتار کیا جارہا تھا تو دائم وہاں موجود نہیں تھا۔اس نے وہ رات ہسپتال میں گزاری تھی۔

آوان آغا کی کمپنی میں بہت بھاری نقصان ہوا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کمپنی کی چھت ایک طرف سے زمین بوس ہو گئی۔ مال اور جان کا بہت نقصان ہوا تھا۔ اور یہ خبر سن کر آغا جان کی طبیعت بگڑ گئی۔ انہیں ہسپتال لے کر جانا پڑا۔ ساری رات وہ ایمر جنسی میں رہے۔ اور آج ڈاکٹرز کے منع کرنے کے باوجود وہ لندن چلے گئے۔

دایان نے دائم کو اسکے آفس اتارا۔ وہ گاڑی سے اتر کر اسکے شیشے پہ آیا۔ دایان نے فوراََ شیشہ نیچے کیا۔

"بھائی۔ اس میسیج کی فورنزک رپورٹ آچکی ہے۔ وہ جملہ۔۔۔" اس نے چند لمحے کا توقف کیا پھر اپنے خشک لبوں پہ زبان پھیری۔ "وہ جملہ زاریہ کے خون سے لکھا گیا تھا۔"

اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔ دائم نے شیشے سے ہٹ کر بغور اسکا چہرا دیکھا۔

اگلے ہی لمحے اس نے گاڑی آگے بڑھادی۔

وہ کورٹ پہنچا۔ ایک نیا کیس آیا تھا۔ معمول کے مطابق اپنا کام کرتا رہا۔ آج کسی نے اس کا دروازہ نہیں کھٹکٹایا۔ کوئی اسکے ساتھ چائے پینے نہیں آیا۔ سب جانتے تھے وہ دکھ میں ہے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

اسکی آنکھیں چیخ چیخ کر بتارہی تھیں۔ دوپہر کو تقریباً تین بجے وہ کورٹ سے نکلا۔ اور گھر چلا گیا۔

رات کے آٹھ بجے وہ چائے کے ڈیسپوزیبل کپ سے سپ لیتا۔ پولیس اسٹیشن میں بیٹھا تھا۔

وہ انتظار کر رہا تھا اپنی ملاقات کا۔

ایک پولیس اہلکار نے آکر اسے اشارہ کیا تو وہ اپنی کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

وہ اس پولیس اہلکار کے پیچھے چلتا ملاقاتی کمرے تک آیا۔ اہلکار نے دروازہ کھولا۔

"پندرہ منٹ۔"

دایان اثبات میں سر ہلاتا اندر چلا گیا۔

ملک صباحت اندر موجود تھا۔ وہ تین دن پہلے والے کپڑوں میں ملبوس تھا۔ اسے اتنا تو پروٹوکول ملا تھا کہ ہتھ کڑیاں اب غائب تھیں۔ وہ ابھی ابھی اپنے وکیل سے ملاقات کر

کے فارغ ہوا تھا۔ جس نے اسے یقین دلایا تھا کہ اسکے 'ساتھی' اسے اکیلا نہیں چھوڑیں گے

۔وہ کافی مطمئن تھا۔

دایان کو دیکھ کر مسکرایا۔

اسنے سکون سے اسکے سامنے پڑی کرسی کھینچی اور بیٹھا۔ دائیں گھٹنے پہ بایاں پاؤں رکھا۔ کمر کرسی کی ٹیک سے لگائی پھر اسکی آنکھوں میں دیکھا۔

"تم نے اپنے باپ کی آنکھیں لی ہیں۔۔۔۔ لیکن تم میں اور اس میں کافی فرق ہے۔ دستگیر کی آنکھوں میں دیکھتا تھا تو ایسا لگتا تھا کہ سمندر میں طوفان آیا ہو ہے۔ تمہاری آنکھوں میں دیکھتا ہوں تو سمندر کافی ٹھنڈا اور پرسکون نظر آتا ہے۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

دایان اسے یوں ہی خاموش بیٹھا دیکھتا رہا۔

ملک چند لمحے خاموش رہا۔ "میرا بہت گہرا دوست تھا وہ۔ بہت ذہین، بہت شاطر، انتہائی سفاک۔ میں نے نعمان کے مقابلے کا دوسرا انسان نہیں دیکھا تم خوش قسمت تھے کہ اسکے ہاتھوں سے بچ گئے۔"

دایان مسکرایا۔ اسکے ذہن کے پردوں پہ ایک منظر لہرایا۔ وہ سٹریچر پہ لیٹا تھا۔ اپنے سر پہ نمی محسوس ہو رہی تھی۔

"سر! سریبرل hypoxia (دماغ کا آکسیجن کی کمی کا شکار ہونا) کا خطرہ ہے۔" اس کے کانوں میں آواز پڑی۔ اسے ایمبولنس میں ڈالا جا رہا تھا۔

سٹریٹ پول۔۔۔ اسکی نارنجی سی روشنی تلے کھڑا وہ کالے بالوں والا۔۔۔۔ اسکے چمکتے ہوئے کالے بال۔

ایک لمحے کے لیے اس نے اپنی آنکھ بند کر کے دوبارہ کھولی۔ اسے سفید چھت نظر آئی۔ اسے آکسیجن ماسک لگا ہوا تھا۔ کوئی اسکے کان کے قریب جھکا۔ اسے آنکھ کے کونے سے کالے بال نظر آئے۔ تب اسنے غور کیا۔

"تمہارے باپ کے قاتل کا نام ملک صباحت ہے۔" اسکے بال سیاہ تھے، گہرے سیاہ۔ عمر کی سفیدی کو گناہوں کی کالک سے رنگا گیا تھا۔ اس آدمی نے اسکے ہاتھ میں ایک کاغذ تھمادیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

پھر وہ سیدھا ہو گیا۔ وہ جانتا تھا۔ کہ اس غنودگی میں ڈوبے ہوئے چھوٹے سے دماغ میں یہ سرگوشی ہمیشہ محفوظ رہے گی۔ ہمیشہ گو نجتی رہے گی۔

"تمہارے اس عزیز دوست نے میری جان بچائی تھی۔ اسکے جیسا انسان ملنا واقعی بہت مشکل ہے۔"

ملک کے چہرے کے آثار تبدیل ہوئے پھر اسکی رنگت۔ دایان محظوظ ہوا۔ چند لمحے گنگ رہنے کے بعد اسنے دوبارہ اپنا منہ کھولا۔

"میں نے ایک اڑتی اڑتی خبر سنی ہے۔ زاریہ سلطان! چچ۔۔۔۔ اگر یہ خبر سچ ہے تو مجھے بہت افسوس ہوا۔ وہ میری بیٹیوں کی طرح تھی۔" وہ دایان کے چہرے کو غور سے دیکھتا کہہ رہا تھا۔ اسکے چہرے پہ ایک شکن بھی نہیں آئی۔

"لیکن یہ خبر ابھی تک میڈیا میں نہیں آئی۔ ضرور تم نے روکا ہو گا۔"

دایان ٹیک چھوڑ کر سیدھا ہوا۔ اپنے بازو میز پہ رکھے اور ہاتھ باہم پھنسائے۔

"میں تمہاری اجازت لینے آیا تھا۔"

"میری اجازت؟"اس نے اپنی طرف اشارہ کیا۔

"تم نے سوچا نہیں کہ ابھی تک تم تھانے میں کیوں ہو؟ جب کہ تم پہ سب کچھ ثابت ہو چکا۔ تمہیں تو جیل میں ہونا چاہیے تھا یا کسی تہہ خانے میں جہاں تم سورج بھی نہ دیکھ پاؤ۔"

ملک کو کچھ کھٹکا۔

"تمہارا بیٹا کہاں ہے ملک؟"

"تم نے اسے بھی پکڑ لیا ہے؟اور میں پچھلے دو دنوں سے چیخ رہا ہوں کہ مجھے اس سے ملوا دو۔ میرے وکلاء کو بھی کچھ نہیں پتا تم نے اسے کہاں چھپا کہ رکھا ہوا ہے۔ تم بتاؤ کہ وہ کہاں ہے؟"اسنے میز پہ غصے سے ہاتھ مارا۔

دایان نے ایک نظر اسکے ہاتھ کو دیکھا اور دوسری نظر اسکے چہرے کو۔

"تمہاری گرفتاری سے ایک دن پہلے تمہارے بیٹے پہ نظر رکھی جا رہی تھی۔ وہ کیا کر رہا تھا، کہاں جا رہا تھا سب دیکھا جا رہا تھا۔ تم سے پہلے اسے گرفتار کرنا تھا۔ لیکن جب اس کی آخری لوکیشن پہ پہنچے تو وہ ایک پرانا گھر تھا۔

اور اسکی بیسمنٹ سے۔۔"دایان مزید آگے ہوا اور اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈالیں۔

"تمہارے بیٹے کی لاش ملی۔فیروز مر گیا ملک۔کسی نے اسے قتل کر کے اسکے گردے اور اسکا جگر نکال لیا۔تمہارا بیٹا تمہارے ہی گنھناؤنے کاروبار کا ایک شکار بن گیا۔"وہ پیچھے ہوا اور اپنی جیب سے ایک چھوٹا پلاسٹک کا پیکٹ نکالا۔

ملک صباحت کی رنگت سفید ہو گئی جیسے خون کی ایک ایک بوند اسکے اندر سے نچوڑ لی گئی ہو ۔وہ بے یقین تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اس نے وہ چھوٹا پیکٹ ٹیبل پہ رکھا۔

"تمہارے بیٹے کے خون آلود کوٹ کی اندرونی جیب سے پولیس کو یہ پتہ ملا تھا۔اور صرف یہی ایک چیز تھی جو میں تمہیں دے سکتا تھا۔"وہ اپنی کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"تمہارے بیٹے کو دفنایا نہیں گیا۔تمہاری اجازت چاہیے، تم اگر اسے آخری بار دیکھنا چاہتے ہو تو انسپکٹر فاخر کو کہہ دینا۔وہ تمہیں اس سے ملوا دیں گے۔"

ملک نے مردہ ہاتھوں سے اس پلاسٹک بیگ کو پکڑا۔ اس میں ایک لوریل ٹری کا پتہ تھا۔ جس پہ خون کی چند بوندیں لگی تھیں۔

دایان اپنی کرسی سے اٹھا اور دروازے کی جانب بڑھا۔ دروازے کی ناب پہ ہاتھ رکھ کہ مڑا۔

"تمہارے بیٹے نے تمہاری آنکھیں لی تھیں۔ لیکن تم میں اور اس میں کافی فرق تھا۔ تم کافی سفاک ہو۔ اور وہ رحمدل تھا۔ اسنے آخری وقت پہ حمزہ کو اطلاع دے کر زاریہ کی جان بچالی "۔

ملک نے کوئی جواب نہ دیا۔ دایان کچھ سننے کے لیے رکا بھی نہیں۔ وہ دروازہ کھول کے وہاں سے چلا گیا۔

....

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اگلے دن وہ ہسپتال کی راہداری میں چل رہا تھا۔ سورج کی نکھری نکھری روشنی اسکے چہرے پہ پڑھ رہی تھی۔ مارچ کا مہینہ شروع ہوتے ہی سردی کا زور کم ہو گیا تھا اور سورج دن بدن مزید روشن ہوتا جارہا تھا۔

وہ ایک کمرے کے باہر کھڑا ہو گیا۔ اندر سے ایک نرس باہر نکلی۔

"اب کیسی ہے وہ؟"

"سفر کی تھکاوٹ اتر گئی ہے۔ آپ کے آنے کا بتایا تھا میں نے۔ وہ انتظار کر رہی ہیں۔" وہ اسے اطلاع دے کر وہاں سے چلی گئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

دایان نے دروازہ کھٹکٹایا اور پھر آہستگی سے کھولا۔ کمرے میں داخل ہوتے ہی تازہ موتیے کے پھولوں کی خوشبو اس کے نتھوں سے ٹکرائی۔

سامنے وہ بستر کی ٹیک اونچی کیے سر پیچھے پھینکلے بیٹھی تھی۔ نظریں سامنے کھڑکی کی طرف تھیں۔

"تم بہت ضدی ہو۔اس طرح اتنا لمبا سفر کرنا ٹھیک نہیں تھا۔"وہ دیوار کے ساتھ پڑے صوفے پہ بیٹھتا ہوا بولا۔یہاں سے اسکے چہرے کا نیم رخ دکھائی دیتا تھا۔

"میں اُدھر نہیں رہنا چاہتی تھی۔"اسکی آواز میں خراش تھی۔وہ بہت آہستہ بول رہی تھی جیسے خود کلامی کر رہی ہو۔

دایان نے اسکے پٹیوں میں جکڑے بازو کو دیکھا۔اسکا بایاں بازو کندھے تک مکمل جل چکا تھا ۔

"کیا تمہارا بازو درد کرتا ہے؟"وہ نرمی سے پوچھ رہا تھا۔

"پتہ نہیں۔۔۔ایسا لگتا ہے کہ یہ ابھی بھی جل رہا ہے۔"

"اور تمہارا دل؟"

وہ چند لمحے خاموش رہی۔

"وہ بھی جل رہا ہے۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"تم نے مجھے بتایا کیوں نہیں زاریہ کہ تم روحان کو لینے جارہی ہو؟ تم نے مجھ پہ یقین کیوں نہیں کیا؟" اسکے لہجے میں شکوہ تھا۔

زاریہ نے چہرا اسکی طرف موڑا۔ اسکے ماتھے اور گال پہ نشان تھے۔ آنکھوں کے نیچے ہلکے اور رنگت بہت ذیادہ پیلی تھی۔

"بات یقین کی نہیں ہے۔ مجھے ڈر تھا کہ کہیں تم مجھے جانے سے روک نہ لو۔"

دایان کی آنکھوں میں حیرت ابھری۔

"تمہیں ڈر تھا کہ کہیں میں تمہیں روک نہ لیتا؟" اسنے اسکی بات دہرائی۔

زاریہ نے سر ہلادیا۔ کھڑکی کے باہر ایک پرندہ آکر بیٹھا۔

"کیا میرے روکنے سے تم رک جاتی؟"

زاریہ لمحے بھر کو ساکت ہوئی۔ باہر بیٹھا پرندہ بھی رک گیا۔ اسنے گردن موڑ کے شیشے کے پار دیکھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"ہاں۔" اسنے جھکے سر کے ساتھ آہستگی سے جواب دیا۔

دایان کے کندھے ڈھیلے ہوئے۔

"مجھے یہ پہلے پتا چل جاتا تو میں تمہیں روک لیتا زاریہ سلطان۔"

پرندہ اپنے پر پھڑ پھڑاتا اڑ گیا۔

زاریہ نے کوئی جواب نہ دیا۔ چند لمحے خاموشی سے گزرے تو دایان نے دوبارہ بات شروع کی

۔

"وہ نہیں جانتا کہ تم زندہ ہو۔ کوئی بھی نہیں جانتا۔ سب شک میں مبتلا ہیں۔ اور میری توقع کے مطابق جب اسے پتا چلے گا کہ تم زندہ ہو تو وہ۔۔۔" اس نے چند لمحے کا توقف کیا۔

"وہ تمہارے پیچھے آئے گا۔"

زاریہ گم صم اسے دیکھے جا رہی تھی۔ دایان کو لگا تھا کہ وہ کچھ کہے گی۔ لیکن وہ خاموش تھی، بس خاموش۔ شاید وہ ابھی اس حوالے سے بات نہیں کرنا چاہتی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میں چلتا ہوں۔ تمہیں آرام کرنا چاہیئے۔" وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

وہ ابھی دروازے کہ پاس پہنچا ہی تھا کہ وہ پیچھے سے بولی۔

"تم نے اسے دیکھا تھا؟" دروازے کی ناب کی طرف بڑھتا ہوا اسکا ہاتھ ہوا میں معلق رہ گیا۔

وہ جانتا تھا زاریہ کس کی بات کر رہی تھی۔ اسکے چہرے پہ تکلیف کے آثار نمایاں ہوئے۔

"ہاں! میں نے اسے دیکھا تھا۔" اسکی آواز شکست خوردہ تھی۔

"وہ کیسا تھا؟ کیسا نظر آرہا تھا۔ جیسے روز دکھئی دیتا تھا مسکراتا ہوا ویسا ہی تھا نا؟"

دایان نے ایک گہری سانس لی۔ مڑ کے اسے دیکھا۔

"آرام کرو زاریہ۔" اور وہ دروازہ کھول کر باہر چلا گیا۔

زاریہ نے اپنے کینولہ لگے ہاتھ سے اپنے چہرے پہ پھسلتا آنسو صاف کیا۔

ناول کلب
Clubb of Quality Content

اسنے آنکھیں بند کی۔ وہ منظر اسکے سامنے آگیا۔ وہ جب جب آنکھیں بند کرتی تھی یوں لگتا تھا کہ آگ اس کے قریب آرہی ہے۔ وہ ٹھیک سے سو نہیں پاتی تھی۔ دوائیوں کے زیراثر ذرا دیر کو آنکھ لگتی مگر پھر ہڑبڑا کر اٹھ جاتی۔

اس نے ایک لمبی سانس بھر کے اپنی آنکھیں میچ لیں۔ آنکھ کے کنارے پہ ٹھہرا آنسوں پتلیوں کی یہ سختی برداشت نہ کرپایا اور بہہ گیا۔ ایک بار پھر وہی منظر اسکے سامنے آگیا۔ مگر اسنے آنکھیں نہیں کھولیں۔ یہاں تک کہ اسے سب حقیقت محسوس ہونے لگا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اپنے قریب آتی آگ، کرسی کا گرنا، اسکے سر کازور سے زمین سے ٹکرانا، اسکا مدد کے لیے چیخنا، کسی کو بھیج دینے کی دعا، یہاں تک کہ آگ اس کے بے حد قریب آگئی، اسکی تپش، جھلسا دینے والی گرمائش سب حقیقت محسوس ہو رہا تھا۔

اسے اپنے بازو پہ کچھ محسوس ہو رہا تھا۔ آسے لگ رہا تھا آگ اس کے اندر داخل ہو رہی ہے ۔ اپنے گوشت کے سڑنے کی بو وہ سونگھ سکتی تھی، خون خشک ہونے کی تکلیف، تب اسے دعا کی تھی کہ وہ بے ہوش ہو جائے یا اسے حقیقی موت آجائے۔

وہ یہ تکلیف مزید برداشت نہیں کر پا رہی تھی۔

اور اچانک اسنے کسی کی آواز سنی، کوئی چیخ رہا تھا۔ آگ سے بچتا بچاتا اسکی طرف بھاگتے ہوئے آرہا تھا۔ وہ کون تھا؟ چند لمحوں کے لیے اسکی آنکھیں بند ہوئیں۔ پھر بازو میں ہونے والی تکلیف کے باعث اس کی آنکھیں کھل گئی۔

وہ سیڑھیوں کی اوٹ میں دیوار کے ساتھ پڑی تھی۔ دھواں اسکی نتھوں سے ٹکرایا تو اسے بہت برا کھانسی کا غوطہ لگا۔

بازو کی تکلیف بے تحاشا ہو گئی۔ اسکا دل چاہا کہ اپنا بازو نوچ دے۔ وہ محسوس کر سکتی تھی کے اسکے بازو پہ ایک اضافی کوٹ تھا۔ بلیک کوٹ۔

"زاریہ۔" وہ پھولی ہوئی سانسوں کے درمیان بولا۔ وہ بری طرح کھانس رہا تھا۔ "کوئی دروازہ؟ کوئی ایمرجنسی دروازہ؟"

"حمزہ؟" اسکے لب پھڑ پھڑائے۔ "بتاؤ زاریہ ہمت کرو۔"

"کک۔۔۔ کچن۔" زاریہ نے اسکے سر کے پیچھے اشارہ کیا۔

حمزہ نے مڑ کے کچن کی طرف دیکھا۔ وہ حصہ آگ سے محفوظ تھا۔

"اٹھو زاریہ ہمیں باہر نکلنا ہے۔"

اسنے بمشکل سانس لیتے ہوئے نفی میں سر ہلایا۔ وہ مزید زندہ نہیں رہ سکتی تھی۔ اسکی ہمت جواب دے گئی تھی۔

"تمہیں ہار نہیں ماننی زاریہ اٹھو!!" اسنے اسے کندھے سے سہارا دے کر زبردستی اٹھایا۔

کچن کی طرف جاتے ہوئے زاریہ نے ایک نظر اس ہال کو دیکھا۔ آگ اور دھوئیں کے علاوہ تو کچھ اور نظر نہیں آرہا تھا مگر وہ دیکھ سکتی تھی کہ وہ شاندار سافانوس نیچے گر چکا۔ وہ کچن کے دروازے پہ پہنچی۔ تو نجانے کیوں حمزہ نے اسے دروازے پہ چھوڑا۔

"رکو میں دروازہ کھول کہ آتا ہوں۔" وہ کہتا آگے بڑھا۔ اسنے اندر دو تین قدم رکھے ہی تھے کہ ایک شاندار دھماکا ہوا۔ زاریہ بے اختیار پیچھے کو گری۔ کوٹ اسکے بازو سے پھسل کر نیچے گر پڑا۔

Clubb of Quality Content!

اسے یوں لگا کہ اس کے کان کے پردے پھٹ گئے۔ اسکا دل بھی پھٹ گیا۔ اندر یکے با دیگرے زوردار دھماکے ہو رہے تھے۔ روحان اسکی موت کا ہر ممکن انتظام کر کے گیا تھا۔

وہ چیخی تھی۔ اسنے حمزہ کا نام پکارا تھا۔ مگر اسکی پکار دھماکوں میں دب گئی۔

آگ کے شعلے باہر کو لپکے تو وہ رینگتے ہوئے پیچھے کو ہوئی۔ آگ اب کچن سے باہر آ رہی تھی ۔اس نے مڑ کے پیچھے دیکھا۔ بس ایک کھڑکی تھی وہاں پر۔ اسکے پاس ایک چھوٹے سے کافی ٹیبل پہ ایک گملہ پڑا تھا۔

زاریہ بمشکل لڑکھڑاتے ہوئے کھڑکی کی طرف آئی۔ اسنے ہاتھ سے کھولنے کی کوشش کی ۔وہ نہیں کھولی۔ اسنے ٹٹول کر دیکھا کہ شاید کوئی لاک ہو جسے وہ کھول دے مگر بے سود۔

اس نے وہ گملا نیچے گرا کر ٹیبل ایک بازو سے اٹھایا۔ اسے کھڑکی پہ مارا۔ شیشہ توڑنے کے لیے اس کا زور کافی نہیں تھا۔ آس کے آنسوں کی رفتار تیز ہو گئی۔

اس نے ایک دفعہ مڑ کے پھر باورچی خانے کو دیکھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"حمزہ!" وہ چیخی۔ کوئی جواب نہیں۔ اسنے زور سے ٹیبل شیشے پہ مارا۔ شیشے پہ ہلکی سی خراش آئی۔ اس نے ایک اور بار ٹیبل اٹھا کر مارا۔ کانچ پہ مزید لکیریں ابھری۔ اور اس ٹیبل کی ایک ٹانگ اسکے ہاتھ میں آگئی۔ اسنے وہ ٹانگ شیشے پہ مارنا شروع کی۔ کانچ ٹوٹ کر گرنے لگا اسکے ہاتھ کی رفتار سست ہوئی۔

"آنکھیں بند کر لینا، ڈر نہیں لگے گا۔" اسکی آواز ایک بار پھر سنائی دی۔ وہ قاتل نکلا۔ اسکا بھائی قاتل نکلا۔ اس نے اسکے باپ کو مار دیا، اسکی ماں کو مار دیا،

اسے دھوکا دیتا رہا، زاریہ نے ایک چیخ مار کر وہ ٹانگ شیشے پہ دے ماری۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

وہ چکنا چور ہو گیا۔ اسنے اپنا ہاتھ ریلنگ پہ رکھا۔ کانچ کے چھوٹے ٹکڑے اسکی ہتھیلی میں پیوست ہو گئے۔

اپنے بازو کے زور پہ وہ خود کو اوپر لے کر آئی۔ وہ پھر سے پیچھے کو گرنے لگی تو اسنے جلے ہوئے بازو کا سہارا لے کر خود کو بچایا۔ جلے ہوئے بازو میں بھی کانچ کے چھوٹے ٹکڑے چبھے۔ "سسس۔۔۔۔" اسکے منہ سے بے اختیار نکلا۔ تھوڑی سی ہمت کر کے وہ خود کو مزید

زرا سا اوپر لے کر آئی مگر توازن برقرار نہ رکھ پائی اور باہر کو گر گئی۔ کانچ کے ایک بڑے ٹکڑے پہ اسکا گال لگا۔

وہ بے سدھ سی زمین پہ ہی لیٹی رہی۔ دور اسے سائرن بجنے کی آواز آئی۔

"حمزہ!" اسنے اٹھنے کی کوشش کی مگر اسکا سر زمین سے جا لگا۔

کچھ وقت بعد، دایان بھاگتا ہوا اندر داخل ہوا۔ اسے وہ جلی ہوئی لاش نظر آئی۔ تو یہی حقیقت تھی، یہی اسکا مقدر تھا۔ زاریہ مر گئی! جل کر مر گئی! تبھی اسکی نظر سامنے والی دیوار پہ پڑھی۔ خون سے لکھی جگمگاتی تحریر۔ "ویل یو بی مائی نیکسٹ؟"

دایان چند لمحے کھڑا وہاں اس تحریر کو دیکھتا رہا۔

"آپ یہاں کیا کر رہے ہیں؟ باہر جائیں۔" کسی نے اسکا بازو پکڑا۔ لیکن اسکی نظریں کہیں جم گئی تھیں۔

"ہیلو۔۔۔ میں آپ کی بھلائی کے لیے کہہ رہا ہوں۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تم وہاں گئے ؟" اسنے بھاری آواز میں سامنے کی طرف اشارہ کیا۔ یونیو فورم میں ملبوس لڑکے نے اسطرف دیکھا۔ سیڑھیوں کے دائیں جانب لکڑی کے بڑے بڑے ٹکڑے گرے ہوئے تھے اور پھر ایک ٹوٹی ہوئی کھڑکی۔

"نہیں ہم وہاں نہیں گئے۔"

دایان مزید بنا کچھ کہے باہر کو بھاگا۔ لڑکے نے کندھے اچکائے۔ دایان اس فارم ہاؤس کا چکر کاٹ کر پیچھے کی طرف آیا۔ اور اسکا وجود ساکت ہو گیا۔ وہ سامنے زمین پہ گری ہوئی تھی۔ اسکی آنکھیں بند تھیں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

دایان کا ہر لمحہ صدیوں کے برابر ہو گیا۔ وہ تیز قدم اٹھاتا اسکی طرف بڑھا مگر اسے لگ رہا تھا کہ وہ میلوں کا سفر پیدل کر کے آیا ہے۔ اسنے جا کر اسے سیدھا کیا۔ اسکے خون آلود گالے سے کانچ کے ٹکڑے جھاڑے۔ اسکی نظر اسکے بازو پہ پڑی اور اسے لگا کہ اسکے دل پہ کسی نے زور سے مکا مار دیا۔

کوئی اسکے پیچھے آیا تھا۔ کوئی ایک نہیں بہت سارے۔ وہ کچھ بول رہے تھے مگر اسے سنائی نہیں دے رہا تھا۔ اسنے ہاتھ بڑھا کر اسکی ناک کے نیچے دو انگلیاں رکھیں۔

اسے اسکی سانس محسوس نہیں ہوئی۔ وہ سانس نہیں لے رہی تھی۔ اسکی آنکھیں تر ہوئیں۔ "

زاریہ!" اسنے اسے آواز دی۔

"زاریہ آنکھیں کھولو۔" اسکی آواز بہت ہلکی تھی۔

"ادھر آو اسے دیکھو یہ سانس نہیں لے رہی!" وہ پیچھے دیکھ کے بولا۔ ایمبولنس ٹیم سٹریچر لے کر اسطرف آئی۔ ان میں سے ایک دوزانوں ہو کر بیٹھا۔ اسنے اسکی گردن پہ دو انگلیاں رکھ کر اسکی ڈھرکن محسوس کرنے کی کوشش کی۔ اور اسی لمحے وہ بند آنکھوں کے ساتھ ذرا سا کھانسی۔

"یہ زندہ ہے، جلدی سے لے کر جاؤ اسے، فوراً آکسیجن ماسک لگاؤ۔" وہ جلدی جلدی ہدایات دینے لگا۔ اسکے ساتھی پھرتی سے اسے اٹھا کر سٹریچر پہ لٹانے لگے۔ دایان نے ایک لمبی سانس لی۔ آنکھ کے کنارے پہ ٹھہرا آنسو ٹوٹ کے نیچے گرا۔ اسکی جان میں جان آئی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ ادھر ہی بیٹھا رہا۔ کتنے ہی منٹ وہ ادھر ہی بیٹھا رہا۔ وہ زاریہ کو لے کر چلے گئے، وہ اپنی جگہ سے نہیں اٹھا۔ چند لمحے پہلے والا خوف اسے کافی عرصے بعد محسوس ہوا تھا۔ اسے لگا تھا وہ چھبیس سال پیچھے چلا گیا ہے۔ اس بار پھر سے آگ سب جھلسا کر اسے راکھ کر جائے گی۔

وہ زاریہ کو کھو دے گا۔

اسنے اپنا سر سیدھا کیا۔ آنکھوں سے بہتے آنسو رکے۔ زاریہ زخمی تھی مگر وہ زندہ تھی، تو پھر وہ کون تھا جس کی لاش اندر ملی؟

وہ اٹھا اور صدر دروازے کی طرف آیا۔ زاریہ کی ایمبولنس جا چکی تھی۔ ایک ایمبولنس کھڑی تھی۔ اسکے اندر وہ جلی ہوئی لاش موجود تھی۔

"یہ لاش کس کی ہے؟" اس نے یونیفورم میں ملبوس ایک لڑکے کو روک کے پوچھا۔

"پتہ نہیں، وہ مکمل جل چکی ہے۔ شناخت مشکل ہے۔ البتہ جس طرف آپ نے اشارہ کیا تھا وہاں سے یہ کوٹ ملا ہے۔" اسنے کالا کوٹ دایان کی طرف بڑھایا۔

دایان نے وہ کوٹ اپنے ہاتھوں میں لیا۔ اسنے اس کوٹ کو ٹٹولا۔ اس کے اندر سے ایک مڑا تڑا کاغذ نکلا۔ دایان نے کوٹ بازو پہ ڈالا اور کاغذ کھولا۔ اس پہ حساب لکھا ہوا تھا۔

گھر کی اوپری منزل کا کرایہ، آگے رقم لکھی ہوئی تھی۔ بجلی کا بل، اسکے آگے بھی ایک رقم درج تھی۔ اسی طرح کئی اور موصول اور خرچ ہونے والی رقم کا حساب۔

وہ جانتا تھا کہ یہ حساب لکھنے کی عادت کسے تھی۔ وہ جان گیا تھا یہ کوٹ کس کا تھا۔

اسنے سامنے ایمبولنس کی طرف دیکھا جس کا دروازہ بند کیا جا رہا تھا۔

"حمزہ!" کاغذ اسکے ہاتھ سے چھوٹ گیا۔ وہ غلط تھا۔ آگ اسے اس بار بھی راکھ کر گئی تھی۔

__-------------------------

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

یہ چند گھنٹے بعد کی بات تھی۔ اسکے بوڑھے ماں باپ مردہ خانے کے باہر کرسیوں پہ بیٹھے تھے۔ اسکی ماں اپنی چادر میں منہ چھپائے رو رہی تھی اور اسکا باپ سر پھینکے خاموش بیٹھا تھا۔ دایان ان کے سامنے کھڑا تھا۔ اور دائم پاس آیک سٹول پہ بیٹھا تھا۔ وہ ابھی تک ششدر تھا۔ کل صبح تو وہ اس کے ساتھ تھا۔ اوہ دونوں اکھٹے ناشتا کر رہے تھے۔

وہ یوں اکیلا کیوں چلا گیا زاریہ کے پیچھے؟ اسے ساتھ لے جاتا۔ کوئی رابطہ کر لیتا۔ کوئی اپنی موت کے پیچھے یوں جاتا ہے؟

("اگر میں مر جاتا تو دنیا کا کتنا نقصان ہو جاتا۔") اسنے اپنا سر ہاتھوں میں گرا دیا۔ اسکا دوست مر گیا۔ وہ تو ایک اچھا انسان تھا۔ وہ کیوں مر گیا؟

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

اندر سے وائٹ کوٹ میں ملبوس ایک شخص باہر آیا۔

"آپ باڈی لے جاسکتے ہیں۔" وہ دایان سے مخاطب ہوا۔ دایان نے ایک نظر حمزہ کے والد کو دیکھا۔ وہ اپنی جگہ سے نہیں اٹھے۔

وہ مردہ خانے جانے کے لیے مرا۔اس نے دائم کے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔وہ اپنے چہرے سے ہاتھ ہٹاتا لال آنکھوں کے ساتھ مرے مرے قدم اٹھاتا اسکے پیچھے چل پڑا۔

وہ دونوں اندر داخل ہوئے تو وہاں بہت سی لاشیں موجود تھیں۔

"حمزہ عباس؟"واڈرن نے پوچھا۔دایان نے اثبات میں سر ہلایا تو اسنے تیسری لاش کی طرف اشارہ کیا۔وہ دونوں اسکے پاس جا کر کھڑے ہو گئے۔دونوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔دایان نے سفید چادر کی طرف ہاتھ بڑھایا تو واڈرن نے اسے ٹوکا۔

"آر یو شور؟ان کی حالت ٹھیک نہیں ہے۔"

داین نے ہاتھ بڑھا کر چادر کو اسکے چہرے سے ہٹایا۔دائم نے اگلے ہی لمحے منہ پھیر کر دایان کے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔اس کا سانس ایک دم سے گم ہو گیا تھا۔آنسو آبشار کی طرح اسکی آنکھ سے بہنے لگے۔دایان کی نگاہیں اسکے چہرے پہ جم گئیں۔یہ حمزہ نہیں تھا!یہ وہ نہیں ہو سکتا تھا!دایان نے اسکا مسکراتا چہرا دیکھا تھا۔یہ کیسا چہرا تھا جس میں نین نقوش ہی مٹ چکے تھے؟

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

دایان نے اپنا فون چیک کیا تھا۔ اسے آخری کال اسی کی طرف سے آئی تھی۔ اسنے کیوں نہیں سنی تھی؟

"آپ نے اسکے چہرے سے چادر کیوں ہٹائی بھائی؟" وہ بھاری آواز میں بولا۔ "میں اسکا اچھا چہرہ یادر کھنا چاہتا تھا۔ "("میری امی کہتی ہیں کہ میں چاند جیسا ہوں۔")

اسنے آنکھیں میچ کر اپنا سر دایان کے کندھے کے ساتھ لگالیا۔ دایان نے اسکے گرد اپنے بازو حائل کئے۔ اور وہ دونوں بھائی پھوٹ پھوٹ کر رو دیے۔

دائم نے دایان کو یوں پہلی بار روتا دیکھا تھا۔ وہ دونوں ایک دوسرے کو سہارا دے رہے تھے۔ وہ دونوں ایک دوسرے کا سہارا لے رہے تھے۔ کچھ دیر بعد وہ دونوں ایک دوسرے سے الگ ہوئے۔ دایان نے اپنے دونوں ہاتھوں سے بھیگا ہوا چہرا صاف کیا۔ اسکی چادر کو آرام سے واپس اسکے چہرے پہ ڈال دیا۔

"مجھے لگتا ہے عباس صاحب حمزہ کو لاہور لے جانا چاہیں گے دفنانے کے لیے۔" وہ بولا تو اس کی آواز زکام زدہ تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

میں ان سے پوچھ کر آتا ہوں۔ آگر انہوں نے ہاں کہا تو؟"

"ہم ان کے ساتھ جائیں گے۔"

وہ سر ہلا کر وہاں سے چلا گیا۔

تھوڑی دیر بعد انہیں لاہور جانا تھا۔ دایان جانے سے پہلے ایک نظر اسے دیکھنے آیا تھا۔ وہ آکسیجن ماسک لگائے ہوئے تھی اور اسکی آنکھیں بند تھیں۔ پتا نہیں وہ جاگ رہی تھی یا واقعی بے ہوش تھی۔ اس کا بازو پٹیوں میں جکڑا ہوا تھا اور ماتھے پہ بھی پٹی بندھی تھی۔ گال کا زخم دھک رہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"تم ہوش میں ہوتی تو میں تم سے پوچھتا کہ یہ سب کس نے کیا؟" وہ سر جھکائے خاموشی سے مڑنے لگا تھا جب اسکے ہاتھوں میں ہلکی سی جنبش ہوئی۔ دایان اسکی انگلیوں کی حرکت دیکھ کر رکا۔ چند لمحوں بعد اس نے اپنی ہلکی سی آنکھیں کھولیں۔

دایان اسکے بیڈ کے قریب آیا۔ زاریہ نے ہاتھ بڑھا کر اپنا آکسیجن ماسک ہٹایا۔

وہ ہلکی ہلکی آواز میں کچھ کہہ رہی تھی۔ دایان ہلک سا جھکا۔

"روحان۔۔۔وہ۔"ایک آنسو اسکی آنکھ سے ٹوٹ کر گرا۔"وہ۔۔۔قاتل ہے!"اور اسکا سر ایک طرف ڈھلک گیا۔دایان نے اسکی طرف دیکھا۔

وہ یہ کیا کہہ رہی تھی۔اسکا معزور بھائی؟وہ اسے قاتل کہہ رہی تھی۔اسکا دماغ یک دم سن ہو گیا۔اسنے زاریہ کے چہرے پہ واپس آکسیجن ماسک چڑھایا۔اور چپ چاپ وہاں سے چلا گیا۔پورا راستہ اسکا ذہن الجھا ہوا تھا۔پورا جنازہ اسنے اسی حالت میں گزارا۔

پھر وہ واپس آیا۔زاریہ کو ہوش آچکی تھی۔وہ اسکے بیڈ کے پاس کرسی پہ بیٹھا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

اور وہ آنکھیں کھولے چھت کو دیکھ رہی تھی۔

"ان سے کوئی ایسی بات نہ کی جیئے گا جس سے دماغ پہ زور پڑھے۔"ڈاکٹر کی کہی بات اسے یاد آئی تو وہ خاموش ہی بیٹھا رہا۔

"وہ مر گیا؟"وہ آہستہ سے بولی۔

"اسے دفنا دیا گیا ہے۔"

زاریہ کی حلق میں آنسوؤں کا گولا سا اٹک گیا۔ "میرا بھائی اسکا قاتل ہے۔" آنسو اس کی آنکھ سے جاری ہو گئے۔

"حمزہ کا، گلخان کا، داؤد کا، میرے بابا کا اور میری ماں کا!"

دایان خاموشی سے اسے دیکھتا رہا اسے دھچکا لگا تھا۔

"روحان؟" اس نے بے یقینی سے پوچھا۔ زاریہ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ آنسو گال کے زخم کو بھگو رہے تھے اور اسے جلن محسوس ہو رہی تھی۔ اور اس نے اسے ایک ایک حرف بتانا شروع کیا۔ وہ خاموشی سے سنتا رہا۔ جب وہ سب بتا چکی تو وہ چپ چاپ وہاں سے چلا گیا۔

اسکے پاس کوئی تسلی نہیں تھی جو وہ زاریہ کو دیتا۔

وہ خاموشی سے واپس لاہور آ گیا۔ اسنے بس ایک بار ہسپتال فون کیا تھا اس کی خیریت معلوم کرنے کے لیے۔ اور وہیں پر اسے پتا چلا کہ وہ بضد ہو کر لاہور آ رہی ہے۔ اس نے اسے نہیں روکا۔ وہ لاہور آ گئی اور وہ اس سے مل آیا۔ اسنے اپنے موبائل پہ لکھے ہوئے میسج کو دیکھا۔ جس پر بلو ٹکس آ چکے تھے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اسنے ہاتھ بڑھا کر ریموٹ اٹھایا۔ نیوز چینل کھولا۔ اور وہاں ایک نیوز کاسٹر اسی خبر کو ہزارہا مختلف طریقوں سے پڑھ رہی تھی۔

"معروف بزنس مین سلطان ابراہیم کے فارم ہاؤس میں آگ لگنے کا ایک خوفناک حادثہ۔ مرحوم کی بیٹی زاریہ سلطان شدید زخمی حالت میں ہسپتال منتقل۔ ذرائع کے مطابق زاریہ سلطان کی حالت اب خطرے سے باہر ہے اور وہ لاہور ہاسپٹل منتقل ہو چکی ہیں۔ البتہ ان کے ایک ساتھی حمزہ عباس جو کہ لاہور کورٹ کے ایک وکیل بھی تھے اس حادثے میں جان بحق ہو گئے۔ یہ واقع دو دن پہلے یکم مارچ کو مری میں پیش آیا۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

دایان نے ٹی وی بند کر دیا۔ وہ جانتا تھا کہ اب کیا ہو گا۔

....

وہ دونوں ایک ساتھ تیز تیز چل رہے تھے۔ "رک جاؤ تم۔ تمہیں ٹائر لگے ہیں کیا؟ ابھی وقت پڑھا ہے تمہاری بس کے ٹائم میں۔"

وہ مہرین کا بریف گھسیٹتے ہوئے اسکی رفتار سے ملنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"کوئی میری سیٹ پہ قبضہ کر لے گا۔"

"یہ وی آئی پی بس ہے۔ یہاں کوئی تمہاری سیٹ پہ کیوں بیٹھے گا؟"

"کیونکہ یہ پاکستان کی وی آئی پی بس ہے۔"

دائم نے سر جھٹکا۔ اور اسکا بیگ تقریباً پٹخا۔ "یہ لو جاؤ اپنی بس میں۔ پتا نہیں کیا بھرا ہے بیگ میں۔" وہ بس کے دروازے سے تھوڑا دور کھڑے تھے۔

"جا رہی ہوں۔ زاریہ کو میری طرف سے حال پوچھنا۔"

اسنے اثبات میں سر ہلایا۔ "ضرور، پھر کب واپس آؤ گی تم۔"

"دیکھو اب امی مانیں تو ٹھیک ہے۔ نہیں تو شاید کبھی واپس نہ آؤں۔"

"اگر وہ نہ مانیں تو تم اس شاہد سے شادی کر لو گی؟"

مہرین نے اسکے سوال پہ اسے گھوری دی۔ "پتا نہیں چچا کو کیا سوجھی۔"

"تمہاری شادی میں کرنا چاہتا تھا۔" اسکی آواز میں اداسی گھل گئی۔ "ایک اچھا آدمی تھا میری نظر میں۔"

"پھر کیا اب وہ اچھا نہیں رہا؟"

"نہیں اب بس مجھے وہ نظر نہیں آتا۔" مہرین نے اسکی آنکھوں میں نمی کو تیرتے ہوئے دیکھا۔ "خیر چھوڑو اپنا خیال رکھنا، دایان بھائی کا بھی اور۔" وہ کچھ کہتے کہتے رکی۔

"مجھے تمہارے دوست کا بہت افسوس ہے۔ وہ ایک اچھا انسان تھا۔"

دائم نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"چلو اب میں چلتی ہوں۔" وہ بس کی طرف بڑھی اور پہلے سٹیپ پہ قدم رکھا۔

ناول کلب
Clubb of Quality Content

"تم بھی اپنا خیال رکھنا۔ پھوپھو کو سلام کہنا۔ اور ان کیس اگر تمہیں شاہد سے شادی کرنی پڑھی تو مکا مار کے اسکے باہر کو نکلے ہوئے دانتوں کو اندر کر دینا۔"

"ایڈیٹ۔" اسکا دل کیا کہ وہ بس اٹھا کر اسکے سر پہ دے مارے۔ دائم ہاتھ ہلاتا۔ الٹے قدموں مڑ گیا۔ اور مہرین بس میں چلی گئی۔

بس سٹیشن سے باہر نکلتے ہوئے دائم کا فون بجا۔ اسنے فون کان سے لگایا۔

"ہاں فاخر آج شام کو ہی اپنی ٹیم وہاں پہ سیٹ کرو۔" وہ اپنی جیب سے گاڑی کی چابی نکالتے ہوئے بولا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"آج شام کو کیوں سر؟ ایسی واردات کے لیے تو اکثر آدھی رات کا وقت ہی چنتے ہیں قاتل وغیرہ۔"

"میں سیفٹی کے لیے کہہ رہا تھا۔ مجھے اسکا بھروسا نہیں۔ مجھے شک ہے کہ وہ ہسپتال اس وقت نہیں جائے گا جب رش کم ہوتا ہے اور سیکورٹی الرٹ ہو جاتی ہے۔"

"وہ ہاسپٹل زاریہ سلطان کے پاس پھر کس وقت جائے گا سر؟"

وہ موبائل کندھے اور کان کے درمیان دبائے کار ریورس کر رہا تھا۔ جب فاخر کی بات سن کر وہ ہلکا سا چونکا۔

"ایک منٹ فاخر میں تمہیں دوبارہ کال کرتا ہوں۔"

اس نے کار ریورس کر کے مین روڈ پہ لا کر روکی۔ کال ملائی۔

"ہیلو بھائی آج آپکو جانا ہے نا ہاسپٹل؟"

"ہاں۔" وہ کورٹ میں تھا۔

"آپ نے بتایا تھا کہ۔۔" اس نے اپنا جملہ ادھورا چھوڑ دیا۔

"کہ مجھے زاریہ کے سائیکاٹریسٹ شہزاد سلیم نے بلایا ہے۔ وہ مجھ سے حادثے کی ہسٹری جاننا چاہتے ہیں تاکہ پتا لگا سکیں کہ اس حادثے کا زاریہ کے ذہن پہ کوئی منفی اثر ہوا ہے یا نہیں۔"

"او کے بائے۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"رکو کوئی مسئلہ ہے کیا؟"دوسری طرف سے جواب موصول نہیں ہوا۔وہ فون کاٹ چکا تھا۔

دایان نے فون کان سے ہٹا کر دیکھا۔وہ بہت جلدی میں لگ رہا تھا۔پتا نہیں کیا بات تھی؟

اسنے کندھے اچکائے۔کسی نے اسکے آفس کا دروازہ کھٹکٹایا۔

"سر پراسیکیوٹر ناصر بلا رہے ہیں آپ کو۔"

"آرہا ہوں میں۔"وہ ٹیبل سے ایک فائل نکالتا اسکے ساتھ چلا گیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

....

گھڑی کی چھوٹی سوئی دس پہ آکر رک گئی تھی۔اسکی ٹک ٹک کی آواز دایان کے سر میں سوئیوں کی طرح چبھ رہی تھی۔دائم ہسپتال کی راہداری میں تیزی سے چل رہا تھا۔زاریہ کا پرائیویٹ روم اس کے سامنے تھا۔کونے میں انسپکٹر فاخر سادہ کپڑوں میں کھڑا تھا۔

اسے دیکھ کر اس نے سر کو ہلکا سا خم دیا۔ دائم نے بائیں راہداری میں دیکھا۔ وہاں ایک میل نرس ٹرے میں چند سرجیکل انسٹرومنٹس لے کر جا رہا تھا۔

پھر اس نے سامنے ویٹینگ کی کرسیوں پہ بیٹھے ایک آدمی کو دیکھا۔ وہ ٹانگ پہ ٹانگ رکھے ہاتھوں میں گلدستہ پکڑے کسی کی عیادت کرنے کے انتظار میں تھا۔ انسپکٹر فاخر کی ٹیم اس ائیریا میں پھیلی ہوئی تھی۔ وہ سب تیار تھے، سب کے سب الرٹ تھے۔

"وہاں کے حالات کیسے تھے مجھے ذرا ڈیٹیل میں بتائیں۔" سامنے بیٹھا ڈاکٹر اپنے ہاتھ مسلتا ہوا بولا۔ ساتھ اسکا فون پڑا تھا اور ریکارڈنگ آن تھی۔ فون سے تھوڑے فاصلے پر دایاں کا چائے کا کپ پڑا تھا۔ جس میں سے تین چار گھونٹ کم تھے اور دھواں نکلنا بند ہو چکا تھا۔ غالباً وہ ٹھنڈی ہو گئی تھی۔ اسنے اپنی پیشانی مسلتے ہوئے چونک کر ڈاکٹر کو دیکھا۔

"آپ مجھ سے یہ سوال تیسری بار پوچھ رہے ہیں۔" آواز سے وہ تھکا ہوا لگ رہا تھا۔

"آپ ذرا مزید ایکسپلین کر دیں۔"اس نے ٹشو پیپر پکڑ کے اپنا ماتھے پہ آئے قطرے صاف کیے۔ دایان نے اپنی گول گلے والی شرٹ کا گریبان ہلکا سا جھٹکا۔ اچانک اسکا دم گھٹنے لگا تھا اسے۔بہت گرمی لگ رہی تھی۔

"کھڑکی کھول دیں پلیز۔"

شہزاد سلیم نے فوراً اٹھ کر کھڑکی کھولی۔ ٹھنڈی ہوا فوراً سے اندر آئی۔

دایان نے آنکھیں بند کر کے ہوا کو اپنے چہرے پہ محسوس کیا۔

"میں نے ذیادہ غور نہیں کیا ارد گرد۔ میں بس زاریہ کو ڈھونڈ رہا تھا البتہ۔"شہزاد سلیم کی آنکھیں گھڑی پہ گئی۔ اور پھر دروازے کی طرف۔

"وہاں بہت دھواں تھا۔ ایک دو کمرے ابھی بھی آگ کی زد میں تھے۔ وہ فارم ہاؤس کی چھت پہ لکڑی کا کام ہوا تھا۔ چھت خراب ہو چکی تھی۔ لکڑی کے ٹکڑے ادھر ادھر بکھرے ہوئے تھے۔"

شہزاد سلیم نے اپنے کمرے کے دوسرے دروازے کی طرف دیکھا۔ وہ ہلکا سا کھلا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اسنے اپنی ٹائی ڈھیلی کی۔ایک نظر دایان کو دیکھا جو اپنی کنپٹی مسلتے ہوئے کچھ کہہ رہا تھا۔اسکے لب آہستگی سے ہل رہے تھے۔اس نے پھر دروازے کی طرف دیکھا۔سر کے خم سے ہلکا سا اشارہ کیا۔دروازے کے پار کھڑا اروحان مسکرایا۔

زاریہ نے ایک نظر گھڑی کی طرف دیکھا۔پھر وہ دروازے کی طرف منتظر سی دیکھنے لگی۔

کمرے کے دروازے کے باہر کھڑے دائم نے کان میں لگا مائکرو فون دبایا۔

"تیار ہو جاؤ۔"

"مینشن تھا یا فارم ہاؤس میں نے یہ بھی نہیں دیکھا،بس وہ۔۔۔"دایان کچھ بولتے بولتے رکا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

اس نے چہرا اٹھا کر شہزاد کو دیکھا۔اسکی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔

"اس چائے میں کچھ تھا۔"اسنے چائے کی طرف اشارہ کیا۔

شہزاد نے نفی میں سر ہلایا۔یک دم اسکی گھبراہٹ میں اضافہ ہوا۔

"تم نے کچھ ڈالا ہے نا اس میں؟" اسنے اپنے پیروں پہ کھڑے ہونے کی کوشش کی لیکن اسکا سر زور سے چکرایا۔

وہ کرسی پہ ڈھے گیا۔ بمشکل اپنی آنکھیں کھلی رکھنے کی کوشش کرنے لگا۔

روحان نے دروازہ کھولا۔ دایان نے مڑ کے اس دوسرے دروازے کی طرف دیکھا۔

"تم!"

"ہاں میں۔" وہ مسکرایا "تھینک یو ڈاکٹر صاحب۔ اوہ آپ کے نام کے ساتھ تو ڈاکٹر نہیں لگتا ہے نا۔ لگنا بھی نہیں چاہیے۔ آپکی حرکتیں ہی ایسی ہیں۔" شہزاد نے ملامتی نظروں سے اسے دیکھا۔ آگر یہ بات کسی کو معلوم ہو گئی کہ اسنے اپنے آفس میں بیٹھے آدمی کو بے ہوشی کی دوا دی ہے تو اسکا لائسنس کینسل ہو سکتا تھا۔

"تم یہاں کیا کر رہے ہو؟" وہ پھر سے کھڑا ہونے لگا تو روحان نے اسکے کندھوں پہ دباؤ ڈال کے اسے واپس بٹھا دیا۔

"میں اپنا جواب لینے آیا ہوں میں نے کچھ پوچھا تھا تم سے۔"وہ اسکے کان کے قریب جھکا۔

"تمہیں کیا لگا کہ میں وہ خبر دیکھ کر اسے مارنے چل پڑوں گا۔اسے میں ماروں گا لیکن آرام سے، تسلی سے۔"

"وہ ابھی تک نہیں آیا۔"انسپکٹر فاخر راہداری پہ نظریں جمائے بولا۔

"آجائے گا انتظار کرو۔"دائم نے دروازے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

روحان نے اپنی جیب سے پین نائف نکالی۔اسے کھول کر دایان کے گلے پہ رکھا۔

شہزاد کی آنکھوں میں خوف وہراس پھیل گیا۔دایان نے اسکا ہاتھ اپنے گلے سے پیچھے لے جانے کی کوشش کی مگر بے سود۔اسکے اعضاء جواب دے گئے تھے۔

روحان نے شہزاد کی طرف دیکھا۔

"تم نے کبھی گلہ کٹنے کی آواز سنی ہے۔زرا غور سے سننا۔"اسنے دایان کے اوپری جلد پہ ہلکا سا کٹ لگایا۔خون کے قطرے نمودار ہوئے۔اسنے پین نائف کو دوسری، پھر تیسری تہہ تک

گھسایا یہاں تک کہ وہ گوشت تک پہنچ گئی۔ دایان کے منہ سے کراہ نکلی۔ خون کے دھار اس جگہ سے بہہ کر روحان کے ہاتھوں کر رنگنے لگی۔

"اب میں آگر اس نائف کو زرالمبائی میں کھینچو گا تو اس کی شہ رگ کٹ جائے گی۔" وہ سامنے بیٹھے ہوئے کو سمجھا رہا تھا۔ اور وہ وحشت سے اسکی سفاکی دیکھ رہا تھا۔ اسکی نظریں روحان کے ہاتھوں پہ لگے خون پہ جمی ہوئی تھیں۔

ٹھاہ کی آواز کے ساتھ دروازہ کھلا اور دوسری طرف ہی گولی چلی۔

روحان کے بازو کو گولی چھو کے گزری تو اسکا ہاتھ بے ختیار دایان کی گردن سے ہٹا۔ دایان کا سر فوراً ٹیبل پہ جا لگا۔ اسکے کندھے ڈھیلے ہو گئے۔

دائم نے دوسری گولی فوراًاسکے گھٹنے پہ ماری۔ وہ کراہ کر زمین پہ گر گیا۔ انسپکٹر فاخر اپنے آدمیوں کے ساتھ اندر داخل ہوا۔ دائم فورا دایان کی طرف بھاگا۔

اسنے اسکا سر اٹھایا۔

"بھائی!" اس کے گلے سے خون بہہ رہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"بھائی! آنکھیں کھولیں!" اسنے دایان کا چہرہ ہلایا۔ کوئی حرکت نہیں ہوئی۔ اس نے ایک نظر زمین پہ پڑے ہوئے روحان کو دیکھا۔ فاخر اسکی کمر پہ گھٹنا رکھ کر اسے ہتھ کڑی پہنا رہا تھا۔

"ڈاکٹر کو بلاؤ جلدی!" وہ حلق کے بل ڈھارا۔ سامنے کھڑا سب انسپکٹر فوراً کمرے سے باہر نکلا۔ اور چند ہی لمحوں بعد بھاگتا ہوا ایک ڈاکٹر کے ساتھ آیا۔

"دیکھیں بھائی کو کیا ہوا ہے۔" وہ پھولی سانسوں کے درمیان بولا۔ ڈاکٹر نے دایان کی تھوڑی اٹھا کر اسکے گلے کے کٹ کو دیکھا۔ پھر اسنے اپنے کانوں پہ ستھیٹوسکوپ پہنا۔

"زندہ ہو گا وہ۔ تم نے مجھے اسکا گلہ ٹھیک سے کاٹنے نہیں دیا۔" وہ زمین پہ لیٹا لیٹا بولا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"بکواس بند رکھو اپنی۔" فاخر نے اسکے منہ پہ مکا جڑا۔ اس نے حیرانی سے مڑ کے اسے دیکھا۔

"تم نئے ہو کیا؟ اسلیے ایک مجرم کیا پکڑا اتنا اچھل رہے ہو۔" وہ ہنسا۔

"یہ زندہ ہیں۔ البتہ فوری خون روکنا ہو گا۔"

دائم نے اثبات میں سر ہلایا۔ باہر سٹریچر آچکا تھا۔ دو تین آدمیوں نے دایان کو پکڑ کے سٹریچر پہ ڈالا۔ وہ اسے ایمرجنسی وارڈ میں لے گئے۔

"اسے تھانے لے کر جاؤ۔ میں آرہا ہوں کچھ دیر تک۔" دائم نے ایک نظر اسے دیکھا جو بہت پر سکون لگ رہا تھا۔ انسپکٹر فاخر نے سر ہلایا۔ اور اسے شرٹ کے کالر سے پکڑ کر اٹھایا۔

"آرام سے مجھے گولی لگی ہے۔" اسنے یاددہانی کروائی۔

"مروگے نہیں تم تسلی رکھو۔" فاخر نے اسے دھکا دے کر اہلکاروں کو پکڑایا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

پھر وہ پیچھے مڑا۔ شہزاد سلیم اپنے ٹیبل کے پیچھے دیوار کے ساتھ لگا تھا۔

"فلم دیکھ لی تو آپ بھی آئیں جناب۔ لائسنس کینسل کروائیں۔"

"مم مم۔۔ میں نے کک کچھ نہیں کیا سر۔"

"پکڑو اسے ڈالو گاڑی میں۔"

"میرے بچے ہیں سر۔ میں نے کچھ نہیں کیا۔ اس نے۔۔ اسنے دھمکی دی تھی مجھے" اسکی کسی نے نہ سنی۔ اور وہ دونوں پولیس کے حراست میں ہسپتال سے نکل گئے۔

کچھ دیر بعد ایمرجنسی وارڈ میں لیٹا دایان اپنے پاس بیٹھے دائم کو دیکھ رہا تھا۔ اسکی گردن پٹی میں جکڑی ہوئی تھی۔ بے ہوشی اتر چکی تھی۔

"تم روئے ہو کیا؟"

"میں کیوں رووں گا۔ اتنا چھوٹا سا کٹ ہے۔" اسنے اپنی آنکھ رگڑ کر اسکی سرخی غائب کرنے کی کوشش کی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"وہ پکڑا گیا؟"

دائم نے اثبات میں سر ہلایا۔ "تم تو زاریہ کے دروازے کے پاس نہیں تھے۔ تمہیں کیسے پتا چلا کہ وہ میری طرف آئے گا؟"

"ویل یو بی مائی نیکسٹ؟ اسنے یہ لکھا تھا دیوار پہ۔ مجھے شک تھا کہ وہ اس نتیجے پہ پہنچ جائے گا کہ وہ خبر دے کر اسے ٹریپ کیا جائے گا۔"

"ہمم۔" دایان بازو کے بل اٹھ کے بیٹھا۔

"آپ آرام کریں ابھی۔" وہ اسے روکتے ہوئے بولا۔

"رہنے دو چھوٹا سا ہی کٹ ہے۔" وہ مسکرایا۔ دائم نے جواباً مسکرا کہ اسے سہارا دیا۔ وہ ابھی بستر سے اٹھا ہی تھا کہ زاریہ کو وہاں دیکھ کر رکا۔ اسنے کندھے کے گرد شال لپیٹی ہوئی تھی۔ پیروں پہ پٹیاں کر رکھیں تھیں۔ اس سے تھوڑے فاصلے پہ ایک نرس کھڑی تھی۔

زاریہ نے اسکی گردن کی پٹی کو دیکھا۔

"بھائی ٹھیک ہیں۔ بس چھوٹا سا کٹ ہے۔"

"وہ پکڑا گیا؟"

دایان نے اثبات میں سر ہلایا۔ "تم نے پکڑوایا؟" وہ ہلکا سا مسکرائی۔ " ٹیکنیکلی ہاں۔" وہ اپنے جوتے پہننے لگا۔

"اور پریکٹلی میں نے۔" دائم مسکرایا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"گڈ۔" وہ کہتے ہوئے مڑی ہی تھی کہ دایان کو کھڑا ہوتا دیکھ کر رکی۔

"تم کہاں جا رہے ہو؟"

"اپنے گھر۔" وہ کپڑے جھارتا کھڑا ہوا۔

"میری بھی چھٹی کرواؤ پھر۔ یہ مجھے جانے ہی نہیں دیتے۔ کہتے ہیں کہ آپکو ایڈمٹ کروانے والا ہی ڈسچارج کروا سکتا ہے۔"

دائم نے اپنے موبائل پہ ٹائپ کرتے ہوئے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

دایان اسکے سامنے کھڑا ہوا۔ "ابھی تمہارا ڈسچارج ہونا مناسب نہیں۔ تم یہی رہو دو تین ہفتوں تک۔"

زاریہ نے بھونیں سکیڑ کر اسے دیکھا۔ "میں دو تین ہفتوں تک کیوں رہوں گی؟"

"کیونکہ میں تمہیں ڈسچارج نہیں کرواؤں گا۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"مت کرواؤ میں خود ہی چلی جاؤں گی بغیر ڈسچارج ہوئے۔"وہ تیز لہجے میں کہتی مڑ گئی۔

دایان نے نرس کی طرف رخ کیا۔

"آپ نے انکی بات سنی ہے نا۔اب ان پر نظر رکھیے گا یہ یہاں سے جانے نہ پائیں۔"

"یس سر"زاریہ نے مڑ کے اسے گھورا جو پر سکون چہرے کے ساتھ کھڑا اسے دیکھ رہا تھا۔

"چلیں میم اتنی دیر کھڑے رہنا ٹھیک نہیں۔"انہیں کھاجانی والی نظروں سے اسنے نرس کو دیکھا۔سر کی کچھ لگتی۔نرس نے اسے چلنے کا اشارہ کیا تو وہ خاموشی سے آگے بڑھنے لگی۔

"نظر کے ساتھ ساتھ خیال بھی رکھیے گا سیسٹر۔"وہ پیچھے سے پکارا۔زاریہ نے مڑ کے نہیں دیکھا مگر اسے لگا کہ اسنے یہ جملہ مسکرا کر بولا ہو گا۔وہ وہاں سے چلی گئی۔

"بھائی،فاخر تھانے پہنچ گیا ہے۔آپ گھر جارہے ہیں یا تھانے؟"

"گھر۔"

دائم نے سر ہلادیا۔"چلیں پھر۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

انسپکٹر فاخر سلاخوں کے سامنے کھڑا اسے دیکھ رہا تھا۔ وہ زمین پہ چونکڑی مار کے بیٹھا اندیکھی لکیریں کھینچ رہا تھا۔ اسکی گولی نکلوادی گئی تھی۔ اسنے بے ہوشی کی دوا لینے سے انکار کر دیا تھا۔ اور اب بھی یوں بیٹھا تھا جیسے اسے کوئی گولی لگی ہی نہیں۔

"تم نے اسے بھی قتل کر دیا جس نے اتنا عرصہ تمہارا خیال رکھا۔ تم جانتے ہوں آج داؤد کی ماں بہن لاوارثوں کی طرح رہ رہی ہیں۔ اسکی بہن کی شادی ہونے جارہی تھی۔ لیکن پھر بھائی کی یوں موت کی وجہ سے اسکا رشتہ ٹوٹ گیا۔"

"تو تم اس کے گھر رشتہ بھیج دو۔" وہ ہنستے ہوئے بولا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

فاخر نے سر جھٹکا۔ "جس نے باپ کو قتل کیا، جو بہن کو جلا کر مار رہا تھا، میں بھی اسکو انسانیت کا درس دے رہا ہوں۔" اسنے سلاخوں کے قریب ہو کر تھوکا۔ روحان کے گھٹنے کی پاس آکر اسکی تھوک گری۔ اسنے ایک نظر تھوک کو دیکھا دوسری نظر اس پر ڈالی۔ وہ اپنی جگہ سے کھڑا ہوا اور سلاخوں تک آیا۔

"میں انسان تھوڑی ہوں۔ میں تو سانپ ہوں۔" اس نے سلاخوں کو تھام کر اپنا چہرا قریب کیا۔ راہداری میں جلتی روشنی سے اسکا آدھا چہرا دکھائی دیتا تھا۔ باقی آدھا چہرا جیل کی تاریکی میں سیاہ ہو گیا تھا۔

"میں کسی کو ڈستا ہو تو کچھ کو نگل لیتا ہوں۔ میں روحان سلطان ہوں۔ میں زیادہ دیر قید میں نہیں رہوں گا۔ لیکن میں ادھر واپس ضرور آونگا اور آکر۔۔" اسنے ہاتھ بڑھا کر فاخر کی نیم ٹیگ کو جھاڑا۔ سب انسپکٹر فوراً آگے بڑھا مگر فاخر نے اسے روک دیا۔ "آکر میں تمہیں اسی جیل میں لٹکاؤں گا۔" اس نے قہقہہ لگایا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

فاخر نے ایک جھٹکے سے اسکا ہاتھ تھاما اور زور سے کھینچا۔ روحان کا کندھا سلاخوں سے لگا۔ ادھر پہلے ہی گولی چھو کر گزری تھی۔ اسنے اپنے ہونٹ بھینچ کر درد ضبط کیا۔ فاخر نے اسکا بازو مڑوڑا۔

"میں بھی دیکھتا ہوں ایک لولہ لنگڑا مجھے کیسے الٹا لٹکائے گا۔"

اس نے روحان کا بازو جھٹکا۔ اپنے کندھے پہ ہاتھ رکھ کر ایک قہر آلود نگاہ سامنے کھڑے آدمی پر ڈالی۔

"الٹا تو تم لٹکو گے۔ انتظار کرنا۔"

"تم مجھے الٹا لٹکاؤ گے تو میں تمہیں پھانسی لٹکاؤں گا۔ دیکھتے ہیں پہلے کون لٹکتا ہے۔" فاخر نے مسکرا کر اپنی چھڑی دو بار سلاخوں پہ ماری اور وہاں سے چل دیا۔ پیچھے کھڑا اسب انسپکٹر مسکرایا۔ روحان نے اسے مسکراتے ہوئے دیکھا۔

"بڑی ہنسی آرہی ہے۔ میں نے جب تمہیں دیکھا تھا تو میں نے سوچا کہ میں تمہیں بھی ماروں گا۔ پھر میں نے سوچا کہ تمہارا کیا لینا دینا۔" وہ اپنا ہاتھ اپنی کنپٹی تک لے کر گیا اور اپنی ہتھیلی دو دفعہ اپنی کنپٹی پہ ماری۔

"بہت کنفیوزن کا شکار ہوا میں۔ ماروں یا نہ ماروں؟ پھر میں نے سوچا کہ اگر میں نے تمہیں ہنستے ہوئے دیکھا تو میں تمہیں مار دوں گا۔"

عمار نے سر جھٹکا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"میں نے تم جیسا نفسیاتی نہیں دیکھا۔"

""عمار!" فاخر نے اسے دور سے آواز لگائی۔

" کمنگ سر۔ "وہ ایک آخری نظر اس پہ ڈالتا مڑا۔

"تم ہو گے نفسیاتی۔ بلکہ تمہارا باپ بھی نفسیاتی ہے۔"وہ سلاخیں پکڑ کر حلق کے بل چیخا۔

"تم سب نفسیاتی ہو۔ تمہارا یہ انسپکٹر پاگل ہے، کم عقل ہے!اسکی وجہ سے سب کو نقصان ہو گا

"۔

"یہ ایسے ہی شور مچائے گا سر۔"وہ دونوں مڑ کے اس کی طرف دیکھ رہے تھے۔

"شیر۔"کونے میں سٹول پہ بیٹھا چائے پیتا بھاری بھر کم حوالدار فوراًاپنی جگہ سے اٹھا۔"دیکھو تو تم سے زیادہ چیخ رہا ہے۔بتاؤ اسے کہ پولیس کیسی چیختی ہے۔"

"یس سر!"شیر نے حلق پھاڑ کے سیلوٹ کیا۔وہ فوراًاپنی بندوق کندھے پہ ڈال کر اسکی طرف بڑھا جو ابھی تک چیخ رہا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تمہارا وہ جو انگریز سربراہ ہے اسے تو میں۔ "وہ باری باری سب کے انجام بتا رہا تھا۔

"اوئے چپ کر!!"شیر خان اتنی زور سے چیخا کہ روحان کی آواز یک دم غائب ہو گئی۔ اسکے کان میں ہلکا سا پٹاخا بجا تھا۔ عمار نے بے اختیار اپنے کان پہ ہاتھ رکھ کر مسکراتے ہوئے فاخر کو دیکھا۔ وہ بھی مسکرایا۔

"ہمیں چلنا چاہیے سر۔"

"تیری خالہ کا ویڑہ نہیں ہے جو چیخ رہا ہے!"روحان گھور گھور کے اسے دیکھ رہا تھا"اب تو بولا تو میں اندر آجاؤں گا۔"

"شیر کی آواز سن کر تو مردے بھی کفن پھاڑ کر نکل آئیں۔"فاخر ہلکا سا ہنستے ہوئے عمار کے ستھ اپنے کیبن میں چلا گیا۔

پیچھے روحان تقریباً ڈھائی گھنٹے تک اس شیر کی ڈھاریں سنتا رہا۔ اسے لگ رہا تھا کہ اسکے کان پھٹ جائیں گے یا ان سے خون رسنے لگے گا۔

نولز کلب
Clubb of Quality Content!

....

ہاسپٹل کہ اس کمرے میں نیم اندھیرا ہو رہا تھا۔ زاریہ اس نیم اندھیرے میں آنکھیں کھولے چھت کو دیکھ رہی تھی۔

اسے نیند نہیں آئی تھی آج رات۔ ذہن میں پچھلے چند دنوں کی باتیں باری باری گردش کرتی جا رہی تھیں۔ اسنے ایک لمبی سانس اندر کھینچی۔ اسکے سائڈ ٹیبل پہ پڑے موتیے کے پھولوں کی خوشبو اسکے نتھوں سے ٹکرائی۔ ذہن پیچھے چلا گیا، جس دن وہ لاہور آئی تھی۔ نرس اس کے بازو کی پٹی بدل کر گئی تھی۔

وہ بستر کی ٹیک ذرا اونچی کیے نیم دراز تھی۔ دروازے پہ دستک ہوئی۔ اور پھر وہ چند لمحیں بعد کھلا۔ سامنے لبنا صفدر کھڑی تھیں۔ پرسکون بھوری آنکھیں اور مطمئن مسکراہٹ کے ساتھ۔ ہاتھ میں شیشے کا ایک پیالہ سا تھا جس میں پانی بھرا تھا۔ اور پانی کی اوپری سطح پر موتیے کے پھول تیر رہے تھے۔

"السلام علیکم۔"وہ اندر ائیں اور وہ پیالہ اسکے بیڈ کے قریب پڑے میز پہ رکھا۔

"کیسی ہو زاریہ؟

وہ خاموش رہی۔اسکی نظر موتیے کے پھولوں پہ جمی تھی۔لبنا نے اسکی نظروں کے تعاقب میں دیکھا۔

"مجھے بہت پسند ہیں یہ پھول اسی لیے میں تمہارے لیے بھی لے آئی۔"

"شکریہ۔"ہلکی سی آواز اس کے حلق سے نکلی۔ساتھ ہی انکھوں میں پانی تیرنے لگا۔

لبنا نے اسکی سر پہ ہاتھ پھیرا۔

"تم بہت بہادر ہو۔"وہ یہ کہتے ہوئے اسکے بیڈ کے پاس کرسی رکھ رہی تھیں۔

"میں نہیں ہوں۔"

لبنا نے اسکی بات سن لی تھی۔پھر بھی آرام سے کرسی پہ بیٹھیں۔

"بہادر ہونے کے ساتھ تم خوش قسمت بھی ہو۔"

Clubb of Quality Content

"خوش قسمت؟"اسکے ماتھے پہ بل پڑے۔ساتھ ہی ایک آنسوں آنکھ سے بہہ نکلا۔

"ہاں۔"

"میرے۔۔۔"وہ بولنے لگی مگر اسکی آواز نے ساتھ چھوڑ دیا۔اس نے آنکھیں بند کر چند لمبے لمبے سانس لیے۔

"میرے ماں باپ کا قتل ہو گیا،ایک اکلوتا بیٹا میری وجہ سے اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھا، میرا بازو جل گیا اور یہ سب جانتی ہیں کس نے کیا؟"

"تمہارے بھائی نے۔"

اسنے حیرانی سے انہیں دیکھا۔

"دایان دستگیر نے بتایا ہے مجھے۔"

"وہ اپ کو کیسے جانتا ہے؟"

"وہ تمہیں جانتا ہے اسلیے اس نے مجھے بتایا۔"

Clubb of Quality Content!

"کیا اب بھی میں خوش قسمت ہوں؟"

"ہاں۔"

"کیسے؟!"

"تم زندہ ہو سو تم خوش قسمت ہو۔"

وہ کہنا چاہتی تھی کہ ایسی زندگی کا وہ کیا کرے گی مگر خاموش رہی۔

"تم نے غور نہیں کیا زاریہ؟ تمہارے ماں باپ کا قتل ہوا ان کے اپنے گھر میں، مگر تم زندہ بچ گئی۔ روحان نے تمہارے ماں باپ کو قتل کیا۔ مگر وہ تمہیں نہیں مار سکا۔ وہ تمہارے ساتھ رہتا رہا لیکن وہ تمہیں نہیں مار سکا۔

اس نے تمہارا بازو جلا دیا مگر وہ تمہیں مار نہیں سکا۔ یہ ایک پیٹرن ہے زاریہ، اللہ نے تم سے کوئی کام لینا ہے۔ اس لیے وہ ہر بار تمہاری حفاظت کرتے ہیں۔ کوئی نہ کوئی تمہیں بچا ہی لیتا ہے۔ تمہارے پاس زندگی ہے۔ اور اہم بات یہ ہے کہ تمہارے پاس ایمان والی زندگی ہے

۔"

"مجھے کبھی کبھار ایسا لگتا ہے کہ مجھے سزا مل رہی ہے؟"

"کس چیز کی سزا؟"

"میری ماں کو مجھ سے بہت شکایتیں تھیں۔ میں ان کی شکایتیں کبھ دور نہیں کر پائی۔ شاید اسی لیے۔۔۔۔۔"

"تمہیں گلٹ ہے زاریہ۔ گلٹ اس بات کا کہ جسے وہ سب سے زیادہ عزیز رکھتی تھیں وہی ان کی موت کی وجہ بن گیا۔ وہ دنیا سے اس حالت میں رخصت ہوئیں کے انہیں ان کی زندگی کا سب سے بڑا دھوکہ ملا۔ تم انہیں یہ نہیں کہہ پائی کہ تم ٹھیک تھی، تمہارا کوئی قصور نہیں تھا۔ تمہارے دماغ میں یہ بات فٹ ہو چکی ہے کہ روحان کی غلطیاں،اس کے گناہ سب تمہاری وجہ سے ہیں،یہ سب تمہاری سزا ہیں۔۔ کیونکہ تمہاری۔۔۔"لبنا کی آواز ذرا دھیمی ہوئی۔" تماری ماں کا یہی نظریہ تھا اور تم نے آج بھی وہ نظریہ اپنے ذہن میں زندہ رکھا ہوا ہے۔ بلکہ تم نے اسکی نشو نما شروع کر دی ہے۔"

زاریہ نے اپنا سر جھکا دیا۔ آنسوں ٹپ ٹپ کر کے اسکی آنکھوں سے گرنے لگے۔

"ایک بات انسان کو سمجھ لینی چاہیے کہ وہ کسی دوسرے سے گناہ نہیں کرواسکتا۔یہ کام شیطان کا ہے۔ گناہ کرنے والا اپنے دماغ کو یہ جسٹیفیکیشن دیتا ہے کہ اسکے اس عمل کہ وجہ فلاں انسان ہے۔اور یہ اسکی عقل کا سب سے بڑا خسارا ہے۔"

اس نے اپنے آنسوں صاف کیے۔ لبنا نے جھک کر میز سے پانی کی بوتل اٹھائی،ڈھکن کھولا اور شیشے کے گلاس میں پانی ڈال کر اسکی طرف بڑھایا۔

زاریہ نے ایک گھونٹ لے کر گلاس سائیڈ پہ رکھ دیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"میں بہت بے یقین ہوں،انسان کسی اپنے کا قتل کیسے کرسکتا ہے؟کیا اسے کچھ یاد نہیں تھا کوئی محبت کوئی انسیت،رحم؟کچھ بھی نہیں؟"

لبنا نے ایک لمبی سانس خارج کی اور اپنی کرسی سے اٹھ کھڑی ہوئیں۔

"دنیا کا سب سے پہلا عملی گناہ ایک قتل تھا۔انسان کا قتل،بھائی چارے کا قتل،باپ کے اعتماد کا قتل،اللہ کی فرمانبرداری کا قتل،رحم کا قتل، محبت کا قتل۔"

وہ چلتے چلتے کھڑکی کے پاس پہنچیں۔ سورج کی کرنوں نے انکی آنکھوں کو چمکا دیا۔ "ایک قتل کے انگنت مقتول۔ اس ایک قتل نے دنیا کا بٹوارہ کر دیا۔ قابیل بنو یا ہابیل۔

یا تو قابیل کی طرح اپنے گناہوں کا بوجھ بھائی پہ ڈالتے رہو۔ یا ہابیل کی طرح صبر کرتے رہو

"۔

انہوں نے رخ موڑ کے زاریہ کو دیکھا۔

"جانتی ہو جب قابیل نے ہابیل کو قتل کی دھمکی دی تو اسنے کیا جواب دیا؟"

انہوں نے جواب کا انتظار نہیں کیا۔ اپنا چہرا واپس کھڑکی کی طرف موڑ لیا۔

"اگر تم مجھے مقتل کرنے کے لیے اپنا ہاتھ اٹھاؤ گے تو میں ہر گز تمہیں قتل کرنے کے لیے اپنا ہاتھ نہیں اٹھاؤں گا کیونکہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔۔۔۔ اللہ تعالٰی کو اسکے یہ الفاظ اس قدر پسند آئے کہ رہتی دنیا تک انہیں قرآن میں محفوظ کر دیا۔

اس نے یہ نہیں کہا کہ میں تمہیں قتل نہیں کروں گا کیوں کہ تم سے محبت کرتا ہوں یا تم میرے بھائی ہو اس وجہ سے یا مجھے باپ کے غم کا خوف ہے۔ کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اسکا بھائی

ان سارے باہمی جذبات کا قتل پہلے سے کر کے آیا ہے، تو اسنے صرف ایک وجہ بیان کی اللہ کا ڈر، خوف الٰہی۔"

"میری ایک بات یاد رکھنا زاریہ سلطان۔ اللہ کا ڈر ہی ہے جو قابیل اور ہابیل میں فرق کرتا ہے۔ روحان نہ بننے کے لیے یہ وجہ کافی ہونی چاہیے۔"انہوں مڑ کے اسے دیکھا اور نرمی سے مسکرائیں۔

زاریہ نے ایک لمبی سانس خارج کی۔ دل کا سرا بھاری پن اس ایک سانس کے ساتھ ہی ہوا ہو گیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

اسنے اپنی گردن موڑ کہ اس وجود کو دیکھا جو صوفے پہ بیٹھا تھا۔ وہی نرس جسے دایان اسکے سر پہ مسلط کر گیا تھا۔ زاریہ نے ہاتھ بڑھا کر دیوار پہ لگے بٹنز میں سے ایک کو دبایا، کمرہ روشن ہو گیا۔ وہ نرس بھی اسے اسی طرح گھور رہی تھی۔

چند لمحے وہ دونوں ایک دوسرے کو یوں دیکھتی رہیں۔

"تمہارا نام کیا ہے؟"

"سمیرا۔"

اسنے ایک گہری سانس لی۔ "سمیرا تم نے کسی اور مریض کو نہیں دیکھنا۔ یہ تمہاری ڈیوٹی کا حصہ ہے۔"

"میں اپنی ڈیوٹی پہ ہی ہوں میم اور میں مریض کو ہی دیکھ رہی ہوں۔" اسنے مریض پہ زور دیا۔

"تم گھور رہی ہو۔" اسنے تصحیح کی۔ سمیرا اسکی صاف گوئی سن کر اذرا سا ٹپٹائی

"سوری میم اگر اپ کو پرابلم ہوئی تھی تو۔"

"ہاں تو تم چلی جاؤ۔" وہ تحکم سے بولی۔

"میں ڈیوٹی چھوڑ کے نہیں جا سکتی۔" زاریہ نے چند لمحے لب بھینچے اسے دیکھا۔

"کیا وقت ہوا ہے؟"

"فجر ہونے والی ہے میم۔" اسنے گھڑی کی طرف دیکھا۔

"مجھے وضو کرواؤ۔"

"آپ کے لیے وضو ٹھیک نہیں ہے آپ کے زخم تازہ ہیں۔"

"پھر مٹی لے آؤ میں تیمم کروں گی۔"

"مٹی آپ کے زخموں کو انفیکٹ کر سکتی ہے۔" دوبدو جواب آیا۔

"پھر تم وضو کر کے آؤ اور ادھر میرے سامنے میری نماز ادا کرو۔" وہ یک دم اٹھ کے بولی

۔

"میں آپ کے لیے مٹی لاتی ہوں۔ مگر گال کے کٹ کا دھیان رکھیے گا۔" وہ یہ کہہ کر فوراً کمرے سے باہر نکلی۔ زاریہ نے سر جھٹکا "کام چور!"

وہ مٹی لے آئی تو زاریہ نے تیمم کیا۔ شال ایک ہاتھ سے اپنے چہرے کے گرد لپیٹی۔

سمیرا نے اسے سہارا دے کر جائے نماز پہ کھڑا کیا۔

زاریہ نے نماز شروع کی تو وہ سامنے جا کر واپس صوفے پہ بیٹھ گئی اور اس کو نماز پڑھتا ہوا دیکھنے لگی۔ جب وہ نماز پڑھ چکی تو وہ اسکے پاس آئی اور اسے اٹھا کر واپس بستر پہ بٹھایا۔ زاریہ نے دو انگلیوں سے اپنے چہرے کے گرد لپٹی شال ڈھیلی کی۔ "آپ سے ایک بات پوچھوں ؟"وہ انگلیوں پہ کوئی تسبیح کر رہی تھی جب سمیرا نے اسے ٹوکا۔ اسنے آنکھوں کی جنبش سے ہاں کا اشارہ کیا۔

"آپ کے ساتھ یہ سب کچھ آپ کے بھائی نے کیا، سگے بھائی نے! آپکو حیرانی نہیں ہوئی ؟"

زاریہ نے سکون سے اپنی تسبیح پوری کی۔ پھر چہرے پہ دونوں ہاتھ پھیرنے کے بعد اسکی طرف دیکھا۔ شال اس کے سر سے پھسل کر کندھوں پہ آ گئی۔

" تمہیں کس نے بتایا کہ میرے بھائی نے یہ سب کیا ہے ؟"

"کل رات ہسپتال میں اتنا تماشا لگا۔ گولیاں چلیں تھی اس پہ۔ "اسکی پیشانی پہ سلوٹیں نمودار ہوئیں۔ "ادھر سے ڈاکٹر لے کر گئے تھے اس کے علاج کے لیے۔ خیر آپ بتائیں آپکو یقین آیا کہ وہ ایسا کر سکتا تھا؟"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

زاریہ نے اسے تھکے ہوئے انداز میں دیکھا۔ وہ اپنے چسکے پورے کر رہی تھی۔ سب نے اب یہی کرنا تھا۔ اخباروں کی شہہ سرخیاں، جب بھی سلطان کچنی کا نام لیا جائے گا یہ قصہ زبان پہ آئے گا۔ اسکے باپ کی یادوں کو یہ حقیقت کھا گئی کہ اسے اسکے ہی بیٹے نے گولی ماری تھی۔

"ہاں مجھے یقین نہیں آیا تھا کہ میرا بھائی قاتل نکلا۔ میں نے اس بارے میں سوچنے سے گریز کیا اور میری بے یقینی بڑھتی گئی۔" اسکا لہجہ نرم تھا، عام سا تھا۔ وہ یقیناً اب قدرے پرسکون تھی۔ اسے لبنا کی باتیں یاد رہیں تھیں۔

"لیکن پھر میں نے سوچا کہ کیا واقعی کوئی بھائی، کوئی بیٹا ایسا کر سکتا ہے؟ تو مجھے جوب ملا کے ہاں کر سکتا ہے۔ اس میں کوئی بعید نہیں۔" اس نے چند لمحوں کا توقف کیا۔ اپنا رخ کھڑکی کی طرف کیا۔

"وہ میرا بھائی تھا۔ قابیل بھی بھائی ہی تھا۔" اسکا لہجہ یک دم بکھر گیا۔ چند لمحیں خاموشی چھائی رہی۔ پھر زاریہ نے گہری سانس لے کر اسکی طرف دیکھا۔

"کتنے پیسے لوگی سمیرا؟"

Clubb of Quality Content

"جی؟"وہ نا سمجھی سے آگے ہوئی۔

....

"کل رات بڑی مشکل سے چپ کروایا ہے اسے۔"فاخر اپنی کرسی پہ ٹیک لگا کہ بیٹھا تھا۔

"میری آپ سے گزارش ہے کہ جلد ہی عدالتی کاروائی پوری کر کے اسے سینٹرل جیل بجھوائیں۔"دایان اسکے سامنے ہی اپنے دائیں گھٹنے پہ بایاں پیر رکھ کے بیٹھا تھا۔اسکی گردن پہ اب پٹی کی جگہ بینڈ یج لگا تھا ساتھ بیٹھا دائم اپنے چائے کے کپ سے گھونٹ بھر رہا تھا۔دایان کا کپ انچھوا ہی تھا۔

"عدالتی کاروائی ہو چکی۔"اسنے کاغذ سامنے رکھے۔"اسے ایک دو دن تک سینٹرل بھیج سکتے ہیں آپ۔اسکا کیس چلا چکا ہوں میں عدالت میں۔"

فاخر نے فائل دیکھتے ہوئے اپنا سر ہلایا۔ "آپ ملنا چاہتے ہیں اس سے تو مل لیں۔"

دایان اپنی جگہ سے اٹھا۔ دائم نے مڑ کے اسے کمرے سے باہر نکلتے ہوئے دیکھا۔

"احتیاط کرنا فاخر۔ وہ نہ تو عام قاتل ہے اور نہ ہی اکیلا قاتل ہے۔ اسکا کوئی ساتھی ہے جو اسکی مدد کو آسکتا ہے۔" وہ کہتا ہوا اپنی کرسی سے اٹھا۔ اسے دایان کے پیچھے جانا تھا۔

"میں احتیاط کروں گا۔"

اس کمرے سے دور راہداریاں دور سلاخوں کے پیچھے روحان آنکھیں بند کیے دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کہ بیٹھا تھا۔ وہ کسی کے قدموں کی چاپ سن رہا تھا۔ وہ قدم اس کے قریب آکر رکے۔ اسے محسوس ہوا کہ کوئی دوزانوں ہو کر اسکے قریب بیٹھا ہے۔ ان دونوں کے درمیان بس وہ زن گ آلود سلاخیں تھیں۔

"آگئے تم؟" وہ یوہی بند آنکھوں کے ساتھ بولا۔ دایان نے کوئی جواب نہ دیا۔ اسنے غور سے اسکے چہرے کو دیکھا۔ وہ زاریہ سے بہت مشابہت رکھتا تھا۔

"تم جانتے ہو میری موت تمہارے ہاتھوں سے نہیں ہوگی۔"

"تم یہ کیسے کہہ سکتے ہو؟"

اس نے اپنی آنکھیں کھولیں۔ دایان نے سورج کی سنہری روشنی کو اس تک پہنچنے سے روک رکھا تھا۔

"موت کے قدموں کی چاپ مختلف ہوتی۔ وہ بے آواز ہوتی ہے، اور اسکے قدموں کی ٹھنڈک سانسوں میں محسوس ہونے لگتی ہے۔" اس نے دایان کی طرف رخ موڑا۔ کالی آنکھوں نے سرمئی آنکھوں میں دیکھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"میں نے ایسا کچھ محسوس نہیں کیا۔"

دایان ہلکا سا مسکرایا۔ "تم جس حالت میں ہو وہاں احساسات آپس میں گڈمڈ ہونے لگتے ہیں۔ غور سے دیکھو خود کو۔" دایان نے سلاخ کو تھاما۔ روحان نے اسکے ہاتھ کو دیکھا اور پھر اسکی گردن میں لگی بینڈیج کو۔

"کیا تم قید نہیں ہو؟ تم ہار نہیں گئے؟ تمہاری برائی ہار نہیں گئی؟"

"برائی تو کبھی نہیں جیتتی۔ یہ میری ماں کہتی تھی۔ "وہ استہزیہ ہنسا۔ "برائی کا کام جیتنا نہیں ہوتا وہ نقصان پہنچاتی ہے۔ اسکا کام تباہی پھیلانا ہوتا ہے۔ اور میں نے اپنا کام کیا ہے۔ " اس نے چبا چبا کر اپنا آخری جملہ ادا کیا۔

دایان نے اسکی آنکھوں کی وحشت کو غور سے دیکھا۔ " تمہیں اپنی بہن پہ ترس نہیں آیا؟ تمہارے خون نے جوش نہیں مارا؟ تم دونوں نے ایک ہی رحم بانٹا، تم دونوں کی رگوں میں دوڑتا خون ایک ہی ہے۔ تم اسے جلنے کے لیے وہاں چھوڑ آئے ؟"اس نے افسوس سے اسے دیکھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"ہاں مجھے چھوڑ کے نہیں آنا چاہئے تھا۔ مجھے اسے دیکھنا چاہیے تھا تاکہ میرا کام اتنا لمبا نہ ہوتا "۔

دایان اٹھ کھڑا ہوا۔ کچھ تھا اسکے وجود کے ساتھ جو دل کو بوجھل کر دیتا تھا۔ اسنے اپنے ہاتھ جھاڑے۔

"تم بہت پرسکون دکھنے کی کوشش کرتے ہو۔ لیکن مجھے تمہاری آنکھوں میں سکون دکھائی نہیں دیا۔ تمہاری آنکھوں میں وحشت ہے، تمہیں خود اپنے آپ سے وحشت ہوتی ہے، میں یہ نہیں کہہ رہا کہ تم نادم ہو۔ بس یہ کہہ رہا ہوں کے تم خوفزدہ ہو، خود اپنے آپ سے۔"

روحان سر اٹھا کر خاموشی سے اسے سن رہا تھا۔ "تم بلکل بھی سکون میں نہیں ہو اضطراب اور بے سکونی تمہارا مقدر رہے۔ تمہیں سزائے موت ملے یا نا ملے۔ تمہاری سزا یہی ہے کہ تم سے سکون چھین لیا گیا ہے۔" وہ یہ کہتا مڑ گیا۔ دائم اسکے پیچھے ہی کھڑا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"میں ہسپتال جا رہا ہوں۔" اسکے قریب سے گزرتے ہوئے اطلاع دی۔

دائم نے جواباً کچھ نہیں کہا۔ اسکی نظریں سلاخوں کے پار مزید تاریک ہوتے چہرے پہ جمی تھیں۔ روحان نے گردن موڑ کے اسے دیکھا۔ آنکھیں چھوٹی کر کے غور سے۔

اسکی دیکھنی عجیب تھی، بہت عجیب۔ دائم چند لمحے اسے دیکھنے کے بعد وہاں سے مڑا۔

"اپنے بھائی کی حرکتوں کا خمیازہ بھگتنا پڑھتا ہے ہر ایک کو۔" وہ پیچھے سے بولا۔

اسنے ہلکی سی گردن موڑ کے دیکھا۔

"بھائی تمہارے جیسے ہوں تو ظاہر ہے خمیازہ بھگتنا پڑھے گا۔"وہ کہتا چلا گیا۔

روحان نے بھاری ہوتے تنفس کو قابو کرنے کی کوشش کی،اپنی مٹھی پہ دانت گاڑھ کے چیخ کو روکا۔اس سے تھوڑے فاصلے پہ بیٹھا شیر اسکی حالت سے کافی محظوظ ہوتا دکھائی دے رہا تھا۔

دایان ہسپتال کی راہداری میں چلتا ہوا آیا۔ہسپتال کا عملہ اس سے واقف تھا۔وہ زاریہ کہ کمرے کی طرف بڑھنے لگا کہ اسے ایک نرس نے روکا۔

"آپ کی پیشنٹ تو جاچکی ہیں۔"

"جاچکی کا کیا مطلب؟" دایان کی پیشانی پہ سلوٹیں نمودار ہوئیں۔

"بس چلیں گئیں، انہیں کسی نے نہیں روکا۔"

"اسکے ساتھ جو نرس تھی وہ کدھر ہے؟"

"سمیرا چھٹی پہ ہے سر۔" دایان نے اپنا سر جھٹکا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہسپتال سے نکل گیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ سلطان ہاؤس کے باہر کھڑا تھا۔ چوکیدار نے اسے دیکھ کر دروازہ کھول دیا۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتا اندر آیا۔ وہ اس مین ہال میں پہنچا ہی تھا کہ اسے وہ سامنے ہی صوفوں پہ بیٹھی نظر آئی۔ پیر اوٹومن پہ رکھے وہ سامنے دیوار کو ڈھانپتی بڑی سی ایلسی ڈی پہ خبریں سن رہی تھی۔ ٹی وی پہ اسے دایان کا عکس نظر آیا۔

"وکیل صاحب کے لیے ایک کپ چائے لے کر آئیں۔" اپنے پاس کھڑی کوثر آپا کو مخاطب کیا۔ وہ سر ہلاتی کچن کی طرف بڑھنے لگی تھی کہ دایان نے اسے ہاتھ کے اشارے سے روکا۔ پھر وہ اسکے دائیں طرف والے سنگل صوفے پہ بیٹھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کتنے پیسے دیے تم نے اسے ؟" لہجہ نرم تھا۔ پٹی اسکے بازو پہ تازہ تھی۔ وہ دوبارہ پٹی کروا کر آئی تھی۔

"جتنے اسے چاہیئے تھے۔" زاریہ نے کندھے اچکائے۔ دایان نے افسوس سے سر نفی میں ہلاتے ہوئے اسے دیکھا۔

"میں تمہارے فائدے کے لیے روک رہا تھا تمہیں۔ میں ڈسچارج کروا دیتا۔"

"مجھے کوئی زبردستی روک نہیں سکتا اور مجھے کسی کو ڈسچارج کروانے کی ضرورت نہیں۔ میں خود جا سکتی ہوں جہاں بھی جانا چاہوں۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"جانتا ہوں۔" زاریہ نے گردن موڑ کے اسے دیکھا۔ وہ یہ جواب اسے کئی بار دے چکا تھا۔ دایان نے چہرا موڑ کے ٹی وی پہ آتی ہیڈ لائن پڑھی۔

"وہ کل کورٹ جائے گا۔" زاریہ کی گردن میں گلٹی ڈوب کر ابھری۔ "ملنا چاہتی ہو اس سے ؟"

"ملک صباحت کا کیا بنا ؟" اس نے ریموٹ پکڑ کے ٹی وی آف کر دیا۔

"اسے اس کے بیٹے کی موت کے بارے میں بتایا تھا میں نے۔ صدمے میں ہے ابھی تک۔ کل وہ بھی پیش ہوگا عدالت میں۔ پھر اسے اور روحان کو سینٹرل جیل منتقل کر دیا جائے گا۔"

زاریہ خاموشی سے اسے سنتی رہی۔ وہ اسے بتا رہا تھا کہ اب وہ بزنس امپائر بلا شراکت غیر اسکا ہے۔ سوائے اسلام آباد والی برانچ کے۔ وہ چاہے تو کیس پڑا شید کروا سکتی تھی۔ اسے اب سب کچھ مل گیا تھا۔

اسے اسکی امانت واپس مل گئی تھی۔ مگر اسکے ہاتھ جل گئے تھے، سب حاصل ہونے کے باوجود وہ اندر سے خالی تھی۔ اسکا دل زخمی تھا۔

دایان اسکے دماغ کی غیر حاضری جانچ گیا تھا۔ اسلیے خاموش ہو گیا۔

"تم ٹھیک ہو زاریہ؟"

"میں ٹھیک ہوں۔" دایان نے چند لمحے اسے دیکھا۔ "اپنا خیال رکھنا۔ اگر صبح کورٹ آنے کا ارادہ ہو تو مجھے خبر کرنا۔" وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"دایان!"اس نے اسے پیچھے سے آواز دی۔

"ہاں۔"وہ مڑا۔

"مجھے حمزہ کی قبر پہ جانا ہے۔اسکی قبر کہاں ہے؟"دایان نے چہرا واپس موڑا۔

"میں تمہیں وٹس ایپ کر دوں گا۔"وہ آہستہ سے کہتا چلا گیا۔

وہ اٹھی اور اپنے کمرے میں آگئی۔دروازہ بند کیا اور آہستگی سے لاک لگایا۔

ایک آنسو آنکھ سے ٹوٹ کے گرا۔ابھی دو سال پہلے وہ ساری فیملی لاؤنج میں بیٹھ کر ڈیسائڈ کر رہی تھی۔روحان کی شادی کی پلیننگ،عزما کا پسندیدہ ٹاپک،وہ کہہ رہی تھیں کہ وہ ساڑھی پہنیں گی،اور اسنے مزاق میں کہا تھا کہ وہ بال گاؤن پہن کر آئے گی۔پھر ڈیڈ کی باتیں،پوتی پوتیوں کو کھلانے کی،انہیں ایک اعلیٰ سکول میں پڑھانے کی۔

اور پتا نہیں کیا کیا۔ وہ سب سوچنے کا کیا فائدہ ہوا؟ خوابوں کا آئینہ ہمیشہ چکنا چور کیوں ہو جاتا ہے؟ اگر اس آئینے کا مقدر چکنا چور ہونا ہے تو پھر انسان کیوں بار بار اس میں اپنا عکس دیکھتا ہے؟ کیا وہ نہیں جانتا کہ آئینہ چکنا چور ہوا تو اسکا عکس بکھر جائے گا؟

آنسو اسکی چہرے سے ٹپک رہے تھے۔ اسکی گال کا زخم خشک ہی نہیں ہو تا تھا۔ وہ مرے ہوئے قدم اٹھاتی اپنی الماری تک آئی۔ اسے کھولا اور اسکے ایک خانے سے کاغذوں کا پلندہ نکالا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

وہ پلندہ ہاتھوں میں لیے زمین پہ بیٹھ گئی۔ اسکی آخری کہانی، ادھوری کہانی۔

وہ عزہ ماکی طرح کا تھا، کتابوں کا شوق، شاعری اور فکشن سے لگاؤ۔ زاریہ اپنے بابا پہ گئی تھی۔

اسے یاد آیا جب اسنے ان سے سوال پوچھا تھا گریجویشن کے متعلق۔ وہ چناؤ نہیں کر پا رہی تھی کہ لاء پڑھے یا بابا کی طرح ایم بی اے کرے۔

تو سلطان کھل کر مسکرائے تھے۔

"تم میرا فی میل ورژن ہو زاریہ۔ میں بھی یوں ہی کنفیوز ہوا تھا ایم بی اے اور وکالت کے درمیان۔ پھر میں نے ایم بی اے کر لیا۔ تم چاہو تو وکالت پڑھ سکتی ہو۔ میں یہی مشورہ دوں گا۔"

اور روحان نے ماں کی مخالفت کے باوجود لیٹر پیچر رکھا۔ بابا نے اسے سپورٹ کیا تھا۔ لیکن پھر کیوں سب بدل گیا؟ اسنے کہانیاں لکھنا چوڑ دیں اور اپنی زندگی سے کھیلنے لگا اور ان سب کی زندگیاں تباہ کر دیں۔

زاریہ نے وہ پلندہ دیوار پہ مارا۔ وہ کاغذات دوسری بار بکھر گئے۔ روحان کے حروف زمین پہ دھکنے لگے۔ زاریہ نے ایک ایک کاغذ پھارنا شروع کر دیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ اپنے گھٹنوں کے گرد بازو حائل کر کے گم صم بیٹھی تھی۔ آنسو چہرے پہ جم چکے تھے۔ ارد گرد پھٹے ہوئے کاغذ بکھرے پڑے تھے۔

....

کمرہ عدالت کی کھڑکیوں سے اندر جھانکو تو ماحول بڑا پر تناؤ تھا۔ دایان کے بائیں طرف دائم بیٹھا تھا۔ دونوں کی نظریں سامنے کٹہرے میں کھڑے روحان پہ تھیں۔ جو بڑے سادہ سے لباس میں تھا۔

دوسری طرف کی کرسیوں پہ ملک صباحت سر جھکائے بیٹھا تھا۔ وہ آج پینٹ اور ٹائی میں ملبوس تھا۔ اسکے پیچھے والی رو میں اسکی بیوی کالے کپڑوں میں ملبوس تھی۔ بار بار اپنے آنکھوں پہ ٹشو پیپر رکھتی۔ اسے اپنے اکلوتے بیٹے کی موت کا شدید صدمہ تھا اور اسی لیے وہ آج اسکا فیصلہ سننے آئی تھی۔ تاکہ آپنے بیٹے کے حصے کی جائیداد اسکی یاد میں خود سنبھال سکے
۔

"بھائی یہ کالے کپڑوں والی کون ہے؟ کتنا رو رہی ہے۔" اسنے دایان کے کان میں سرگوشی کی۔ دایان نے ہلکا سا سر اسکی طرف جھکایا۔

"گلیسلین زیادہ ڈال لی ہو گی اس نے۔"

دائم اسکی بات سن کر ہلکا سا کھلکھلایا۔ جج نے کٹہرے میں کھڑے روحان سے نظریں

ہٹا کر اسکی طرف دیکھا۔ اسکی بتیسی فوراً اندر ہو گئی۔ جج نے واپس اپنی نگاہیں موڑ لیں۔

دوسرے کٹہرے میں شہزاد سلیم کھڑا تھا۔ "سر مجھے اس نے جان سے مارنے کی دھمکی

دی تھی۔ میں کیا کرتا؟ میرے چھوٹے بچے ہیں۔ مجھے کچھ ہو جاتا تو انکا کیا بنتا؟ میں مجبور

تھا۔ میں کسی نہتے کی جان نہیں لے سکتا۔ اس نے خود دایان دستگیر

کی چائے میں بے ہوشی کی دوا ڈالی تھی۔"

جج کے ساتھ بیٹھا ٹائپر کھٹا کھٹ سر جھکائے ٹائپ کر رہا تھا۔ روحان بے تاثر چہرے کے

ساتھ کھڑا بڑے سکون سے شہزاد سلیم کی بات سن رہا تھا۔ اب وہ وکیل کے دوسرے

سوالوں کے جواب دے رہا تھا۔

"یور آنر اب میں چاہتا ہوں کہ دایان دستگیر اپنے اکھٹے کیے گئے تمام شواہد کی سمری خود آ کر

پیش کریں۔" اس نے پیچھے کرسیوں پہ بیٹھے دایان کے طرف اشارہ کیا۔ دایان سر کے خم

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

سے اس کا شکریہ ادا کرتا اٹھا۔ اپنے کوٹ کے بٹن بند کیے اور چلتا ہوا روحان کے کٹھرے کے آگے آ کے کھڑا ہوا۔

چہرا موڑ کے اسکی آنکھوں میں دیکھا۔ وہ جواباً مسکرایا۔ اسکاڈ ھیٹھ پن قابل داد تھا۔ وہ بہت سکون سے اپنے انجام کا انتظار کر رہا تھا۔ یا یہ سکون کسی اور چیز کی وجہ سے تھا۔

دایان نے چہرا واپس موڑ کے سر اونچا کر کے چیمبر پہ بیٹھے جج کو دیکھا۔

"جیسا کہ آپ جانتے ہیں میں نے زاریہ سلطان ابرہیم کا کیس لیڈ کیا تھا جو ملک صباحت کے خلاف جائیداد پہ ناجائز قبضے کے متعلق تھا۔ اس کیس کے دوران زاریہ سلطان نے ایک رپورٹ درج کروائی جو کہ انکے بھائی کی گمشدگی سے متعلق تھی۔ اس رپورٹ کا کوئی خاطر خواہ نتیجہ نہین نکلا۔" اسکی بھاری آواز اور دھیمہ لہجہ سب خاموش ہو کر سن رہے تھے۔ بس رائٹر کی ٹائپنگ کی آواز گونجتی تھی۔

"زاریہ سلطان نے مجھ سے اپنے شک کا ذکر کیا تھا کہ انکے معزور بھائی کی گمشدگی کی وجہ یہ کیس ہے۔ پھر تقریباً دس دنوں بعد زاریہ سلطان کے گارڈ اور ان کے والد کے قریبی ساتھی

گل خان کی بدولت انہیں اس جگہ کا معلوم ہوا جہاں ان کے اس معزور بھائی کو رکھا گیا تھا

۔زاریہ سلطان۔۔۔۔"اتنے میں ہی کمرۂ عدالت کا دروازہ کھلا۔اور وہ اندر داخل ہوئی۔

دایان نے مڑ کے اس کی طرف دیکھا۔چمد لمحوں کے لیے وہ خاموش ہو گیا۔

ساری گردنیں اس کی طرف مڑیں۔روحان کی بھی۔اس نے سادہ سی آسمانی رنگ کی شلوار قمیص کے اوپر کندھوں کے گرد خاکی شال لپیٹ رکھی تھی۔اسکا پٹیوں میں جکڑا بازو چھپا ہوا تھا۔بال پیچھے کو کھلے چھوڑ رکھے تھے۔وہ چلتی ہوئی آئی اور دائم کے ساتھ والی کرسی جہاں پہلے دایان بیٹھا تھا وہاں بیٹھ گئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

اس نے سامنے کمرے کے بیچو بیچ کھڑے دایان کو دیکھا۔اس نے مسکرا کے ہلکا سا سر جھٹکا تھا۔

پھر وہ مڑ گیا۔ساری گردنیں واپس مڑ گئیں۔سوائے ایک گردن کے۔روحان اسی کی طرف دیکھ رہا تھا۔اسکی آنکھوں کے تاثر کو کوئی نام دینا مشکل تھا۔وہ تاثر نفرت سے بھی شدید تھا۔

"زاریہ سلطان جب اپنے گارڈ اور ڈیٹیکٹیو ڈیپارٹمنٹ کے آفیسر دائم آوان آغا کے ساتھ وہاں پہنچی تو انہیں وہاں ایک لاش ملی۔"

دایان نے چند تصویری سائڈ پہ کھڑے پیون کو پکڑائیں۔ وہ تصویریں جج تک لے گیا۔

"داؤد، جو کہ روحان سلطان کے نرس کی خدمات انجام دیتا رہا۔ بے دردی سے اسکا گلا کاٹ کر اسکی لاش کو فریج میں رکھ دیا گیا۔"

جج نے تصویر دیکھتے ہوئے ایک نظر اٹھا کر روحان کو دیکھا۔ جو کرسیوں پہ بیٹھی لڑکی کو دیکھ رہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"آپ انکمفرٹیبل ہو رہی ہیں؟" دائم نے اس سے آہستگی سے پوچھا۔ زاریہ نے ایک نظر کٹہرے میں کھڑے روحان کو دیکھا۔ دونوں کی نظریں ملیں۔

دایان کی پر کشش آواز بیک گراؤنڈ کا حصہ بن گئی۔ دماغ کے پردے پہ دو تین منظر لہرائے۔ اسکی آنکھوں میں نمی تیرنے لگی۔

"کمفرٹ زون میں رہنا ہوتا تو میں کبھی نہ آتی۔"دائم سر ہلا کر سیدھا ہو گیا۔زاریہ روحان سے نظریں ہٹا کر دایان کو دیکھنے لگی۔

"ملک صباحت کے بیٹے فیروز ملک نے زاریہ سلطان کو اطلاع دی کہ انکا بھائی مری میں موجود ابراہیم مینشن میں قید ہے۔زاریہ سلطان وہاں پہنچی تو اس نے انہیں ٹریپ کر کے اس مینشن کو آگ لگادی۔اس نے یہ سب کرنے سے پہلے زاریہ کے سامنے اعتراف جرم بھی کیا۔"

دایان چلتا چلتا اسکے کٹہرے کے سامنے آیا۔"کیا ایسا ہی ہے روحان سلطان؟"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

روحان نے اپنا چہرا موڑا۔

"آف کورس۔"دایان اسکی صاف گوئی پہ ہلکا سا حیران ہوا۔دائم نے بے اختیار گردن موڑ کے زاریہ کو دیکھا۔وہ اپنی مٹھی بھینچے بیٹھی تھی۔

ملک صباحت نے پہلی دفعہ سر اٹھا کر اسے دیکھا۔اسکے مختصر سے جواب نے سب کو لاجواب کر دیا تھا۔

روحان نے جج کو دیکھا۔ "میں نے پہلا قتل غلطی سے کیا تھا،دوسرا قتل غصے میں کیا،اور تیسرا قتل جان بوجھ کے۔ "اس نے کندھے اچکائے "چوتھا قتل میں نے انتقاماً کیا ،اوراس دوران ایک بے وقوف خود مر گیا میں اسے نہیں گنوں گا،پانچواں قتل۔۔۔"اس نے مڑ کے زاریہ کو دیکھااور پھر دایان کو "پانچواں قتل میں ابھی تک کر نہیں پایا۔"

دایان مڑ گیااس نے جج کے سامنے بازو پھیلائے۔

"اعتراف آپ نے سن لیا،مجرم آپ کے سامنے ہے،اور سزا آپ کے فیصلے کی منتظر ہے۔"

"مجھے ابھی ایک اور اعتراف سننا ہے۔ "جج نے ملک کی طرف دیکھا۔دوسرا وکیل اٹھا"یور آنر اگر آپ کی اجازت ہو تو ملک صباحت کو کٹہرے میں لایا جائے؟"

"اجازت ہے۔"

دایان واپس آ کر زاریہ کے ساتھ والی کرسی پہ بیٹھ گیا۔ملک اٹھااور بوجھل بوجھل قدم اٹھاتا کٹہرے کی طرف بڑھا۔

"تم نے مجھے اطلاع نہیں دی۔ "اسکے لہجے میں شکوہ نہیں تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"فون دیکھو اپنا میں نے میسج کیا تھا۔ "ملک اب حلف اٹھا رہا تھا۔ دایان نے اپنا فون نکال کر دیکھا۔ آٹھ پندرہ کا میسج تھا۔ وہ اس وقت کھڑا ہو کہ بول رہا تھا۔ اس نے اپنے آنے سے ایک دو منٹ پہلے میسج کیا تھا۔ دایان نے اپنا سر جھٹکا۔

"میں جانتا تھا کہ یہ معزور نہیں ہے۔ لیکن میرا ارادہ سلطان ابراہیم اور اسکی بیوی کو قتل کرنے کا نہیں تھا۔ میں بس بزنس کے پیپرز پہ سائن کروانا چاہتا تھا۔"

وہ یکے بادیگرے دوسرے جرائم کا اعتراف کر رہا تھا اسکا بچنا اب ممکن نہیں تھا،وہ جان چکا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

زاریہ کو مسلسل روحان کی نظریں خود پہ محسوس ہو رہی تھیں۔ اسکا دل گھبرانے لگا۔

بار بار وہ چار لاشیں اس کے سامنے آجاتیں۔

اسکے باپ کی،ماں کی،داؤد کی اور گل خان کی پھر ایک منظر آنکھوں کے سامنے آتا وہ کچن میں گیا تھا اور پھر زوردار دھماکے کی آواز۔ اسے متلی ہونے لگی۔ یوں لگ رہا تھا کسی نے اسکا دل جکڑ لیا ہو۔ اسکا دل کیا کہ وہ بھاگ جائے۔ مگر وہ نہیں بھاگی۔ وہ کہیں نہیں گئی۔

ان دونوں بھائیوں کے درمیان منہ پہ مٹھی رکھے بیٹھے رہی۔ دایان کن انکھیوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔ وہ ٹھیک نہیں لگ رہی تھی۔ اسکا ٹھیک ہونا بنتا بھی نہیں تھا۔

جج نے ملک صباحت کا فیصلہ سنا دیا تھا۔ اسے عمر قید کی سزا سنائی گئی تھی۔

اب وہ روحان کو سزا سنا رہا تھا۔

"معزز عدالت ملزم روحان سلطان کو چار دفعہ قتل اور دو دفعہ اقبال قتل کے جرم سزائے موت سناتی ہے۔ مجرم روحان سلطان نے عدالت کے سامنے اپنے تمام گناہوں کا اعتراف کیا۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

روحان اپنی جگہ سے ٹس سے مس نہ ہوا۔ دایان نے اپنی فائلز کے درمیان پڑے پیکٹ سے ایک ٹشو پکڑ کے زاریہ کی طرف بڑھایا۔ اسکا سر جھکا ہوا تھا۔ بہت جھکا ہوا ایسے کے تھوڑی گردن سے جا لگی تھی۔ اسکے ہاتھوں پہ آنسوؤں کے قطرے گر رہے۔ زاریہ نے ٹشو پکڑ کے مٹھی میں دبالیا۔

"عدالت مجرم کو پھانسی کی سزا سناتی ہے۔"زاریہ نے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔وہ کس کیفیت کا شکار تھی وہ بیان نہیں کر پا رہی تھی۔وہ اسکا بھائی تھا۔۔۔۔وہ اسکے ماں باپ کا قاتل تھا۔

ملک جج سے کچھ کہہ رہا تھا کہ وہ اپنے بیٹے کے حصے کی جائیداد اپنی بیوی کے حوالے کرتا ہے ۔وہ اپنا سب کچھ اسکے نام کرتا ہے۔

زاریہ کچھ نہیں سن رہی تھی۔اسے کچھ سنائی بھی نہیں دے رہا تھا۔اندر کی سرگوشیاں سماعتوں پہ حاوی ہو گئی تھیں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اسنے کتنا انتظار کیا تھا اسکے ٹھیک ہونے کا۔کاش وہ حقیقتاً معزور ہوتا۔اسے کبھی کچھ پتا نہ چلتا۔اسکا وہ بے جان سا وجود اسے تحفظ کا احساس دلاتا تھا،بھائی معزور تھا،زندہ تو تھا۔ ۔۔۔وہ اسے قتل کرنا چاہتا تھا۔بھائی مر گیا تھا،بھائی مر رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔وہ قاتل تھا۔

اسے مرنا چاہیے تھا۔وہ تو اسکا چھوٹا۔۔۔

"زاریہ!"دایان کی آواز نے اسے جگایا۔اسنے اپنا سر اوپر اٹھایا۔اسکا چہرا بھیگ چکا تھا۔کمرۂ عدالت خالی تھا۔بس وہ ساتھ بیٹھا رہا تھا۔

"وہ اسے لے گئے ہیں۔" باہر رپوٹرز کی آواز گونج رہی تھی کیمرے کے فلیش کی آوزیں، بھانت بھانت کی بولیاں۔ وہ اگر باہر نکلے گی تو عزاب اسکے سر نازل ہو جائے گا۔ زاریہ نے ہاتھ میں پکڑے ٹشو سے اپنا چہرا صاف کیا۔ دایان نے پانی کی بوتل اس کی طرف بڑھائی۔ زاریہ نے بوتل تھامی، کھول کر لبوں سے لگائی۔ چند گھونٹ حلق میں اتارے۔

"تمہارا شکریہ۔"

اسنے دروازے کی طرف دیکھا۔

"باہر نہیں جانا چاہتی؟"

"میں کسی کا سامنا نہیں کرنا چاہتی۔"

"تو سائڈ سے چلی جاؤ۔" زاریہ نے گردن موڑ کے اسے دیکھا۔ یہ کیسا جواب تھا؟

"ہاں ادھر سائڈ سے راستہ ہے یاد تو ہو گا۔" اسے یوں اپنی طرف دیکھتے ہوئے اسنے تفصیل بتائی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"تم بہت عجیب ہو۔ "وہ کہے بنا نہ رہ سکی۔ دایان نے بھو نہیں اچکائیں۔

"بس عجیب؟"

"سڑیل بھی۔ "اس نے اضافہ کیا۔

"اور؟"دایان نے اپنی انگلیوں پہ گننا شروع کیا۔

"ضدی بھی، کھروس بھی، پر اسرار بھی اور۔۔اور چالاک بھی۔ "

"خیر یہ آخری لقب تمہارا ہے۔ وہ میں کاؤنٹ نہیں کروں گا۔ "

زاریہ نے لب بھینچ کر غصے سے اسے دیکھا۔

"ٹیبل اٹھا کہ میرے سر پہ مت مارنا۔ تمہارے بازو میں مسئلہ ہو جائے گا۔ "اسنے اسکی سوچ پڑھ لی۔

"وہ جو ہتھوڑا ادھر پڑا ہے نا۔۔"اس نے جج کے ٹیبل کی طرف اشارہ کیا۔ "وہ میں ایک ہاتھ سے اٹھا سکتی ہوں۔ "

Clubb of Quality Content

"ماشاءاللہ "اسنے سراہا۔ "تم تو thor کی بہن نکلی۔ "

"تمہاری زبان بہت تیز ہے۔ "اس نے اپنی ہنسی روکی تھی، گال کے گڑھے پھر بھی نظر آنے لگے۔

"میں وکیل ہوں۔ کیا کر سکتا ہوں؟ "اسنے بے چارگی سے کندھے اچکائے۔

"یہ بھی سہی ہے۔ "اسکا موڈ بہتر ہو گیا تھا۔ وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔

"کہاں جا رہی ہو؟ "

"سائڈ سے باہر جا رہی ہوں۔ "اس نے مسکرا کر جتایا۔

"گڈ۔ "وہ بھی اپنی چیزیں سمیٹنے لگا۔

"دایان۔ "اسنے اسکے پکارنے پہ سر اٹھایا۔ "ہاں بولو"۔

"مجھے۔۔۔ "اسکے چہرے کا تاثر بدلا۔ "مجھے ملنا ہے ایک بار۔ "

دایان نے سر ہلایا۔ "اسے سینٹرل جیل منتقل کر دیا جائے گا آج۔ "

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ کمرے سے باہر نکلتے ہوئے اسے بتا رہا تھا۔ سائڈ سے جاتے ہوئے اسے دور کھڑی بھیڑ نظر آ رہی تھی۔ روحان کی پشت بھی نظر آئی۔ وہ سر پہ دونوں ہاتھ رکھے خود کو کیمرے کی فلیش سے بچا رہا تھا۔ دائم راہداری میں ہی کھڑا تھا۔ دونوں کو سائڈ پہ جاتا دیکھ کر انکے پیچھے لپکا۔

"آپ کو یاد ہو تو میں آپ کے ساتھ ہی آیا تھا بھائی۔" وہ دایان کے قدموں سے قدم ملاتا ہوا بولا۔

"یاد ہو تم۔" دایان نے اپنا سامان اسے پکڑیا۔

"چائلڈ لیبر، شیم آن یو۔" وہ بمشکل فائلز سنبھالتا بولا۔

"دائم کل آ کر اپنا چیک لے جانا۔" زاریہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اسکے لہجے میں تشکر تھا۔

"مجھے اسکی بہت ضرورت تھی، شکریہ۔"

زاریہ پہلی بار کھل کر مسکرائی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

دایان نے ایک نظر اسکو مسکراتے ہوئے دیکھا اور پھر دوسری طرف ستائشی نگاہوں سے دیکھا۔

" تھینکس می لیڈر۔ "دائم نے اسکے کان میں سرگوشی کی۔ اسنے مسکراتے ہوئے اسکے پیٹ پہ کوہنی ماری۔

"یور ویلکم۔ "غصے سے جتایا۔

پیچھے گاڑی میں بیٹھے ہوئے روحان کی نظروں نے پیچھے تک ان تینوں کا تعاقب کیا۔

"سب ختم ہو گیا۔ "اسکے کانوں میں آواز پڑی تو اس نے گردن موڑی۔ ملک سر پیچھے پھینکے آنکھیں بند کیے کرب سے کہہ رہا تھا۔

"ہر خاتمہ اپنے ساتھ ایک نئی شروعات لے کر آتا ہے۔ "وہ جیونگم کا ریپر کھولتے ہوئے بولا۔ سامنے کھڑا انسپکٹر رفاخر پریس سے کچھ کہہ رہا تھا۔ ملک نے آنکھیں کھول کر اسے دیکھا۔

"ایسازاریہ نے کہا تھا ایک دفعہ۔ جب دادا فوت ہوئے تھے۔ کھاؤ گے؟"اسنے چیونگم اسکی طرف بڑھائی۔ ملک نے نفی میں سر ہلا دیا۔

"اے ے ے کیا کھا رہے ہو؟"عمار نے اسکے ہاتھوں سے چیونگم جھپٹی۔

"بھوکا! تمیز نہیں ہے کسی سے چیز لینے کی؟"

"تیری تو میں!"عمار ایک دم سے اس پہ جھپٹنے لگا۔ مگر فاخر نے اسے آکر روک دیا۔

"تم خود رخصت کرنا اسے آج تا کہ تمہارا غصہ ٹھنڈا ہو جائے۔"اسنے عمار کا کندھا تھپکا۔ وہ سر جھٹکتا گاڑی میں سوار ہو گیا۔ روحان کی نظروں نے پیچھے تک اسکا تعاقب کیا۔ پھر کسی نے اسکی تصویر کھینچی تو اسنے غصے سے چہرا موڑا۔

اپنے منہ ڈھانپتے ہوئے اسکا تنفس بھاری ہو گیا۔

....

وہ راہداری میں چلتی جا رہی تھی۔ ملاقاتی کمرے کے باہر اسکے قدم تھمے۔

اس نے گردن موڑ کے بائیں طرف دیکھا۔ وہاں بھی کوئی ملاقات کا انتظار کر رہا تھا۔

اسنے ہاتھ بڑھا کر دروازہ کھولا۔

زاریہ کمرے میں داخل ہوئی تو وہ سامنے سر جھکائے بیٹھا تھا۔ اس نے کن انکھیوں سے زاریہ کے براؤن جوتے دیکھے۔ وہ اسکی ماں کے تھے۔ وہ قدم قدم چلتی آگے آئی۔ اس کے سامنے والی کرسی کھینچ کر بیٹھی۔ اسے کوئی خوف محسوس نہیں ہوا۔

دایان باہر کھڑا تھا۔ اسے روحان پہ بھروسا نہیں تھا۔ اسنے نفی میں سر ہلایا۔ زاریہ کو نہیں جانا چاہیے تھا۔

کمرے میں صرف ایک بتی جل رہی تھی۔ روحان کے سر کے اوپر سفید لیمپ۔ چند لمحوں بعد جب وہ کچھ نہ بولی تو اس نے پوچھا۔

Clubb of Quality Content!

"کیوں آئی ہو؟"زاریہ نے اسکے جھکے ہوئے سر کو دیکھا۔

"کیوں کیا یہ سب؟"وہ بولی تو آواز دب گئی تھی۔چند آنسو باہر لپکے۔اسنے زور سے میز پہ ہاتھ مارا۔"میں نے پوچھا کیوں؟"وہ چیخی۔

روحان نے سکون سے سر اٹھایا۔"تمہیں بتایا تو تھا۔"

"تمہں کوئی افسوس نہیں؟"

"نہیں۔"وہ خاموش ہو گئی۔

"تمہیں افسوس ہے زاریہ جو تم نے میرے ساتھ کیا؟"

وہ اسے دیکھتی رہی۔وہ جانتی تھی اب وہ سارے کیے دھرے کا الزام اسے دے گا۔

"تم نے ہمیشہ میرا حق مارا۔تم نے بابا کی محبت اور توجہ ساری کی ساری حاصل کر لی اور میرے لیے کیا بچا ملامت،طعنے،دھتکار!!تمہارے لیے اتنا کافی نہیں تھا کہ انہوں نے بزنس کا وارث بھی تمہیں ہی بنا دیا۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"صرف اس لیے؟"وہ اسکی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی پھٹ پڑی۔"صرف بزنس امپائر کے لیے؟"

"وہ صرف بزنس نہیں میرا حق تھا!"وہ چلایا۔

"تم نے بزنس کے لیے میرے باپ کو مار دیا۔اتنی حقیر قیمت!میرا باپ اتنا بے وقعت نہیں تھا۔تم نے اپنے باپ کی جان کی اتنی کم قیمت لگائی؟"آنسو مسلسل اس کی آنکھوں سے بہہ رہے تھے۔

"ان کی جان کی قیمت انکی کی گئی زیادتیاں تھیں۔یہ بزنس تو تمہاری قیمت تھی زاریہ۔تم نے اور بابا نے مجھ سے سب چھین لیا۔بس مما تھیں میرے پاس اور تم دونوں نے انہیں بھی چھین لیا۔بس اس ایک موت کا صدمہ ہے مجھے۔باقی مجھے کوئی افسوس نہیں۔"زاریہ نے اپنے ہاتھ سے دونوں گال باری باری صاف کیے۔

"تم جانتے ہو میں یہاں کیوں آئی ہوں؟"اسکا لہجہ مستحکم تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

اور اگر ساتھ والے ملاقاتی کمرے میں آؤ تو وہاں سکتہ چھایا ہوا تھا۔ اسنے ایک ادا سے اپنے بالوں کا رخ موڑا۔ وہ صبح والے کالے کپڑوں میں ہی ملبوس تھی۔

"تم میرے ساتھ ایسا کیسے کر سکتی ہو روبینہ ؟"۔ ملک کا سکتہ ٹوٹا۔

روبینہ نے اکتاہٹ سے سانس بھری۔

"تم مجھے کیسے چھوڑ سکتی ہو ایسے میں جب کہ تمہارے علاوہ میرا کوئی نہیں؟"

روبینہ نے ہاتھ جھلایا۔ "اوہ کم آن صباحت یہ روداد کسی اور کو سنانا۔ میرے ساتھ کا کیا کرو گے تم ؟ تم نے اپنی زندگی اب اس جیل میں گزارنی ہے۔ اب میں سارا ٹائم جیل کے دروازے کے ساتھ تو لگ کر نہیں بیٹھ سکتی نا۔ اور ویسے بھی اتنے حیران مت ہو۔ تم سے الگ ہونے کا فیصلہ میں بہت عرصہ پہلے کر چکی ہوں۔ "

" تمہارے بیٹے کی موت تازہ ہے اور تم اس طیب سے شادی کرنے والی ہو ؟"اسنے حقارت سے اس کی طرف دیکھا۔

"میں نے ابھی تمہیں طلاق بھی نہیں دی!"

"وہی بیٹا جو تمہاری وجہ سے مر گیا۔ اسکی موت کو میرے پیروں کی زنجیر نہ بناؤں۔" اسنے انگلی اٹھا کر تنبیہہ کی۔ وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔

"ہاں اسکی موت سے تمہیں کیا فرق پڑھتا ہے۔ تم تو تب سے اسکی موت کا انتظار کر رہی تھی جب وہ اس دنیا میں آیا بھی نہیں تھا۔"

روبینہ کے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے قدم تھمے۔ وہ ہلکا سا مڑی۔

"فائدہ کیا ہوا اسکو دنیا میں لانے کا؟ وہ مر ہی تو گیا۔ مجھے تو لگتا ہے وہ بس تمہیں تمہارا مکافات پہنچانے آیا تھا دنیا میں۔" یہ کہہ کر اس نے دروازہ کھولا اور باہر نکل گئی۔

ملک نے ٹیبل الٹ دیا۔ "گھٹیا عورت!" وہ چلایا۔

"وہ ساری زندگی تمہاری محبت کے لیے ترستا رہا۔ میں نے اسے روتا دیکھا ہے۔ وہ تمہارے لیے کتنا رویا مگر تم نے ایک بار بھی اسے ماں کی محبت نہیں دی۔" وہ اپنا سر پکڑتے ہوئے زمین پہ بیٹھ گیا۔ وہ پھوٹ پھوٹ کر رو رہا تھا۔ دروازے میں کھڑا اعمار خاموشی سے اسکی بکھری حالت دیکھ رہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"میرا دل جلتا جب میں سوچتا ہوں کہ اسنے اپنی آخری سانس کیسے لی ہوگی۔ کیا تمہیں خیال نہیں آتا؟" آخری جملہ اسنے اونچی آواز سے دروازے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ شاید اس سنگ دل عورت کے کانوں تک پہنچ جائے۔

"ہی واز مائی اونلی چائلڈ! وہ میرا بیٹا تھا، بد قسمت تھا!" اسنے اپنے بال نوچے۔

"شیر اسے واپس لاک اپ میں لے کر جاؤ۔" عمار نے دروازہ مکمل کھولتے ہوئے کہا۔

اگر واپس اس کمرے میں آؤ تو وہاں کا ماحول بھی بہت بوجھل تھا۔ اس کمرے میں وحشت تھی۔ اور وہ وحشت دروازے کے باہر چکر لگاتے دایان کو اپنے دل میں محسوس ہو رہی تھی۔

"تم جانتے ہو میں یہاں کیوں آئی ہوں؟" اسکا لہجہ مستحکم تھا۔

"کیوں آئی ہو؟" اسنے بھوئیں سکیڑ کر اسے دیکھا۔

زاریہ نے شال کے اندر سے پٹیوں والا ہاتھ باہر نکالا۔ اب وہ حرکت کے قابل ہو گیا تھا۔ اس ہاتھ میں پکڑی ہوئی ایک فائل اسنے میز پہ رکھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"روحان نے فائل کو دیکھا اور پھر اسے۔ "یہ کیا ہے؟"

زاریہ نے لمبی سانس لی۔ گردن اٹھائی۔ "کاغذات ہیں بزنس کے۔ میں وہ بزنس امپائر، اسکی ہر برانچ، تمہارے نام کرتی ہوں روحان سلطان۔ میں تمہارا حق تمہارے منہ پہ مارتی ہوں۔" وہ تنفر سے بولی۔ اسکی آنکھوں میں سرخ لکیریں نمایاں ہوئیں۔ روحان نے اپنے ہونٹ بھینچ لیے۔

"مبارک ہو تمہیں، تم نے اپنی ماں کو مار کر، اپنے باپ کو قتل کرکے، اور اپنی بہن کو جیتے جی دفنا کر سب حاصل کر لیا۔" اس نے فائل اٹھا کر پوری قوت سے اسکے منہ پہ دے ماری۔ روحان نے پتھر کر اسے دیکھا۔ زاریہ نے فائل کی طرف اشارہ کیا

"یہ مہر ہے تمہاری، یہ پہچان ہے تمہاری کہ تم قابیل ہو۔ اب اپنے ساتھ لے جانا اسے قبر میں۔" وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"تم جیسے لوگ آسانی سے نہیں مرتے۔ تمہیں پھانسی کی سزا سنائی گئی لیکن میں خوش نہیں ہوں۔ میں اپنے باپ کے قاتل کے مرنے پہ خوش نہیں ہوں۔" اس نے ٹیبل پہ زور زور سے ہاتھ مارا۔

"میں چاہتی تھی کہ تم اس مقام پہ پہنچو جہاں تم موت مانگو لیکن تمہیں موت نہ آئے روحان سلطان۔ تمہیں موت نہ آئے! تم شیطان کی عمر جیو اور اپنی ہر گھڑی پچھتاوے میں گزارو۔" اس نے چند لمحوں کے لیے اپنے ہونٹ بھینچے اور آنکھیں بند کیں۔ گرم گرم آنسو گالوں پہ بہہ گئے۔ روحان گنگ بیٹھا اسے دیکھ رہا تھا۔

"تم نے مجھ سے میری زندگی چھین لی روحان!! تم نے میرے بچپن کی یادوں کی خوبصورت ڈائری پہ خون کی سیاہی گرادی۔ تم نے میرا ماضی کاٹ دیا، میرا حال برباد کر دیا، اور میرا مستقبل اجاڑ کر رکھ دیا۔ کاش تم کبھی وجود ہی نہ رکھتے! کاش!" وہ کہتے ہوئے باہر کی طرف تیزی سے نکل گئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

روحان چند لمحیں سکتے کے عالم میں بیٹھا رہا۔ کچھ دیر بعد وہ جھکا اور وہ فائل اٹھا کر کھولی۔

اسنے مقصد حاصل کر لیا تھا، قلعہ تسخیر ہو چکا تھا، لاحاصل اب حاصل بن چکا تھا۔ وہ کامیاب ہوا تھا! کامیاب؟؟

اسکا دل یک دم بیٹھا۔ کامیابی یوں منہ پہ نہیں ماری جاتی۔ اسے خوشی کیوں نہیں ہو رہی؟ وہ خود کو طاقتور اور امیر کیوں کر محسوس نہیں کر رہا؟ کیوں یک دم سب بے معنی ہو گیا؟ نہیں روحان یہ تمہارا حق تھا!

زاریہ نے خود کو پچھتاوے سے بچانے کے لیے تمہیں یہ سب واپس کر دیا۔ اسنے خود کو تسلی دی۔ یاد کرو مما کہتی تھی سب تمہارا ہے۔ یہ سب تمہارا ہی تو تھا۔ تمہیں ہی ملنا چاہیے تھا۔ مگر سب اپنا کیوں نہیں لگ رہا؟ کیوں لگ رہا تھا کہ زاریہ جیت گئی۔ وہ آج بھی آگے نکل گئی، بابا کی نظروں میں اسکا درجہ اور بڑھ گیا کیوں؟ وہ کیوں ایسا محسوس کر رہا تھا؟ اسے اس حال میں پہنچانے والی زاریہ ہی تو ہے! اسی نے تو کیا ہے سب۔ وہ نہ ہوتی تو بابا کبھی یہ فیصلہ نہ کرتے۔

نہیں وہ جیت گئی!

وہ آنکھوں پہ ہاتھ رکھ کر زور سے چیخا۔ اتنی زور سے کمرے کے باہر کھڑے پولیس اہلکار کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ شیر نے بھی اسکی چیخ سنی اور اسکا دل اس ہولناک چیخ پہ یک دم بند ہو گیا۔ راہداری میں چلتے زاریہ اور دایان کے کانوں میں بھی وہ چیخ پڑی۔ دایان نے مڑ کے پیچھے کمرے کو دیکھا۔

"تم نے سب اسے دے دیا مگر اسے سکون نہیں ملا۔"

"ملے گا بھی نہیں۔ قابیل کو کبھی سکون نہیں ملتا۔ جب اسے پتہ چلتا ہے کہ جس خواہش کے پیچھے اسنے ہاتھوں پہ خون لگایا۔ وہ سراب کے علاوہ کچھ نہیں تو وہ یوں ہی وادیوں میں بھٹکتا چیختا رہتا ہے، موت مانگتا رہتا ہے۔"

دایان خاموش ہو گیا۔ اسنے زاریہ کے گالوں پہ آنسوؤں کے سوکھے ہوئے نشان دیکھے۔

جیب سے ٹشو کا پیکٹ نکال کر ایک ٹشو نکالا اور اسکی طرف بڑھایا۔

"تم مجھے کیوں باور کرواتے ہو کہ مجھے ٹشو رکھنا چاہیے؟" اس نے اسکے ہاتھوں سے ٹشو پکڑا۔

"تم غلط سمجھی۔ میں باور کرواتا ہوں کہ۔۔۔"وہ چند لمحوں کے توقف کے بعد بولا۔

"میں تمہارے آنسو صاف کرنے کے لیے ہی اپنی پاس ٹشو رکھتا ہوں۔"وہ تیزی سے بولا۔

زاریہ نے غور سے اسکی طرف دیکھا۔"تم کچھ اور کہنے والے تھے کیا؟"

"کافی پیو گی زاریہ سلطان؟۔"

"میں تو ڈنر کروں گا۔"دائم نے اسکے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔دایان نے مڑ کے حیرانی سے اسے دیکھا۔

اس نے ابرو سکیڑے۔"آپ پھر بھول گئے کہ میں آپ کے ساتھ آیا ہوں؟"زاریہ نے اپنی مسکراہٹ روکی۔ گال کے گڑھے ہلکے سے واضح ہوئے۔

"یاد ہو تم۔"دایان نے سر جھٹکا۔

"تو پھر چلیں۔"اس نے مسکرا کر پوچھا۔وہ دونوں کو مسکرا کر دیکھ رہی تھی۔ان دونوں کو دیکھ کر اسے خوشی ہوتی تھی،ایک حسرت سی اٹھتی تھی اسکے سینے میں۔"ہاں چلو۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

....

رات کے ڈھائی بج رہے تھے۔ پولیس موبائل دو مجرموں کو بٹھائے۔ اپنے سفر پہ جا رہی تھی

۔

"سر ہمیں جلدی نکلنا چاہیے تھا۔" اہلکار فضل نے ڈرائیو کرتے ہوئے عمار کو مخاطب کیا۔

"سر نے کہا تھا۔ پریس ڈیرے لگائے بیٹھی تھی تھانے کے باہر سارا ٹائم۔ اتنے ہائی فائی قتل کیس کا مجرم ہے۔" اس نے مڑ کے جنگلے کے پار دیکھا۔ وہ ایک فائل سینے سے لگا کر بیٹھا تھا۔ ساتھ ملک سر جھکائے ہوئے تھا۔

"توبہ ہے بھائی۔ کیا زمانہ آگیا ہے۔ پتہ نہیں دنیا کا کیا بنے گا؟" عمار نے ٹھنڈی آہ بھری۔

"سر میری جو ساس تھی وہ کہتی تھی کہ اللہ زمانہ خراب ہونے سے پہلے لے جائے، کسی فتنے کا شکار نہ بنائے اور نہ ہی میری آنکھیں فتنے برپا ہوتے دیکھ پائیں۔ یہی دعا کرتی تھی اٹھتے بیٹھتے۔ فوت ہو گئی بے چاری۔" اس نے آہ بھری۔

"بڑی سمجھدار ساس تھی تمہاری تو۔"

"اسکی بیٹی اتنی سمجھدار نہیں نکلی۔ اماں مجھ پہ دنیا جہاں کے فتنے برسا کر چل بسی۔ اللہ پوچھے اسے۔" وہ جس دکھ سے بول رہا تھا عمار بے ساختہ ہنسا۔ لیکن اگلے ہی لمحے اس کی ہنسی تھمی۔ وہ سیدھا ہوا۔ "بریک لگاؤ فضل!!"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

فضل نے فوراً بریک لگائی۔ گاڑی ایک جھٹکے سے آگے کو ہوئی۔ اس کی پیلی ہیڈ لائٹس کے سامنے کوئی کھڑا تھا۔ روشنی اس پہ پڑھ رہی تھی۔ مگر کالے لباس اور چہرے پہ لپٹے کالے کپڑے کی وجہ سے وہ ایک سایا لگ رہا تھا۔

گاڑی میں بیٹھے لوگوں نے حیرانی سے ایک دوسرے کو دیکھا۔

"اوئے عقل کے دشمن ہٹ سائڈ پہ۔" فضل شیشے سے نکل کر بولا۔ سامنے کھڑا انسان ٹس سے مس نہ ہوا۔

"میں دیکھوں اسے سر؟"

"احتیاط کرنا۔" وہ سر ہلاتا گاڑی کا دروازہ کھولتا باہر نکلا۔ "سائڈ پہ ہٹو۔۔۔۔۔۔ نظر نہیں آتا کیا؟"

جواب ندارد۔

"ارے بھائی پاگل ہو گیا؟" اس نے اسکا بازو پکڑ کے ہٹانے کی کوشش کی۔ عمار نے آگے ہو کر دیکھا۔ اسنے سامنے صرف فضل دکھائی دے رہ تھا۔ وہ آدمی یقیناً نہیں ہٹا جو وہ ابھی تک ادھر ہی کھڑا تھا۔ اس نے دروازہ کھولنے کے لیے ہاتھ بڑھایا لیکن اسکا ہاتھ فضا میں ہی تھم گیا۔ اسے معاملہ سمجھنے میں چند سیکنڈ لگ گئے۔

"فضل!" وہ چیختا ہوا باہر نکلا۔ فضل اپنا گلہ تھامے گھٹنوں کے بل زمین پہ بیٹھا۔ اور پھر سائڈ پہ گر گیا۔ اسکے گلے سے خون کی دھار بہہ رہی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

عمار نے بے یقینی سے اس کالے لباس والے کو دیکھا۔ اس کے ہاتھ میں چھرا چمک رہا تھا۔

اس سے خون کے قطرے ٹپک رہے تھے۔ عمار کا ہاتھ اپنی پستول کی طرف گیا۔

اس سے پہلے کے وہ پستول پکڑ پاتا۔ سامنے کھڑے شخص نے ایک جست لگائی اور چھڑا اس

کے پیٹ میں گھونپ دیا۔ وہ کراہا، اسے اپنی شرٹ بھیگتی ہوئی محسوس ہوئی۔

اس نے چھرا باہر کھینچا۔ تو بے حد تکلیف کے باعث اس کے قدم لڑکھڑائے۔

وہ زمین پہ گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا۔ ہاتھ اپنے پیٹ پہ رکھے۔ وہ اپنا خون روکنے کی

کوشش کر رہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

وہ آدمی اسے دھکا دیتے ہوئے آگے بڑھا۔ اس نے پیچھے کا جنگلا کھولا۔ اندر بیٹھا اہلکار گہری

نیند سو رہا تھا۔ اسنے آرام سے چھری اس کے گلے پہ رکھ کر چلا دی۔ وہ ایک طرف کو ڈھے

گیا۔

روحان نے سر اٹھا کر اسے دیکھا تو اس نے اپنے چہرے سے کپڑا ہٹایا۔

"آیاز!" ملک نے اسے دیکھا تو بے اختیار اس کے ہونٹوں سے نکلا۔

"قاتل! تونے میرے بیٹے کو۔۔۔"وہ پاگلوں کی طرح اس کی طرف لپکا مگر آیاز نے سائڈ پہ ہو کر اسے گاڑی سے نیچے زمین پہ پھینکا۔اس سے پہلے کہ وہ اٹھتا وہ اسکی گردن پہ پیر رکھ کر دبانے لگا۔ملک کی سانسیں دو بھر ہو گئیں۔وہ ہاتھ مار کے اسکا پاؤں ہٹانے لگا۔

آیاز نے مزید زور ڈالا تو اسے اپنی آنکھیں باہر نکلتی محسوس ہوئیں۔

"رکو! اسے مت مارو۔"روحان نے اسکے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔

آیاز نے اپنا پیر ہٹایا تو وہ الٹا ہو کر کھانسنے لگا۔وہ ابھی سیدھا ہی نہیں ہوا تھا۔کہ اسنے زور سے اسکے منہ پہ لات ماری۔اسکا سر چکرایا اور وہ بے ہوش ہو گیا۔

"اس پاگل بوڑھے کا کیا کرو گے اب تم؟"وہ روحان کی طرف مڑا۔

اسنے آگے سے کوئی جواب نہ دیا۔

"یہ کیا ہے؟"اسنے اسکی فائل کی طرف اشارہ کیا۔

"کاغذات ہیں۔اسنے سب میرے نام کر دیا۔"وہ مردہ سے انداز میں بتا رہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"واہ۔۔"وہ چھلانگ لگا کر گاڑی میں بیٹھا۔"تم تو جیت گئے۔"

"مجھے سکون نہیں مل رہا۔"اس نے اپنا سینہ ملا جیسے سانس کی کمی محسوس ہو رہی ہو۔ آیاز نے سمجھتے ہوئے سر ہلایا۔

"تو تمہیں پچھتاوا ہو رہا۔ تمہاری بہن بڑی چالاک نکلی۔"

روحان نے سر اٹھایا۔

"ایک تو تمہیں پھانسی کی سزا ہوئی تھی تم مرنے والے تھے تو اس نے سب تمہیں دے دیا کہ اس نے تو مر ہی جانا ہے سب پھر سے میرے پاس آجائے گا۔اور دوسرا یہ کہ سب کو پتہ لگ گیا ہے کہ تم نے قتل کیا اپنے باپ کا اس بزنس کے لیے۔اور جو یہ کرتا رہا ہے۔" اس نے اوندھے منہ پڑھے ہوئے ملک کی طرف اشارہ کیا۔"اس کے بعد تمہارے یہ بزنس چلے گا۔"روحان لاجواب ہوا۔

"اس چالباز نے شہرت حاصل کرنے کے لیے کیا ہے سب۔ تمہیں سکون چاہیے؟"

اسنے جواباً سر ہلایا۔

"تو پھر اپنا ادھورا کام مکمل کرتے رہو۔ تم نے اسے مار کہ یہ سب حاصل کرنا تھا۔ اب حاصل کر کے اسے مار دو، سمپل۔" اس نے کندھے اچکائے۔

"اسکا کیا کرنا ہے؟" وہ گاڑی سے چھلانگ مار کر اترا اور ٹھوکر مار کر ملک کو سیدھا کیا۔

"اسکو ساتھ لے چلو۔" وہ بھی گاڑی سے نیچے اترا۔

"کیوں؟ ہماری بات ہوئی تھی کہ میں صرف تمہیں بچاؤں گا۔ اسکا کیا کرنا ہے؟"

"میں بتاتا ہوں لے چلو اسے۔"

آیاز نے گہری سانس لے کر اسے دیکھا۔ "میری گاڑی تھوڑے فاصلے پہ ہی ہے۔ اسے اٹھانے میں مدد کرو میری۔"

عمار نے ہلکی سی آنکھیں کھولیں۔ اسے بس اتنا نظر آیا کہ دو آدمی کسی کو اٹھا کر لے جا رہے ہیں۔ اس نے اپنی جیب سے موبائل نکالا۔ کپکپاتے ہاتھوں سے سکرین آن کی، ڈائلر کھولا۔ اسکی خون آلود انگلیوں سے فون کی سکرین سرخ ہوتی گئی۔

اس نے 15 پہ کال ملائی۔ پولیس آفیسر ہو کر وہ اپنے ہی نمبر پہ مدد مانگ رہا تھا۔

"ہیلو۔۔"دوسری طرف سے آواز آئی۔"ہے۔۔ہہ۔۔ ہیلپ!"اور فون اسکے ہاتھوں سے پھسل گیا۔اس کی آنکھیں ایک بار پھر بند ہو گئیں۔

....

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

یہ ایک ہفتے بعد کی بات ہے۔سردیاں ختم ہو گئی تھیں اور موسم خوشگوار رہتا تھا۔

آج ویسے بھی بادل گھرے لگ رہے تھے۔اس خبر کا زور بھی ختم ہو چکا تھا جو پچھلے ہفتے شہہ سرخی بنی رہی تھی۔سلطان ابراہیم قتل کیس کے دونوں مجرموں کو جس گاڑی میں سینٹرل جیل لے جایا جارہا تھا وہ بلاسٹ سے اڑھ گئی تھی۔صرف سب انسپکٹر عمار زندہ تھا اور وہ قومے میں تھا۔پولیس کا کہنا تھا کہ وہ دونوں مجرم بھی اس حادثے کا شکار ہو گئے تھے۔

زاریہ کی گاڑی ذرا فاصلے پہ کھڑی تھی۔ وہ پیدل چل رہی تھی۔ شارٹ بلیک کرتے کے نیچے سے پلازو پہنے۔ گلے میں ہم رنگ دوپٹہ لیے وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی کہیں جارہی تھی۔ اس نے ایک ہاتھ میں بلیک گلو پہن رکھا تھا۔ اسی ہاتھ میں ایک گلدستہ تھا۔ اور دوسرے ہاتھ میں اس نے ایک چین تھام رکھی تھی۔ یہ پولیس کی گاڑی کہ حادثے والی جگہ سے ایک لاش کے گلے میں لٹکی ہوئی ملی تھی۔

وہ ایک قبر کے پاس جا کر رکی۔ اسکے کتبے پہ نظر پڑھی۔ حمزہ عباس، نیچے اس کی ولدیت، پیدائش اور وفات کی تاریخ لکھی تھی۔ اس نے وہ گلدستہ قبر کے سرہانے رکھ دیا۔ ہاتھ اٹھا کر دعا کی۔ چہرے پہ دونوں ہاتھ پھیرے تو اسے اپنے پیچھے کسی کے قدموں کی آہٹ محسوس ہوئی۔ وہ جانتی تھی کہ کون آرہا ہے۔ اسلیے بغیر مڑے کھڑی رہی۔ وہ قدم اسکے پاس آکر رک گئے۔

"وہ میرا بھائی نہیں تھا، میرا اس سے کوئی رشتہ نہیں تھا۔ بس ایک دوستی کا تعلق تھا۔ پھر بھی اسنے مجھے بچاتے ہوئے خود کو کھو دیا۔" وہ اسکی قبر کو دیکھتے ہوئے بولی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ایک بار اس نے مجھ سے کہا تھا کہ میں زاریہ کا بھائی ہوں۔"زاریہ نے دایان کی طرف دیکھا ۔وہ بلیک کوٹ اور ٹائی پہنے کورٹ سے سیدھا ادھر ہی آیا تھا۔

"وہ اچھا بھائی تھا۔"وہ قبر کی طرف دیکھ کر آرزدگی سے مسکرائی۔"کاش وہ نہ مرتا۔"

"اور روحان؟"دایان نے اسکی طرف غور سے دیکھا۔

"کاش وہ بھی نہ مرتا!"اسکا لہجہ سخت ہوا۔وہ دوزانوں ہو کر بیٹھی۔ایک ٹوٹی ہوئی شاخ پکڑ کر اسنے زمین میں گاڑھی۔اور مٹی کھودنے لگی۔دایان سر جھکائے اس کی حرکت دیکھنے لگا ۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

جب وہ ایک گڑھا کھود چکی تو اس نے اپنے ہاتھ میں لٹکتی چین کو ذرا اوپر کیا۔اس کے درمیان ایک پینڈینٹ جھول رہا تھا۔اس پہ کوئی نشان بنا تھا۔

دایان نے اس نشان کو پہچان لیا۔درانتی اور کلہاڑے کا ملاپ۔اور نیچے دو لال رنگ کے نکتے۔

"جانتے ہو یہ کیا ہے؟"اس نے مڑ کر دایان کی طرف دیکھا۔ ہوا کے ایک جھونکے نے چند کالی لٹوں کو اسکے چہرے پہ اچھال دیا۔

وہ خاموش رہا۔

"یہ قابیل کا نشان ہے۔ میں یہ لاکٹ اس کے گلے میں ایک عرصے سے دیکھتی آرہی تھی مگر میں نے اس نشان پہ کبھی غور نہیں کیا۔ جیسے میں نے اسکی خصلت پہ غور نہیں کیا۔"

اس نے وہ لاکٹ اس گڑھے میں پھینک دیا۔ اور مٹی واپس اس کے اوپر ڈالنے لگی۔ لاکٹ چھپنے لگا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"تم نے کہا کہ کاش وہ نہ مرتا، تم چاہتی تھی کہ وہ زندہ رہے؟"

وہ ہاتھ جھاڑ کر کھڑی ہوئی۔ "مجھے یوں لگتا ہے کہ اسے سزا ہی نہیں ملی،وہ اپنا بویا کاٹنے سے پہلے ہی مر گیا۔ میں چاہتی تھی کہ وہ زندہ رہے،میں ابھی اس کی آنکھوں میں پچھتاوا دیکھنا چاہتی تھی۔"وہ چند لمحوں کے لیے خاموش ہوئی اور مڑ گئی۔ وہ دونوں اب ایک ساتھ قبرستان سے باہر نکل رہے تھے۔

"تم نے اپنے باپ کی امانت اسے دے دی کیوں؟ ہم نے کیس لڑا تھا، تم نے اتنی محنت کی تھی اس کے لیے۔"

"اسنے اس امانت کو خون میں نہلا دیا۔ جس چیز کے لیے میرے باپ کا قتل ہوا ہو میں وہ نہیں رکھ سکتی تھی۔"

"یوکے کیوں جا رہی ہو زاریہ؟" وہ اس کی گاڑی کر پاس کھڑے ہو گئے ایک دوسرے کے آمنے سامنے۔

"کیوں کہ مجھے لگتا ہے کہ مجھے چلے جانا چاہیے۔" وہ ہلکا سا مسکرائی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"پر کیوں؟" اسکا لہجہ اور چہرے کے تاثرات آج زاریہ کو سپاٹ نہیں لگ رہے تھے۔ کچھ تھا ان میں، کچھ مختلف سا۔

"کیوں کہ میرے پاس رکنے کی وجہ نہیں ہے۔" اسلے کندھے اچکائے۔

"تم نے مجھے کہا تھا کہ میرے روکنے سے تم رک جاتی۔"

زاریہ نے اسے اچھنبے سے دیکھا۔

"فکر نہیں کرو میں روک نہیں رہا۔ میں بس درخواست کرتا ہو کہ واپس آجانا۔"

"واپس کیوں آؤں؟"

"واپس آکر کسی اچھے انسان سے کو کنسیڈر کر لینا۔" اسنے کندھے اچکائے۔

"کس لیے؟"

"شادی کے لیے۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

زاریہ نے حیرانی سے اسے دیکھا "کونسا اچھا انسان؟"

"وہ اچھا انسان جو وکیل ہو، کھڑوس ہو، سڑیل ہو، پراسرار ہو اور وہی جو تمہیں پرندے بھیجتا ہو۔"

"کیا۔۔ کیا مطلب؟"

وہ چند لمحیں خاموش رہا۔ پھر اس نے اپنی جیب کی طرف ہاتھ بڑھا کر کچھ باہر نکال کر زاریہ کے سامنے پیش کیا۔

اس کے ہاتھوں میں موجود شے کو دیکھ کر زاریہ ششدر رہ گئی۔ "یہ کیا ہے؟" "تو یہ تم تھے ؟!" اس نے ماتھے پہ سلوٹیں لیے اسکے ہاتھ میں موجود مٹی کے بنے اس خوبصورت تراشیدہ پرندے کو دیکھا۔

"ہاں یہ میں تھا۔" اس نے اعتراف کیا۔

"تم جانتے ہو میں کتنا پریشان ہوئی تھی ان پرندوں کو لے کر۔" وہ یوں ہی غصے میں بولی۔

"میں تمہیں پریشان نہیں کرنا چاہتا تھا۔ بس میں یہ پرندے بناتا تھا اور میرا دل کرتا تھا کہ یہ میں تمہیں دوں، تو میں یہ تمہرے گھر کے باہر کبھی رکھ دیتا، کبھی رکھوادیتا۔"

زاریہ کے تاثرات کچھ نرم پڑھے۔ ماتھے کی سلوٹیں غائب ہوئیں۔ "تم خود بناتے ہو انہیں؟

"ہاں۔"

وہ مسکرائی۔ گال کے گڑھے نمایاں ہوئے۔ "مجھے اندازہ نہیں تھا۔" اس نے ستائش سے اسکے ہاتھ میں موجود پرندے کو دیکھا۔

"تو کیا تم اب واپس آؤ گی؟" وہ اعتماد سے پوچھ رہا تھا۔ زاریہ نے گردن اٹھائی۔

"پرندوں کے لیے؟"

"ہاں۔"

"میں اگلی خزاں میں آؤں گی۔" زاریہ نے وہ پرندہ تھام لیا۔

"تمہیں خزاں پسند ہے؟"

اس نے سر ہلایا۔

"پھر میں خزاں کا انتظار کروں گا۔"

زاریہ نے اس پرندے کے تراشے ہوئے پروں پہ اپنی انگلی پھیری۔

پھر ابرو اٹھا کر اسکی طرف دیکھا۔ "ایمپریسیو۔"

Clubb of Quality Content!

وہ مسکرایا۔

"اب میں چلتی ہوں مجھے تین دن بعد جانے کے لیے تیاری کرنی ہے۔"

"خدا حافظ۔" اس نے اسکے لیے گاڑی کا دروازہ کھولا۔

"میں خود دروازہ کھول سکتی تھی۔" اس نے اندر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"میں جانتا ہوں۔" پھر وہی جواب۔

"تم سب کچھ جانتے ہو؟" اس نے بھوئیں سکیڑیں۔

"پتہ نہیں۔" اسنے کندھے اچکاتے ہوئے اسکا دروازہ بند کیا۔

"مجھے پتہ ہے کیا لگتا ہے۔ کہ تمہارے اس جانتا ہوں کا مطلب ہے کہ تم جو بھی بولو مجھے فرق نہیں پڑھتا، ہے نا؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ اپنی مسکراہٹ روک کے سنتا رہا۔ "میں جب بھی بولوں کہ میں خود کر سکتی ہوں تو تم کہتے ہو کہ میں جانتا ہوں۔ "اسنے پرندہ ڈیش بورڈ پہ رکھا۔ "تم ایسا کیوں کہتے رہتے ہو ہر بار "؟

"تم تو بہت بولتی ہو۔"

" تمہیں لگتا تھا کہ میں گونگی ہوں۔ مجھے بولنا نہیں آتا۔ میں وکیل تھی مسٹر۔ "

" تمہاری یہ زبان مجھ پہ پہلے کیوں نہ کھلی؟" وہ مسکراہٹ روکے شکوہ کر رہا تھا۔

"اب پچھتاؤ ادھر بیٹھ کر۔ میں جا رہی ہوں۔"

"ہاں جاؤ، میں تمہیں ائیرپورٹ کے لیے پک کرنے آؤں گا۔"

"میں خود۔۔۔" کہتے کہتے اسکی زبان کو بریک لگی۔ دایان مسکرایا۔

" گیس واٹ؟ میں جانتا ہوں کہ تم خود جا سکتی ہو۔" وہ یہ کہہ کر اسکے شیشے سے پیچھے ہٹ گیا ۔ زاریہ نے مسکرا کر اپنا سر جھٹکا اور گاڑی سٹارٹ کی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

بیک ویو مرر سے وہ اسے مسکراتا دیکھ سکتی تھی۔ دایان نے ہونٹوں کے گرد دائرہ بنایا۔

"آگے دیکھو!"زاریہ نے سٹپٹا کر آگے دیکھا اور گاڑی مین روڈ پہ اتار لی۔

دایان کچھ دیر ادھر کھڑا رہا۔ پھر اپنی گاڑی کی طرف بڑھ گیا۔ وہ گاڑی میں بیٹھا ہی تھا کہ اسے ایک میسیج موصول ہوا۔

"ویل یو بی مائی نیکسٹ ؟"وہ چند لمحیں اس میسیج کو دیکھتا رہا۔ اسکا دل زور سے ڈھر کا۔ یہ کیسا میسیج تھا؟کون کر سکتا تھا؟شاید دائم مزاق کر رہا ہو؟

اس نے فوراً دائم کو کال کی۔

"بھائی مجھے کیسے یاد کیا؟"اسکا خوشگوار سا لہجہ ابھرا۔ "لگتا ہے زاریہ نے۔۔۔"

"کہاں ہو دائم ؟"

"میں سڑک کنارے واک کر رہا ہوں اور یہ میں نے ٹیکسی روکی۔ ہیلو بھائی۔۔ سبزہ زار ۔۔کتنے ؟اور یہ میں ٹیکسی میں بیٹھ گیا۔"

Clubb of Quality Content

"اپنی گاڑی کہاں ہے تمہاری؟"

"چچ۔۔۔۔۔ پھر بھول گئے آج آپ نے مجھے آفس ڈراپ کیا تھا اور لینے نہیں آئے اس لیے میں خود جا رہا ہوں اب۔ آپ مجھے بھولتے جا رہے ہیں۔"

"دائم ٹیکسی سے اترو اور پانچ منٹ دو میں آ رہا ہوں۔" وہ سیٹ بیلٹ باندھ کر جلدی سے گاڑی ریورس کرنے لگا۔

"لیکن کیوں بھائی؟"

"میں نے جو کہا ہے وہ کرو۔"

"اچھا، سنو بھائی گاڑی روک دو۔۔۔۔۔ اور سنائیں مار تو نہیں پڑی آپ کو؟"

"بکواس بند کرو اور فون رکھو۔"

"اوہ بھائی میں نے کہا گاڑی روکو!" اسکی ٹیکسی کی سپیڈ اچانک تیز ہوئی تو اسکا لہجہ بدلا۔

نولز کلب
Clubb of Quality Content!

"دائم!" دایان نے بے اختیار گاڑی کو بریک لگائی۔ اسکا فون ڈیسکنیکٹ ہو گیا۔ اس نے دوبارہ ٹرائی کیا مگر وہ فون نہیں اٹھا رہا تھا۔

شام ہو رہی تھی۔ اس نے گاڑی کا شیشہ نیچے کر کے اپنی ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کی۔

اس نے دوبارہ میسیج کو دیکھا۔ وہ کوئی ان ناؤن نمبر تھا۔ لیکن کون ہو سکتا تھا؟

اور پھر اسکی چھٹی حس نے الارم بجایا۔ اس نے زاریہ کا نمبر ڈائل کیا۔

"اب کیا ہوا؟" وہ یقیناً ابھی بھی ڈرائیو کر رہی تھی۔

"زاریہ میری بات سنو بنا کچھ پوچھے۔ تم کہاں ہو اس وقت؟"

"راستے میں، گھر پہنچنے والی ہوں۔"

"گھر پہنچ کر مجھے میسیج کرنا۔ اور سنو راستے میں گاڑی سے مت اترنا۔ چاہے جو بھی ہو جائے۔ اور گھر پہنچ کر گھر سے مت نکلنا، ٹھیک ہے؟"

"لیکن۔۔"اس نے فوراً سے فون کاٹ دیا۔ گاڑی کے ایکسلیریٹر پہ پوری قوت سے پیر رکھا۔ وہ کہاں جا رہا تھا اسے پتہ نہیں تھا۔ تیزی سے گاڑی چلاتے ہوئے اسے خیال آیا کہ وہ اس نمبر کا پتہ نکلوائے۔ لیکن ایسے کام تو وہ حمزہ کو کہتا تھا یا دائم کو۔

اس نے زور سے سٹیرینگ پہ مکہ مارا۔

زاریہ نے سر جھٹک کر فون ڈیش بورڈ پہ اس پرندے کے ساتھ رکھا۔ وہ گھر سے تھوڑا ہی دور تھی کہ اسے ٹھاہ کی آواز آئی۔ اسکا دل یک دم بند ہوا۔ اس نے بے اختیار بریک لگائی۔ یہ کیا تھا؟

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

اس نے گاڑی کا دروازہ کھولا۔ باہر نکل کر دیکھا تو فرنٹ لیفٹ ٹائر بری طرح سے پھٹ چکا تھا۔ اس نے سر پہ ہاتھ رکھا۔ گھر اب اتنا بھی قریب نہیں تھا کہ وہ پیدل چلی جاتی۔

اسی لمحے بادل زور سے گرجے اور بارش کی بوندھ اس کے ماتھے پہ گری۔

"ڈیم اٹ!"وہ کسی کو مدد کے لیے بلا بھی نہیں سکتی تھی۔ کوئی نظر ہی نہیں آ رہا تھا۔

نہ اس کے موبائل میں کسی میکینک کا نمبر تھا۔ اور نہ ہی وہ ڈگی سے ٹائر نکال کر خود چینج کر سکتی ہے۔ اس نے اپنے گلو میں مقید ہاتھ کی طرف دیکھا۔

بارش یکایک تیز ہوئی تو وہ گاڑی کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھ گئی۔

اس نے فون اٹھایا۔ گھر کے گیٹ کیپر کو کال کرنے کا سوچ کر نمبر ملایا۔ جواب ندارد۔ اس نے فون کان سے ہٹایا۔ چند لمحیں لب کاٹتے ہوئے سامنے بھیگتی ہوئی ونڈ سکرین کو دیکھا۔ کوثر آپا کے پاس فون نہیں تھا۔ ہاں لیکن وہ لینڈ لائن پہ کال کر سکتی ہے۔

اس نے فون ملا کر دوبارہ کان سے لگایا۔ تیسری بیل پہ کوثر آپا نے فون اٹھالیا۔

"ہیلو آپا وہ ارشد کو کہیں کہ۔۔۔" وہ بولتے بولتے رکی۔

"زاریہ بیٹا اتنی بارش میں کہاں ہو؟" زاریہ نے نہیں سنا۔ اسکی نظریں سامنے جمی تھیں۔ اس نے فون کان سے لگائے، گاڑی کی ہیڈ لائٹس آن کیں۔ وہاں کوئی کھڑا تھا۔ اسنے ونڈ سوائپس چلائے۔ شیشے سے پانی ہٹتا گیا۔ کوئی کھڑا تھا وہاں۔ لیکن اُسکی شکل واضح نہیں تھی۔ اس نے آنکھیں چھوٹی کر کے غور سے دیکھا مگر بے سود۔

ہارن بجایا۔ وہ ٹس سے مس نہ ہوا۔ اس کے دل کی ڈھرکن تیز ہوئی۔ سڑک پہ پڑتی بوندھوں کا شور مزید بڑھ گیا۔

"ہیلو زاریہ بیٹا؟" فون سے آواز گونجی۔ یکایک اس کے ہونٹوں سے کوئی ٹھنڈی نوکیلی چیز ٹکرائی۔ وہ ٹھنڈا اسکی ڑیڑھ کی ہڈی تک اتر گئی۔ پھر وہ نوکیلا پن پھسلتا ہوا اسکی گردن تک جا پہنچا، شہہ رگ کے بلکل قریب۔ زاریہ کو اپنے گھٹنوں سے جان نکلتی ہوئی محسوس ہوئی۔ اس نے بیک ویو مرر میں دیکھا۔ ایک چاقو اسکے گلے پہ چمک رہا تھا۔

"اگر تم چاہتی ہو کہ یہ چاقو تمہیں ذبح نہ کرے تو فون کاٹ دو۔" وہ اس آواز کو لاکھوں کی بھیڑ میں بھی پہچان سکتی تھی۔ وہ مرا نہیں تھا۔

روحان! وہ پچھلی سیٹ پر آگے کو ہو کے بیٹھا تھا۔ ایک ہاتھ سے اسکی سیٹ کی پشت تھامے ۔ دوسرے ہاتھ سے چاقو اس کی گردن پہ رکھے۔

"زاریہ بیٹا ٹھیک ہو نا؟" کوثر آپا کی فکر مند سی آواز ابھری۔

"فیصلہ تمہارا ہے یا تو اسکو بتا دو تاکہ وہ تمہاری لاش ڈھونڈ لے یا پھر میری بات مانو تاکہ میں رحم کر سکوں۔"

اسکے ہونٹ جامنی پڑھنے لگے۔ اسکا فون والا ہاتھ آہستگی سے نیچے ہوا، کال کاٹ دی۔

اسنے اپنے ہونٹ بھینچ لیے۔ گردن اکڑ گئی تھی، چاقو نہیں ہٹا تھا۔ سامنے بارش میں کھڑا شخص اب موجود نہیں تھا۔

"دایان کا نمبر ہے نا اس میں؟" وہ اس کے ہاتھ سے فون پکڑتے ہوئے بولا۔

"ہو گا میں بھی کیا پوچھ رہا ہوں۔" وہ اسکے کان کے قریب اپنا سر لے کر آیا۔ "وہ اس کو بتانا تھا کہ اسکا بھائی کسی بلڈنگ میں مر رہا ہے۔"

زاریہ نے بے یقینی سے اسے دیکھا۔ "دائم!!"

"ہاں وہی انگریز کا بچہ۔" وہ فون پہ کچھ لکھتے ہوئے بولا۔ اس نے چاقو ہٹا لیا۔

آنسو اس کی آنکھ سے بہنے لگے۔ اس نے لب کاٹتے ہوئے سامنے دیکھا، پھر ایک نظر اسے دیکھا جو موبائل پہ سکون سے کچھ ٹائپ کر رہا تھا، پھر دروازے کے ہینڈل کو دیکھا۔ دل زوروں سے ڈھڑکا۔ سر اپنے آپ نفی میں ہلا۔

مگر وہ زاریہ سلطان تھی۔ وہ یہاں اس گاڑی میں لاچاروں کی طرح نہیں مر سکتی تھی۔

ایک۔۔دو۔۔ تین! اس نے ایک جھٹکے سے گاڑی کا دروازہ کھولا اور باہر چھلانگ لگائی۔

روحان کی کٹھا کھٹ ٹائپ کرتی انگلیاں رکیں۔ اس نے ایک نظر اسے دیکھا۔ وہ ہلکا سا ہنسا اور اپنا سر جھٹکا، پھر واپس ٹائپ کرنے لگا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

باہر وہ بہت بری طرح اس تارکول کی سڑک پہ گری تھی۔ اس کے گھٹنوں اور ہاتھوں کی پشت پہ درد ہوا تھا۔ بارش کے قطرے زوروں سے اس پہ برسنے لگے۔ وہ تیزی سے اٹھی اور بھاگنے لگی۔ وہ ابھی گاڑی سے دور بھی نہیں ہوئی تھی کے کسی نے زور سے اسے بازو سے پکڑ کر زمین پہ پٹکا۔

اسکی تھوڑی بہت بری طرح سڑک سے ٹکرائی تھی۔ اسکے منہ سے دبی دبی سے چیخ نکلی۔

"کہاں بھاگ رہی تھی لڑکی؟"

"زاریہ نے چہرا اٹھا کر اسے دیکھا۔ آیاز! اسنے ہاتھ بڑھا کر درشتی سے اسے بازو سے پکڑا اور اوپر اٹھایا۔ زاریہ نے اپنا بازو چھرانے کی کوشش کی تو اس نے اسکا بازو مڑوڑا۔

اسکے آنسو بارش کے قطروں سے گڈمڈ ہونے لگے۔ وہ نہیں بھاگ سکتی تھی۔

بس سب ختم۔ اسے اپنے پیچھے گاڑی کا دروازہ کھلنے اور پھر زور سے بند ہونے کی آواز سنائی دی۔

" کتنا بھاگو گی اپنی زندگی کے لیے؟"وہ اس کے قریب آیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"میسیج کر دیا اسے؟" آیاز نے ادھر ادھر نظر دوڑاتے ہوئے پوچھا۔ یہ پوش علاقہ تھا۔ یہاں امیر لوگ اپنے گھروں میں ہی رہتے تھے۔ بلا ضرورت کوئی گھر سے باہر نہیں نکلتا تھا سو اس وقت بھی سڑک خالی تھی۔ بارش ہو رہی تھی اسلیے گارڈز بھی کہیں چھپے ہوئے تھے۔

" کر بھی دیا اور اس نے دیکھ بھی لیا۔ "اور ساتھ ہی روحان نے اسکا موبائل زور سے زمین پہ پٹخا۔ وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر بکھر گیا۔ زاریہ نے اسکی طرف دیکھا۔ وہ نہیں چاہتے تھے کہ دایان اسکی لوکیشن ٹریس کرے۔

" کہاں لے جا رہے ہو مجھے ؟"وہ روتے ہوئی بولی۔ اسکا گلو والا بازو بھیگ رہا تھا۔

زخم میں تکلیف اٹھ رہی تھی۔

" تمہیں بھی وہیں لے کر جا رہا ہوں۔ بس میں چاہتا ہوں اسکو پتہ نہ لگے کہ تم بھی ادھر ہی ہو ۔ وہ ادھر اپنے بھائی کو بچاتا رہے اور بچاتے بچاتے تمہاری لاش اسے مل جائے۔ "وہ دونوں اسکی حالت دیکھتے ہوئے ہنسے۔

"چلو پھر۔ " آیاز نے اسکا بازو کھینچتے ہوئے کہا۔ وہ اس سے تھوڑے فاصلے پہ کھڑی گرے کلر کی گاڑی کی طرف جا رہے تھے۔ اسنے بے چارگی سے ادھر ادھر ان عالیشان گھروں کی طرف دیکھا۔ پہلی بار اسے اپنا علاقہ بہت برا لگا۔

وہ کیا کرے، گاڑی اور اسکے درمیان کا فاصلہ کم ہو رہا تھا۔ کیا مدد کے لیے چلائے ؟

Clubb of Quality Content

نہیں وہ اسے بے ہوش کر دیں گے۔ اسے اپنی ہوش نہیں کھونی تھی، اگر وہ ہوش کھودے گی تو زندگی بھی کھوجائے گی۔

ادھر دایان کو زاریہ کی طرف سے ایک مایسج موصول ہوا تو اس نے سکھ کا سانس لیا۔

چلو وہ تو گھر پہنچ گئی تھی۔ لیکن وہ غلط تھا اس نے میسیج کھولا تو سامنے ایک تحریر جگمگا رہی تھی

۔

"میں اپنے راز کہتا ہوں ایک دیوار سے

میں نے سنا ہے اسکے کان ہوتے ہیں

لیکن وہ کان رازدار نہیں ہوتے

ایک وقت آتا ہے کہ راز گونجنے لگتا ہے

وہ پلٹ پلٹ کر سنائی دیتا ہے

اسکو سنو کہ وہ کیا چاہتا ہے، وہ راز کیا کہتا ہے

وہ چاہتا ہے کہ وہ مشہور ہو جائے مگر کوئی اسے جانتا نہ ہو

وہ چاہتا ہے کہ وہ آوارہ پھرے مگر وہ بے گھر نہ ہو

وہ چاہتا ہے کہ وہ ادھر سے اٹھایا جائے جہاں دفنایا گیا تھا

وہ راز چاہتا ہے کہ وہ

فاش ہو جائے وہاں جہاں وہ راز بنا تھا۔"

ناولز کلب
Club of Quality Content

وہ جانتا تھا کہ یہ پیغام زاریہ نے نہیں بھیجا۔اور یہ کون تھا وہ بخوبی واقف تھا۔ تو وہ مرا نہیں تھا ۔اسکا دم گھٹنے لگا۔ دیوار پہ لکھا وہ پیغام یاد آیا۔باہر بارش شدید ہو رہی تھی۔اس نے گاڑی کا دروازہ کھولا۔اپنا کوٹ اتار کر گاڑی میں پھینکا۔اپنی ٹائی کھینچ کر پھینکی۔اسکے بال اور کندھے بھیگ گئے۔اسنے ایک ہاتھ سے ماتھے پہ چپکے بال ہٹائے۔

ناک کی اوپری ہڈی دبا کر آنکھیں بند کی اور لمبی لمبی سانسیں لیں۔"فوکس،ریلیکس۔

دونوں کو اٹھانے والا ایک ہے۔ "وہ خود سے بات کرتے ہوئے بولا۔ اس نے گاڑی کا دروازہ بند کیا۔ اور ادھر ادھر چکر کاٹے۔ وہ وہی کرے گا جو وہ کرتا آیا ہے۔ سیچوئشن کو کھنگالے گا۔

"تمہیں دونوں کو بچانا ہے، پولیس کو کال کروں؟ وہ میری بات کا یقین کریں گے کہ وہ زندہ ہے؟ نہیں پولیس انکوئری بہت ٹائم لے گی۔ اور اگر پولیس نے یقین کر لیا تو میں کس جگہ لے کر جاؤں گا انہیں؟" اس نے اپنی گردن کی پشت پہ دونوں ہاتھ رکھے۔ اپنا چہرا اوپر کیا۔ ہونٹ بھینچے۔ موبائل کی سکرین دوبارہ روشن کر کے وہ تحریر پڑھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"وہ راز چاہتا ہے کہ وہ فاش ہو جائے وہاں جہاں وہ راز بنا تھا۔" اس کی سوئی اس جملے پہ اٹک گئی۔

"روحان کا راز، اسکی حقیقت۔ وہ کہاں راز بنا تھا اور کہاں اسکا راز کھل گیا؟" اسکی بھوئیں کشادہ ہوئیں۔ وہ جانتا تھا اسے کہاں جانا ہے۔

وہ جلدی سے گاڑی میں بیٹھا۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ وہ زاریہ کے پاس پہنچے گا یا دائم کے۔ اسے بس بچانا تھا دونوں کو، ہاں دونوں کو۔

زاریہ نے ایک نظر ان دونوں کو دیکھا۔ گاڑی بلکل قریب تھی۔ آیاز اسے بائیں طرف لے کر آیا۔ وہ گاڑی کا دروازہ کھولنے لگا۔ روحان فرنٹ سیٹ کی طرف بڑھ گیا۔

زاریہ نے گردن موڑ کے اپنے پیچھے اس بڑے سے گھر کو دیکھا۔ اس کی نظر اسکے گیٹ پہ پڑی۔ وہ کھلا تھا۔ گارڈز ذرا سائڈ پہ کسی کے ساتھ فون پہ مصروف تھا۔

اسے گاڑی کا دروازہ کھلنے کی آواز آئی۔

"بیٹھ اندر۔" آیاز نے اسکا بازو چھوڑا۔ زاریہ نے ایک نظر اسکو دیکھا۔ اور اگلے ہی لمحے گیٹ کی طرف بھاگی۔

"اوئے رک۔" آیاز نے اسکا گلو والا ہاتھ تھاما۔ لیکن وہ گلو اس کے ہاتھوں میں رہ گیا۔ اسکے نیچے پٹی کی تہہ بھی اتر کر اسکے ہاتھ میں آ گئی۔

"اور اس سے پہلے کے وہ زاریہ کو پکڑ تا وہ گیٹ سے گھر کے اندر بھاگ گئی۔

"ڈیم اٹ!"روحان فوراًباہر نکلا۔"وہ گھر کے اندر چلی گئی۔تم نے اسے پکڑا کیوں نہیں؟"

وہ غرایا۔

"پتہ نہیں کیا ڈھیٹ شے ہے؟"وہ حیرانی سے اس گلو کو دیکھنے لگا۔اس سے لٹکتی پٹی پہ خون

لگا تھا۔اسکا زخم بہہ رہا تھا یقیناً۔

"اب؟"روحان نے ماتھے کو چھوا۔

"سوچتا ہوں کچھ۔"

ادھر وہ گھر کے اندر آئی تو گارڈ بھی اس کے پیچھے بھاگتا ہوا آیا۔

"لڑکی کون ہو؟"وہ پیچھے سے بولا۔وہ سنی ان سنی کرتی لاؤنج عبور کر کے زینے چڑھنے لگی۔

دہلیز پہ پہنچ کر اسکے قدم تھمے۔

سامنے ڈائنینگ ٹیبل پہ ایک لمبا چوڑا خاندان موجود تھا۔اور اس وقت وہ سب چہرا اٹھائے

،حیرانی اور اچھنبے سے اسے دیکھ رہے تھے۔ان کے چمچوں کی کھنک بند ہو گئی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

انکے سامنے ایک لڑکی کھڑی تھی، جس کی تھوڑی پہ زخم تھا، کپڑے اور بال بھیگے ہوئے تھے ،گال پہ نشان تھا اور ایک ہاتھ سے خون رستا ہوا صاف شفاف فرش پہ گر رہا تھا۔

زاریہ کی گردن میں گلٹی ڈوب کر ابھری۔ اسنے باری باری سب کے چہرے دیکھے۔

سربراہی کرسی پہ بیٹھا بوڑھا شخص، نہیں وہ اسے نہیں جانتی،اس کے ساتھ ساڑھی میں ملبوس عورت، نہیں یہ بھی نہیں،ساتھ زیورات پہنے ایک لڑکی شاید کوئی نئی نویلی دلہن،اسکے ساتھ بیٹھا اسکا شوہر،چند چہروں کے گزرنے کے بعد اسکی نظریں ایک چہرے پہ ٹھہر گئیں۔

"عمر۔"اسکے گلے سے رندھی ہوئی آواز نکلی۔ وہ بارہ سال کا لڑکا تھا جو منہ میں چمچہ لیے اسے آنکھیں پھاڑ کر دیکھ رہا تھا۔ وہ شاید بھول گیا تھا کہ چمچہ اسکے منہ میں ہے۔ ایک دفعہ وہ اپنا قرآن ختم ہونے پر مٹھائی لے کر آیا تھا۔

"مجھے مدد چاہئیے۔"وہ بدقت بولی۔

اور تبھی ٹیبل پہ ہلچل ہوئی۔ ساڑھی والی عورت اسکے پاس آئی۔ زیورات والی لڑکی اسے کچھ کہہ رہی تھی۔ عمر پانی کا گلاس اس کے سامنے کر رہا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کوئی فرسٹ ایڈ باکس لایا،کوئی اس سے پوچھ رہا تھا کہ کیا ہوا ہے۔وہ بوڑھا شخص اس کے سامنے آیا۔

"بیٹا آرام سے بتاؤ کیا ہوا ہے۔تاکہ ہم آپ کی ہیلپ کر سکیں۔"انہوں نے اسکے سر پہ ہاتھ رکھا۔اسکی آنکھیں ڈبڈبا گئیں۔

"وہ چند لوگ میرے پیچھے ہیں۔وہ مجھے مار دیں گے۔انہوں نے میری گاڑی خراب کر دی۔وہ۔۔مجھے زبردستی۔۔ساتھ۔۔۔۔ساتھ لے جارہے ہیں۔"اسے خود سمجھ نہ آئی کہ وہ کیا کہہ رہی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

بوڑھے شخص نے پریشانی سے اپنی بیوی کو دیکھا،ساڑھی والی عورت نے اسکے گال پہ ہاتھ رکھا۔"اب سب ٹھیک ہے۔یہاں کوئی نہیں ہے۔اپنے پاپا کا بتاؤ۔ہم انہیں کال کرتے ہیں۔"وہ کیا بتاتی انہیں اپنے باپ کا یہی کہ وہ مر گیا ہے۔اسکا قتل ہوا تھا۔اور وہی قاتل اب اس کے پیچھے ہیں۔

اس سارے میں زاریہ نے اس لڑکے کی طرف دیکھا جو اس زیورات والی لڑکی کے کان میں اسے دیکھتے ہوئے کچھ کہہ رہا تھا۔

لڑکی نے اسکی بات سن کر اپنے شوہر کو ملامتی نظروں سے دیکھا۔ زاریہ کو اس لڑکے کی آنکھوں میں شک نظر آیا۔

"مجھے فون چاہیئے۔ مجھے ایک کال کرنی ہے۔"

اس لڑکے نے اپنی آنکھیں چھوٹی کر کے اسے دیکھا۔

"کس کو کال کرنی ہے آپ نے۔؟"

اس نے چند لمحیں لب کاٹے۔ "اپنے۔۔اپنے منگیتر کو۔" لڑکے نے سر ہلا کر فون اس کے سامنے کیا۔

سب کی نظریں خود پہ محسوس ہو رہی تھیں۔ نمبر ملاتے ہوئے اس کے ہاتھ کپکپائے۔

"ہیلو دایان۔۔"

Clubb of Quality Content!

"زاریہ! کدھر ہو تم؟" اسکی بے یقین سی آواز ابھری۔

"میری بات سنو بنا کچھ کہے۔ وہ میرے پیچھے ہے۔" اس نے ایک نظر ان سب کو دیکھا۔ "وہ مجھے جان سے مار دیں گے، اور دائم کو بھی، وہ بھی خطرے میں ہے۔"

"زاریہ تم کدھر سے فون کر رہی ہو؟ کہاں ہو تم؟" وہ پوچھ رہا تھا۔ لیکن زاریہ اسکو نہیں سن رہی تھی۔ وہ سامنے اس لڑکے کو دیکھ رہی تھی۔ جس کے کان میں گارڈ کچھ کہہ رہا تھا۔

لڑکے نے ایک نظر اسے دیکھا۔ اس کی شکی نظریں۔ اف!

اگلے ہی لمحے اسنے گارڈ سے کچھ کہا۔ اور پھر جو زاریہ نے دیکھا، اسکے کندھے ایک دم ڈھلک گئے۔ بچی کھچی جان بھی نکل گئی۔

"ہیلو۔۔ زاریہ کچھ تو بولو۔" اسکی آواز کانوں میں پڑھی۔ مگر فون اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر نیچے قالین پہ جا گرا۔

سامنے سے روحان اور آیاز ایک ساتھ چلتے آرہے تھے۔ وہ بے اختیار ساڑھی والی عورت کے ساتھ لپکی۔

"تم یہاں ہو زاریہ! یہ کیا طریقہ ہے؟ اب تم یہ بھی کروگی؟" روحان ہتک سے اسے دیکھتا ہوا بولا۔ زاریہ نے حواس باختگی سے اسے دیکھا۔

آیاز کے چہرے پہ کرب کے آثار تھے۔ "گھر چلو ابھی۔"

"یہ۔۔یہی ہے وہ۔۔یہ مجھے مار دے گا۔" وہ روحان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولی۔

سب کی بے یقین نظریں روحان کی طرف اٹھیں۔

"اور کتنا تماشا بناؤ گی ہماری عزت کا؟" وہ دکھ سے بولا۔

"باپ کو بخش دو زاریہ؟" آیاز نے افسوس کرتے ہوئے اسکے سامنے ہاتھ جوڑے۔ زاریہ کا سر نفی میں ہلا۔

"کوئی مجھے بتائے گا کہ میرے گھر میں یہ کیا تماشا ہو رہا ہے؟" بوڑھا آدمی گرجا۔

آیاز نے دکھ سے روحان کو اشارہ کیا۔ جیسے اس میں ہمت نہیں تھی۔

"سر یہ میری بہن ہے اور یہ ایک لڑکے کے ساتھ بھاگ رہی تھی۔ ہم نے اسے بڑی مشکل روکا ہے تو یہ تماشا کرنے کے لیے ادھر بھاگ آئی۔"

ساڑھی والی عورت نے کسی اچھوت کی طرح زاریہ کو خود سے الگ کیا۔ سامنے کھڑا وہ لڑکا معنی خیز انداز میں ہنسا۔ زاریہ نے نفی میں سر ہلایا۔

"یہ جھوٹ بول رہا ہے۔۔۔۔۔۔یہ مجھے مار دے گا۔"

"باپ کو جیتے جی مت مارو گھر چلو۔" آیاز نے آگے بڑھ کر اسکا بازو تھامنا چاہا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

زاریہ نے اپنا بازو پیچھے کیا۔

"یہ میرا باپ نہیں۔"

"تم اس لڑکے کے لیے اپنے باپ اور بھائی سے منہ موڑ رہی ہو؟" روحان بے یقینی سے بولا۔

"یہ میرے کچھ نہیں لگتے۔۔۔۔یہ۔۔۔۔یہ جھوٹ بول رہے ہیں۔"

"یہ انکے بھائی ہیں۔ میں جانتا ہوں۔" عمر نے گواہی دی تو سب نے اسکی طرف دیکھا۔

روحان کے لب مسکراہٹ میں ڈھلے۔

زاریہ نے بے یقینی سے اس لڑکے کی طرف دیکھا۔ اسے یہ بے وقت گواہی سن کر لگا کہ عمر نے اسے بہت بڑا دھوکہ دیا ہے۔

بوڑھے نے ملامتی نظروں سے زاریہ کی طرف دیکھا۔ اسنے آنکھیں میچ لیں۔ یہ کوشش بھی بے کار ہوئی۔

"لے جائیں اپنی بیٹی کو یہاں سے۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

آیاز آگے بڑھا۔ اسے بازو سے تھاما۔ وہ بے جان سی اٹھتی گئی۔ وہ اسے بازو سے پکڑ کر آگے بڑھا۔

"اسنے اپنے عاشق کو کال بھی ملائی ہے ابھی۔" وہ لڑکا پیچھے سے بولا۔

اسکے بازو پہ آیاز کی گرفت سخت ہوئی۔ روحان نے اسے کندھے سے پکڑا۔

"ہم معافی چاہتے ہیں۔" اور اسے باہر کی طرف لیے تیزی سے بڑھنے لگے۔

"چچ، چچ اتنا مارنا تو نہیں چاہیے تھا بچی کو۔" وہ اپنا ساڑھی کا پلو سنبھالتے ہوئے بولی۔

"یہ خون صاف کرواؤ اسکا، بے حیا لڑکی۔" بوڑھے نے سر جھٹکا۔

"میں کیا کہہ رہا تھا۔" وہ لڑکا اپنی بیوی کے کان میں بولا۔ "اتنا اچھا لائیو ڈراما دیکھ لیا ہے تو مووی پہ جانے کی۔۔" لڑکی نے اسے سخت نظروں سے گھورا۔ "اوکے اوکے ہم جائیں گے "۔

باہر وہ اسے زبردستی گاڑی میں پھینک رہے تھے۔ وہ سر جھکائے بچوں کی طرح رو رہی تھی۔

وہ یوں مرے گی؟ کیا ہمیشہ ایسا ہی ہو گا؟ ہر دفعہ ہابیل مارا جائے گا؟

بغیر کسی وجہ کے، بغیر کسی گناہ کے، بس حسد کی بنا پر، برتری کی چاہت کی وجہ سے۔ اتنی حقیر قیمت ہوتی ہے ہابیل کی جان کی؟

وہ گاڑی اب سڑک پہ چل رہی تھی۔ اندھیرا بڑھتا جا رہا تھا۔ رات تاریک ہوتی جا رہی تھی۔ جیسے تین زندگیاں تاریک ہو رہی تھیں۔ اپنے اپنے سورج کے طلوع ہونے کی چاہ لیے۔

کیا سورج طلوع ہونا تھا؟ کیا اجالا بکھرنا تھا؟ اگر ایسا ہونا تھا تو اندھیرا اتنا تاریک کیوں تھا؟ سائے اتنے قد آمت کیوں تھے؟

....

اسکی آنکھوں کی پتلیوں میں ہلکی سی جنبش ہوئی۔ پیچھے کو بندھے ہوئے ہاتھوں کی انگلیوں نے ذراسی حرکت کی۔ بارش کے بعد کا ٹھنڈا جھونکا، مٹی کی خشبو لیے کھڑکی سے اندر داخل ہوا اور اسکے چہرے پہ پڑا، اسکے ہیزل کلر بال ہلکے سے سرکے۔ اس نے اپنی بھوئیں سکیڑ کر آہستہ سے آنکھیں کھولیں۔

"گاڑی روک دو بھائی۔۔۔" گاڑی کی سپیڈ تیز ہوئی۔ "بھائی میں نے کہا گاڑی روک دو!"

اور اسی لمحے اچانک گاڑی کو بریک لگی۔ ڈرائیور ایک جست لگا کر پیچھے مڑا اور اسکی گردن میں کوئی سوئی گھونپ دی۔ اسکی آنکھیں بند ہونے لگیں۔ ہر طرف اندھیرا چھانے لگا۔ مکمل اندھیرے سے پہلے اس نے بس ایک چہرے کی جھلک دیکھی تھی۔

"زاریہ۔۔"اسکے لب ہلے۔اور آنکھیں بند ہو گئیں۔

وہ اب اٹھا تھا۔کمر تختہ بن چکی تھی اور اسکی رگوں میں خون کے علاوہ کچھ اور دوڑ رہا تھا۔کچھ تھکا دینے والا۔شاید وہ اسی انجکشن کا اثر تھا۔اس نے اپنے دائیں طرف دیکھا۔وہاں کچھ نہیں تھا بس ایک کھڑکی تھی جس سے ہوا آ رہی تھی۔اس نے بائیں طرف دیکھا تو وہ چونک گیا۔اس سے تھوڑے سے فاصلے پہ ایک اور کرسی تھی جس پہ ملک صباحت بیٹھا تھا۔اسی کی طرح بندھا ہوا۔اس کے منہ پہ کپڑا نہیں تھا، کپڑا تو دائم کے اپنے منہ پہ بھی نہیں تھا۔

وہ یہاں کیوں ہے؟وہ بھی اسکے ساتھ؟یہ تو مر نہیں گیا تھا؟یہ زندہ کیسے ہو سکتا تھا!کہیں وہ بھی تو مر نہیں گیا؟اگر وہ مر گیا تھا تو پھر اسکے ساتھ کیوں تھا؟اسے تو جنت میں ہونا چاہئے تھا۔اپنے خیالات پہ وہ ہونٹ بھینچ کہ خفیف سا ہنسا۔پھر اسے اپنی حالت کی سنگینی کا اندازہ ہوا تو ہنسی اڑنچھو ہو گئی۔

وہ قید تھا۔پتہ نہیں کہاں۔لیکن جگہ سنسان تھی۔اسے یہاں کون لایا؟کیا زاریہ؟زاریہ ایسا کیوں کرے گی؟پیسے نہ دینے کے لیے!ہونہوں۔اس نے نفی میں سر ہلایا۔سوچتی نظروں

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

سے ملک کو دیکھا۔ جس کی گردن ڈھلکی ہوئی تھی۔ اگر یہ زندہ ہے تو۔۔۔روحان؟ وہ مجھے ادھر لایا؟!

لیکن کیوں؟ میں نے کیا کیا ہے؟

"کوئی ہے؟ ہیلپ می! ہے کوئی ادھر؟ روحان؟!" وہ چلایا۔ اسکی آواز سیڑھیوں کا سفر طے کرتی ہوئی اوپر تک گئی اور پھر پلٹ آئی۔ بلڈنگ خالی تھی۔

اس نے دوبارہ گردن موڑی۔

"ملک! اٹھو! ملک!" وہ اسے زور زور سے پکار رہا تھا۔ مگر کوئی جواب نہیں۔

دائم نے اپنی کرسی کھسکا کھسکا کر اسکے قریب کی۔ اور پھر چلایا۔ مگر بے سود۔

اسے اسکے پاس سے ایک عجیب خوشبو آئی۔ پروپوفول (سرجری کے دوران بے ہوشی کے لیے استعمال ہونے والا ڈرگ)۔ اس نے اسکی گردن پہ دیکھا۔

چاند کی ہلکی سی روشنی میں وہ دیکھ۔ سکتا تھا کہ اسے بہت دفعہ انجکشن دیا گیا ہے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

وہ ابھی اس کے نشان ہی دیکھ رہا تھا کہ اس کے کانوں میں چند آوازیں پڑیں۔

وہ جلدی سے اپنی کرسی واپس کھسکانے لگا۔

باہر ایک گرے کلر کی گاڑی آ کر رکی۔ روحان اور آیاز ایک ساتھ گاڑی سے اترے۔

روحان نے پچھلی سیٹ کا دروازہ کھول کر زاریہ کو کھینچ کر باہر نکالا۔

اسکی آنکھیں خشک ہو چکی تھیں۔ چہرے پہ آنسوؤں کے نشانات تھے۔ اسکے بازو پہ خون جم چکا تھا۔

روحان اسے یوں ہی پکڑ کر تھوڑا سا آگے لے کر آیا تو اسنے چہرا اٹھا کر دیکھا۔

لمحے بھر کو وہ ساکت رہ گئی۔ سامنے ایک لمبی سی عمارت اندھیرے میں ڈوبی کھڑی تھی۔ وہ اس جگہ کو کیسے نہ پہچانتی؟ یہاں اسکے بابا کا آفس تھا۔

یہ سلطان کمپنی کی عمارت تھی۔

بلڈنگ ہفتہ پہلے ہی کھنڈر ہو چکی تھی۔ سلطان قتل کیس ختم ہونے کے ساتھ ساتھ اسکا قصہ بھی تمام ہو گیا تھا۔ سب چھوڑ کر چلے گئے تھے۔ وہ محل خالی ہو گیا تھا۔

زاریہ نے حیرانی سے روحان کی طرف دیکھا۔

"جانتی ہو جب بادشاہ محل حاصل کرے تو وہ سب سے پہلے کیا کرتا ہے؟" وہ اس اونچی عمارت کو دیکھتے ہوئے بولا۔ "وہ اس کے پرانے وارث کا قصہ تمام کرتا ہے۔"

اس نے زاریہ کے گال کو چھوا۔ اسکا لمس ٹھنڈا تھا۔ ٹھنڈا یخ۔

وہ اسے بلڈنگ کے اندر لے گئے۔ ہر جگہ لائٹس آف تھیں، یا پاور کٹ کر دی گئی تھی۔

لیکن جب وہ لفٹ کے آگے کھڑے ہوئے تو زاریہ کا اندازہ غلط ثابت ہوا۔

وہ لفٹ میں سوار ہو گئے۔ وہ خاموشی سے دونوں کو دیکھتی رہی۔ لفٹ پانچویں فلور پہ رکی۔ جہاں اسکے باپ کا آفس تھا۔ وہ آفس کی طرف بڑھے۔

اور دروازہ کھولتے ہی روحان نے اسے زمین پہ دھکا دیا۔ آفس کی لائٹس آن ہوئیں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ سیدھی ہوئی۔ اور بے اختیار کونے میں ہو کر دیوار کے ساتھ لگ کر بیٹھ گئی۔

گھٹنے سینے سے لگا کر بازو گھٹنوں کے گرد حائل کر لیے۔ سردی اسکے کان میں گھس رہی تھی اور اسکے سر کا خون جم رہا تھا۔ اسنے اپنے گلے تک ہاتھ بڑھایا کہ ڈوپٹہ کانوں کے گرد لپیٹ لے مگر وہ وہاں نہیں تھا۔

کہیں گر گیا تھا۔ اسنے آرام سے ہاتھ واپس نیچے کر لیا۔ وہ دونوں اب اسکے سامنے بیٹھے ہوئے تھے۔ روحان اسکے باپ کی کرسی پہ ٹیک لگا کر بیٹھا کرسی دائیں بائیں گھما رہا تھا۔

یہ کرسی کبھی اسکے باپ کا تخت ہوا کرتی تھی، آخری بار اسنے ملک کو اس پہ بیٹھا دیکھا تھا، اور آج روحان اسکا مالک بن کر بیٹھا ہوا تھا۔ تخت کے وارث بدلتے رہتے ہیں، کیا تخت کسی ایک کا وفادار نہیں ہوتا؟ اس پہ کوئی بھی بیٹھ سکتا ہے؟ یہ اپنے اوپر بیٹھنے والے انسانوں کو نگلنے کے علاوہ اور کچھ نہیں کرتا؟

"کیا کہتا ہے؟" روحان کی آواز کانوں میں پڑی۔

"نہیں اس نے پولیس کو اطلاع نہیں دی۔"

"سمجھدار نکلا۔" اسکی نظریں ایک تکون میں سفر کر رہی تھیں۔ روحان، روحان سے آیاز تک، پھر آیاز سے دیوار پہ ٹک ٹک کرتی گھڑی تک، پھر اس گھڑی سے روحان تک۔ آنکھیں بار بار اس تکون کا چکر کاٹ رہی تھیں۔

"تم میری بات نہیں مان رہے۔ اسے بلانا خطرناک ہے۔ تم ان دونوں کو مار دو۔ پھر اسے دیکھ لیں گے۔"

روحان نے نفی میں سر ہلایا۔ "میں اسکے (کونے میں بیٹھی لڑکی کی طرف اشارہ کیا)

اور اس دایان کے چہرے پہ تکلیف کے آثار دیکھنا چاہتا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ وہ دائم کو بچانے جائے تو وہ اسے اپنی آنکھوں سے مرا ہوا دیکھے، پھر وہ اسکی طرف آئے تو اسے بھی مرا ہوا پائے اور پھر خود بھی یہیں مر جائے۔"

آیاز نے ہونٹ بھینچ کر اسے دیکھا۔ "میری بات مانو روحان۔"

"میں جو کہہ رہا ہوں وہ کرو۔" وہ تیز لہجے میں بولا۔ آیاز کے تاثرات سخت ہوئے۔ یہ لہجہ اسکی شان کے خلاف تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"تم ابھی بچے۔۔۔۔"

"شٹ اپ! یہ میرا محل ہے!" اسنے انگلی سے اپنے سینے پہ دستک دی" میری سلطنت ہے جو میں کہوں گا یہاں وہی ہو گا؟"

آیاز نے لب بھینچ کر اسے گھورا۔

"اب جاؤ نیچے۔ جب وہ آئے تو مجھے اطلاع کر دینا۔" اس نے کسی بادشاہ کی سی ادا سے ہاتھ جھلا کر اشارہ کیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

آیاز نے اسے گہری نظروں سے دیکھا۔ اور اٹھ کر باہر چلا گیا۔

روحان نے کرسی اسکی طرف گھمائی۔

زاریہ کا تکون ٹوٹ گیا تھا۔ اب بس روحان تھا اور اسکے پیچھے مسلسل ٹک ٹک کرتی سوئی۔

وقت تھمتا کیوں نہیں تھا؟ وہ مسلسل دوڑے جا رہا تھا۔ جیسے مدت پوری کرنی ہو۔ جیسے اسے ختم ہو جانے کی جلدی ہو۔

"تو شہزادی صاحبہ، تمہارا شہزادہ آئے گا نا تمہیں بچانے؟" وہ طنزاً مسکراتے ہوئے پوچھ رہا تھا۔ وہ خاموش رہی۔

"ویسے اگر ٹکنیکلی دیکھا جائے تو شاہی خون تو میرے اور تمہارے اندر دوڑ رہا ہے۔

تو اس کہانی میں شہزادہ تو میں ہوا۔ اور اگر تم شہزادی ہو، میں شہزادہ ہوں تو پھر وہ کیا ہے؟" وہ تھوڑی تلے انگلی رکھ کے چند لمحے سوچنے لگا۔

"ہاں صرف ایک کردار بچا ہے اور وہ ہے۔۔" وہ آگے کو ہوا اور زاریہ کی آنکھوں میں جھانکا۔ "اور وہ ہے دیو کا۔" وہ کھلکھلا کر پیچھے کو ہوا۔

زاریہ اس سے کہنا چاہتی تھی کہ ہر بار ایسا نہیں ہوتا کہ دن کی روشنی میں نظر آنے والا دیو رات کو شہزادہ بن جائے۔ باز دفعہ چکر الٹا چلتا ہے، طلسم مختلف ہوتا ہے۔ سورج کی چمک میں نظر آنے والا شہزادہ، چاند کی روشنی میں اپنی اصل شکل اختیار کرتا ہے، وہ رات کے اندھیرے میں دیو بن جاتا ہے۔

اسکا فون بجا۔ "ہاں۔" روحان کی انکھیں چمکیں۔ "آنے دو اسے۔"

زاریہ کا دل ڈوب گیا۔ آہ دایان! کون اپنی موت کی طرف یوں چل کر آتا ہے؟

....

آیاز نیچے آیا اور اس بیسمنٹ میں داخل ہوا۔ وہ دونوں اسی طرح بے ہوش پڑے تھے

۔" گھٹیا، بے غیرت! مجھ پہ غرائے گا اب۔" اس نے زور سے دیوار پہ مکا مارا

دائم نے اپنی آنکھ ذرا سی کھولی۔ وہ مڑا تو اس نے فوراً اپنی آنکھ بند کر لی۔

"تم بھول گئے کہ میں کون ہوں۔ میں تمہاری طرح آستین کا سانپ نہیں ہوں۔ میں ایک دو دھاری تلوار ہوں۔ جو مجھے کاٹنے کے لیے استعمال کرتا ہے میں اسکے ہاتھ بھی کاٹ دیتا ہوں۔" وہ پھنکارا۔ پھر وہ خاموش ہوا، اسنے گردن موڑ کے دائم کو غور سے دیکھا۔ وہ چلتا ہوا آیا اور اسکی کرسی کے گرد چکر کاٹ کر اسکے پیچھے کھڑا ہوا۔ گردن موڑ کے زرا سا کرسی کی ٹانگ کو دیکھا۔ وہ ذرا سی ٹیڑھی تھی۔

وہ مسکرایا۔

اسنے اسکے کندھوں پہ ہاتھ رکھے اور جھکا۔ دائم کے دل کی ڈھرکن تیز ہوئی۔

"تمہاری ڈوز اتنی لمبی نہیں تھی کہ تم ابھی تک بے ہوش رہتے۔" اور اس نے ایک جھٹکے سے اسکی کرسی کو دائیں طرف گرا دیا۔

اس نے لب آپس میں پیوست کر کے چیخ دبائی۔

"تم ناٹک کر رہے تھے ہاں؟ میرے ساتھ نوٹنکی!" وہ کونے میں گیا۔ وہاں ایک پرانا شیشہ پڑا تھا۔ وہ اسے اٹھا کر لایا اور زور سے اسکے اوپر دے مارا۔

کانچ ٹوٹ کر بکھر گیا۔ دائم نے اپنی آنکھیں میچیں۔ اسکے سر پہ بہت زور کی لگی تھی۔ وہ کراہنے لگا۔ اسے اپنی پیشانی پہ گیلا پن محسوس ہوا۔ اسکا خون رسنے لگا تھا۔

آیاز اسکے سامنے آیا اور اسکے منہ پہ زور سے جوتوں سمیت ٹھوکر ماری۔

Clubb of Quality Content

اسکا ہونٹ پھٹ گیا۔ وہ خاموش رہا۔ بس لمبے سانس لیتا اپنی تکلیف کم کرنے کی کوشش کرنے لگا۔

اسکی آنکھیں بند تھیں۔ جب اسے قدموں کی آواز دور جاتی سنائی دی تو اسنے آنکھیں کھولیں۔ اسکا سر یکدم چکرایا۔ بس بہت ہوا۔ اسے یہاں سے نکلنا تھا۔ وہ کوشش کیے بغیر نہیں مر سکتا تھا۔ وہ دائم تھا۔ ڈیٹیکٹیو آفیسر دائم، فاخر کا سر۔ وہ یہاں یوں کرسی سے بندھا ہوا نہیں مر سکتا تھا۔

....

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

دایان کی گاڑی رکی۔ اور وہ فوراًباہر نکلا۔ کف اوپر تک موڑ رکھے تھے۔ بال ماتھے پہ بکھرے تھے، چہرے پہ بھی کئی جذبات بکھرے ہوئے تھے۔

اسکے دو عزیز لوگ یہاں تھے۔ پر کہاں وہ نہیں جانتا تھا؟ وہ وقت پہ پہنچا یا دیر کر چکا وہ نہیں جانتا تھا۔ وہ انہیں زندہ دیکھ پایا۔۔۔ بس۔ اگر ان دونوں میں سے کسی ایک کو کچھ ہوا تو وہ

اس بلڈنگ کو جلادے گا۔ وہ زینے چڑھتا بلڈنگ کے اندر داخل ہونے ہی والا تھا کہ اچانک سے رکا۔ کسی احساس کے تحت پلٹا۔

وہاں اس آخری زینے پہ آیاز کھڑا تھا۔ ایک ٹانگ دوسرے زینے پہ رکھے۔ وہ اپنے گھٹنے پہ بازو رکھ کر اسے فرصت سے دیکھ رہا تھا۔ اسکے یوں پلٹنے پہ مسکرایا۔

"میں نے اس بے وقوف کو کہا تھا کہ تم عام نہیں ہو۔ میرے بے آواز قدموں پہ آج تک کوئی نہیں پلٹا۔"

"وہ دونوں کہاں ہیں؟"وہ پورا گھوما۔ اسکی آواز بہت بدلی ہوئی تھی۔ سن کر لگتا تھا اسے بہت گہرا زکام ہوا ہے۔

"اصل میں کیا ہے اسنے صرف اپنی سفاکیت پہ دھیان دیا۔ وہ سفاک بہت ہے، شاطر نہیں ہے۔"وہ اپنی دھن میں کہتا جا رہا تھا۔

"میں نے پوچھا وہ دونوں کہاں ہیں؟"چبا چبا کر ہر لفظ ادا کیا۔

آیاز نے گہری سانس لی۔ اپنا گھٹنا نیچے کیا اور سیدھا کھڑا ہو کر کمر پہ ہاتھ باندھے۔ وہ سر اٹھا کر اسے دیکھ رہا تھا۔

چاند کے سائے تلے دو ہیولے کھڑے تھے۔ دونوں کے گرد وحشت کے ہالے تھے۔ ایک ہیولہ کچھ سن کر الٹے قدموں اندر کو بھاگا۔

چند منٹ بعد لفٹ کے دروازے پانچویں فلور پہ کھلے۔ روحان اپنی کرسی سے اٹھا۔

"اپنی جگہ سے مت ہلنا۔ ورنہ زاریہ میں تماری لاش کے سو ٹکڑے کروں گا۔ اور پھر انہیں دایان کہ آگے پھینکوں گا۔ اور اس سے کہوں گا کہ کھاؤ۔ اور اگر وہ نہ مانا تو اسکا پیٹ چیر کر ٹکڑے اس میں بھر دوں گا۔"

وہ کچھ نہ بولی۔ شاید زبان جم گئی تھی، شاید وہ گونگی ہو گئی تھی۔

روحان کمرے سے باہر نکلا۔ سامنے وہ چلتا آرہا۔ روحان نے تالی بجائی۔ وہ پورا کا پورا فلور روشن ہو گیا۔ دایان کے قدم تھمے۔ روشنی یک دم آنکھوں میں پڑھی تھی۔

"تو آگئے تم۔ اب آرام سے آنکھ مچولی کا کھیل شروع کرتے۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"زاریہ کدھر ہے؟"وہ بپھرا۔

"اتنی بھی کیا جلدی ہے؟ویسے تم اسکے پیچھے آگئے، کیوں؟کیا وہ تمہاری منہ بھولی بہن ہے؟"

دایان خاموش رہا۔روحان کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔آنکھیں چھوٹی کر کے اسے دیکھا۔ پھر ہونٹ اوہ میں سکیڑے۔

"آنکھوں میں اٹھتے شرارے تو اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ تمہارا دل جل رہا ہے۔"

"فضول مت بکو مجھے بتاؤ وہ کہاں ہے؟"وہ تیزی سے اسکی طرف بڑھا تو روحان نے ہاتھ اٹھا کر اسے روکا۔

"رکو بھائی، گیم کی شرائط ہیں کچھ وہ تو۔"اسکا جملہ مکمل نہیں ہوا تھا کہ سلطان آفس کا دروازہ کھلا۔

زاریہ بھاگ کر آفس کی سیدھ میں نظر آتے زینے چڑھنے لگی۔ اس نے نہ دائیں دیکھا نہ بائیں

،بس زینے چڑھنے لگی۔

روحان نے آنکھیں میچیں اور جملہ مکمل کیے بغیر مڑا اور تیزی سے اسکے پیچھے لپکا۔ "میں

تمہیں بہت بری موت ماروں گا زاریہ!!"

دایان نے اسکا ہاتھ دیکھا تھا۔ جمے ہوئے خون والا ہاتھ۔ وہ روحان کے پیچھے بھاگا۔

وہ زینے ایک دروازے پہ ختم ہوتے تھے دایان دروازے سے باہر آیا تو ٹھنڈی ہوا اسکے

چہرے پہ بجی۔ وہ چھت تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اسنے دائیں بائیں دیکھا۔ وہ بھاگ کر ٹیرس کے درمیان میں آیا۔ گھوم کر دیکھا۔

"زاریہ!!" اس چھت کے کونوں میں کچھ پرانا ڈسکارڈڈ سامان پڑا ہوا تھا۔

"زاریہ!" وہ چلایا۔ اسکے گلے میں درد ہوئی۔ وہ پھر چھت کی دائیں طرف آیا۔

ہوا بہت تیز تھی۔

"میں نے کہا تھا نا مت ہلنا۔" اسکے کانو میں آواز پڑی تو وہ بھاگتا ہوا ذرا سا گھوم کر آگے آیا

۔وہاں آدھی دیوار تھی۔اس نے دیوار پار کی تو سامنے وہ زمین پہ گری ہوئی تھی۔

اور وہ ہاتھ میں چھڑا لیے اسکے قریب جا رہا تھا۔

وہ ایسی جگہ تھی جو چھت کو دونوں اطراف سے جوڑتی تھی۔

زاریہ اپنے کہنیوں کے بل رینگتے ہوئے پیچھے ہو رہی تھی اور وہ آگے بڑھ رہا تھا۔

"روحان!!اسے ہاتھ مت لگانا۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اسکے پکارنے پہ وہ مڑا۔

"ادھر آؤ۔مجھ سے لڑو اسے جانے دو۔" وہ ہاتھ اٹھاتے ہوئے اسے روک رہا تھا۔دایان کا

لہجہ متوازن تھا۔اسکے ہاتھ میں چاقو تھا۔وہ کچھ بھی کر سکتا تھا۔

دایان اپنے غصے کے ہاتھوں نقصان نہیں اٹھانا چاہتا تھا۔

"تو تم اس کے لیے اپنی جان دینے کو تیار ہو؟ہاں!؟"اس نے چاقو سے زاریہ کی طرف اشارہ کیا۔

"اور دائم؟اسکی جان بھی اس پہ قربان کردو گے؟"

دایان کا ہاتھ ہوا میں جم گیا۔اسکا سانس ساکت ہوا۔زاریہ کا سانس بھی تھم گیا۔

"اسکے باپ کے احسانات بھول گئے دایان؟اسنے اپنا بچہ بنا کر تمہیں پالا۔تمہیں پاپ اور ماں دونوں کی محبت دی۔تم اسکے احسانوں کا بدلہ یوں چکاؤ گے؟ایک لڑکی کے لیے۔۔"

حقارت سے زاریہ کو دیکھا۔اسکی آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر گرنے لگے تھے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"تم آوان آغا،اپنے محسن کی اکلوتی اولاد کو مرنے کے لیے چھوڑ دو گے؟"

"وہ کہاں ہے؟"اسکی آواز کانپی۔

"وہ نیچے بیسمنٹ میں کرسیوں سے بندھا ہے،مر جائے گا۔"زاریہ نے اسکے چاقو کی نوک سے کھسکنے کی کوشش کی تو اس نے چاقو کی مٹھ اسکے منہ پہ ماری۔وہ کراہی۔دایان نے اپنی آنکھیں بند کیں۔

"وہ خود کو کھول لے گا۔ اسے رسیاں زیادہ دیر باندھ نہیں سکتیں۔" اسکی آواز میں امید تھی۔

روحان ہنسا۔ "وہ اپنی رسی کھول بھی لے تو بھی مر جائے گا اگر تم وقت پہ نہ پہنچے۔

کہتے ہیں دوست، دوست کا عکس ہوتا ہے، وہ ایک دوسرے کی عادات چرا لیتے ہیں۔۔۔"

دایان اور زاریہ نے ایک دوسرے کو دیکھا پھر اسے۔ جس کے آدھے چہرے پہ چاند کی روشنی پڑھ رہی تھی اور باقی چہرا اندھیرے میں ڈوبا، نظر ہی نہ آتا تھا۔ جیسے ایک حصہ ہو ہی نہ۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اسکے ساتھ ایک انسان باندھا گیا ہے۔ اگر وہ خود کو کھولے گا تو پھر وہ اسکو بچانے کی کوشش کرے گا۔ لیکن اس انسان کی چئیر اگر ہلکی سی بھی اپنی جگہ سے ہلی تو ایک چھوٹا سا دھماکا ہو گا۔" دایان کے قدموں سے زمین کھسک گئی۔

اور زاریہ کو لگا کہ اسکے نیچے کی زمین غائب ہو گئی ہے اور وہ نیچے گرتی جا رہی ہے۔

روحان نے باری باری دونوں کے سفید چہرے دیکھے۔ "ارے فکر نئی کرو۔ بلڈنگ نہیں اڑے گی۔ بس وہ دونوں مر جائیں گے۔"

دایان نے ایک ہاتھ سے اپنا سر تھاما۔ اسنے لمبی سانس لی۔ یہ کیا ہو رہا تھا؟

"چلو ایک ڈیل کرتے ہیں دایان۔ جاؤ اپنے بھائی کو بچا لو۔ وہ ابھی بے ہوش ہو گا۔ بس زاریہ اور مجھے اکیلا چھوڑ دو۔" زاریہ نے آنکھیں میچیں، گرم گرم آنسوں اسکی گالوں پہ بہنے لگے۔

"تم اپنے بھائی کو لو اور جاؤ۔ مجھے اپنی بہن کے ساتھ حساب چکتا کرنے دو۔ پھر ہم کبھی ایک دوسرے کے آمنے سامنے نہیں آئیں گے۔"

دایان نے چکر کاٹا۔ اسکا تنفس پھول رہا تھا اس نے اپنے چہرے پہ ہاتھ پھیرا۔ انتخاب مشکل تھا۔ وہ زاریہ کو نہیں چھوڑ سکتا تھا۔ وہ دائم کو بھی نہیں چھوڑ سکتا تھا۔

"جلدی کرو وقت نکلتا جا رہا ہے۔" اس نے ایک خونخوار نظر زاریہ پہ ڈالی مگر وہ اسے نہیں دیکھ رہی تھی۔ وہ دایان کو دیکھ رہی تھی۔ آنکھوں سے خاموش آنسو بہہ رہے تھے۔

دایان کے کندھے ڈھلکے۔ آنکھوں میں دنیا جہاں کا کرب در آیا۔ اس نے زاریہ کو دیکھا۔ "مجھے معاف کر دینا زاریہ!! آئی ایم سوری!" چاند کی روشنی میں اسکے آنسوں چمکنے لگے۔ وہ رو رہا تھا۔

زاریہ نے اپنی آنکھیں میچیں۔ اسکا سر زمین سے جالگا۔ وہ یہ نہیں چاہتی تھی کہ حمزہ کی طرح دائم بھی اسکی وجہ سے مر جائے۔ اسے اپنے ماں جائے کے ظلم پہ رونا آرہا تھا۔ مرنے سے پہلے اسے یہ تکلیف دینا ضروری تھا؟

روحان کے چہرے پہ مسکراہٹ رینگ گئی۔ اسے مزہ آیا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

دایان مڑ گیا۔ وہ بھاگ رہا تھا۔ دور جارہا تھا۔ ٹیرس کا دروازہ بند ہو چکا تھا۔

زاریہ نے آنکھیں کھولیں۔ وہ گھٹنوں پہ ہاتھ رکھے جھکا ہوا تھا۔

"چچ چچ وہ تو چلا گیا زاریہ۔ چھوڑ گیا تمہیں! کیسا لگا؟ کیسا لگا جب تم اکیلی ہو گئی ہو؟ کوئی نہیں ہے تمہارا، صرف تم ہو اور تمہاری قسمت کے اندھیرے تمہیں نگلنے کے لیے تیار ہیں۔"

وہ کچھ نہیں بولی۔ آج مرنے سے پہلے سارے آنسو بہا دے گی بس۔

اس نے چاقو فضا میں بلند کیا۔ذاریہ نے آنکھیں بند کیں۔ایک منظر ابھرا۔وہ باغ میں تھی۔ ہرا بھرا باغ،ہر طرف سنہری سی روشنی تھی۔اسنے سر پہ تاج پہنا تھا،اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے اسنے تاج سیدھا کیا،وہ کوئی ہیرے جواہرات والا تاج نہیں تھا۔وہ پھولوں سے بنا تاج تھا،بابا نے خود بنایا تھا اس کے لیے۔

"میں کیسی لگ رہی ہوں بابا؟"اس نے گھٹنوں تک آتا ایک سفید فراک پہنا تھا جسے ایک ہاتھ سے تھام کر وہ لہراتے ہوئے سامنے بیٹھے سلطان سے پوچھ رہی تھی۔

"شہزادی جیسی لگ رہی ہو،خوبصورت،بہادر اور خوش بخت۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

خوشبخت؟!

وہ آنکھیں بند کیے انتظار کر رہی تھی کہ کب وہ ٹھنڈا چاقو اس کے اندر پیوست ہو۔

"بالآخر۔۔"روحان کی آواز کانوں میں پڑی۔اس نے اپنا ہاتھ بلند کر کے چھوڑا،چاقو تیزی سے اسکی طرف بڑھا۔

ٹھاہ کی آواز کے ساتھ زاریہ کی آنکھ کھلی۔ روحان اسکے سامنے نہیں تھا۔ وہ اٹھ کر بیٹھی۔

روحان سائڈ پہ گرا کراہ رہا تھا۔ پھر اسنے اسکی طرف دیکھا۔ اسکا سانس رک گیا۔

دایان ایک پرانی کرسی ہاتھوں میں لیے کھڑا تھا۔ "میں گھوم کر واپس آنے کا طریقہ جانتا ہوں۔" روحان نے اپنا سر اٹھا کر بازو اسکی طرف بڑھایا تو اس نے دوبارہ کرسی سے اس پہ وار کیا ایک کہ بعد دوسرا، پھر تیسرا۔۔ روحان کے جسم میں حرکت بند ہوئی تو اس نے کرسی کو ایک طرف پھینکا۔ اور اسکی طرف مڑا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

زاریہ کی آنکھوں میں پانی بھر آیا۔ وہ چھوڑ کر نہیں گیا تھا!!

دایان نے اپنا ہاتھ اسکی طرف بڑھایا۔

"میرے پاس ٹشو نہیں ہے۔" وہ اسکے آنسوؤں کو دیکھتا ہوا بولا۔ زاریہ نے اسکا ہاتھ جھٹک دیا ۔ جب جانا نہیں تھا تو ڈرامہ کیوں کیا؟

وہ کتنی بار مری تھی ان لمحوں میں اسے اندازہ نہیں تھا۔

وہ دونوں ہاتھوں پہ وزن ڈال کر کھڑی ہوئی۔

"دائم؟؟"

دایان نے اثبات میں سر ہلایا۔ "چلو۔"

وہ دونوں تیزی سے دروازے کی طرف بڑھے۔ زاریہ نے مڑ کے پیچھے دیکھا۔ اسکا وجود ابھی بھی ساکت تھا۔

وہ دونوں زینے اترتے جا رہے تھے۔ "تم گئے کیوں نہیں؟" وہ ہانپتے ہوئے بولی۔

دایان کی آنکھوں کے سامنے منظر لہرایا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"وہ دونوں کہاں ہے؟"

اس نے گہری سانس لی۔ "تمہارا بھائی بیسمنٹ میں ہے اور زاریہ اوپر پانچویں فلور پہ زاریہ کے ساتھ روحان ہے، وہ تمہارا انتظار کر رہا ہے۔ اور تمہارا بھائی کرسی سے بندھا ہے۔ میں نے اس کے پاس کانچ توڑا ہے۔ وہ اس سے اپنی رسی کاٹ سکتا ہے۔

پھر اسکے ساتھ ملک بندھا ہوا ہے۔ اگر تمہارے بھائی نے اسکو بچانے کی کوشش کی تو وہ خطرے میں ہو گا اور اسے اس انسانیت کا کوئی فائدہ بھی نہ ہو گا۔ کیونکہ ملک مر چکا ہے۔" وہ بمب والی بات گول کر گیا۔ تھوڑا سا سرپرائز رہنے دینا چاہیے۔

دایان تیسرے فلور تک پہنچا تو مڑا۔ زاریہ کے قدموں کو بریک لگی۔

"زاریہ ادھر آؤ۔" اس نے سوئچ پہ ہاتھ مار کہ لائٹ آن کی۔

"کیا ہوا دایان؟"

"میری بات سنو۔ وقت کم ہے۔ تم میرے ساتھ نہیں آؤ گی۔" زاریہ کا سر نفی میں ہلا تو اس نے ہاتھ اٹھا کر اسے روکا۔

"ادھر اس کمرے میں۔" وہ اسے بازو سے پکڑ کر ایک آفس تک لایا۔ دروازہ کھول کر اسے کمرے کے اندر کھڑا کیا۔

"یہ دروازہ لاک کرو۔ تب تک نہ کھولنا جب تک میں آ کر آواز نہ دوں۔" وقت پیچھے چلا گیا۔ دایان کی جگہ سلطان نے لے لی۔ وہی الفاظ۔ زاریہ کی آنکھیں پھر سے ڈبڈبائیں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"اگر میں نہ آیا تو صبح تک دروازہ نہ کھولنا۔ ہو سکتا ہے پولیس آجائے کوئی تمہاری مدد کے لیے آئے۔ مگر یہ دروازہ بند رکھنا۔"

زاریہ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ کمرے سے باہر نکل گیا۔ زاریہ نے دروازہ بند کر کے لاک لگایا۔ تو اس نے باہر سے ناب گھما کر چیک کیا۔

"دایان!"

"تمہارا کیا بھروسا، بولٹ بھی چڑھاؤ۔"۔ اور بولٹ چڑھاتی ہوئی زاریہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

وہ چلا گیا۔ اور وہ دروازے کے ساتھ بیٹھی چند لمحے روتی رہی۔

بلڈنگ کے نیچے کنٹرول روم میں کھڑے آیاز نے سر اٹھا کر تیسرے فلور کو دیکھا۔ اسکا ایک کمرہ روشن تھا، راہداری روشن تھی، باقی سب اندھیر تھا۔ شیشے کی دیواروں سے سب نظر آتا تھا۔ وہ مسکرایا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر پاور کی تار کاٹ دی۔

تو روحان کا کام ختم، وہ دونوں بھائی نیچے مارے جائیں گے، اور بچی زاریہ سلطان۔

تو اسے وہ آسانی سے مار دے گا۔ اور پھر اسے اپنا نیا و ئیر ہاؤس مل جائے گا۔ یہ علیشان عمارت اسکی ہو گی۔

دایان لفٹ کی طرف بڑھا کہ سیڑھیوں سے جانے میں وقت لگنا تھا۔ لفٹ کے دروازے کھلے، وہ قدم رکھنے ہی لگا کہ سب اندھیر ہو گیا۔

وہ بغیر وقت ضائع کیے سیڑھیوں کی طرف بھاگا۔

زاریہ کے کمرے میں بھی مکمل اندھیرا ہو چکا تھا۔ اسکا دم گھٹنے لگا۔ دل ڈوبنے لگا۔

اگر دایان واپس نہ آیا تو؟

آیاز تیزی سے ہاتھ میں درانتی لیے جو اس نے اپنی گاڑی سے نکالی تھی اوپر بھاگا۔ یہ اسکا پسندیدہ آوزار تھا۔

دایان بیسمنٹ کے قریب پہنچا تو اسے دھماکے کی آواز آئی۔ اسکی آنکھوں کے سامنے ایک شعلہ تیزی سے ابھرا اور اسی تیزی سے بیٹھ گیا۔ بس کالا دھواں رہ گیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس کے قدم لڑکھڑائے۔ دل بند ہوا۔ مگر وہ رکا نہیں۔ بھاگ کر بیسمنٹ میں گیا۔ دھویں اور اندھیرے میں کچھ نظر نہ آیا۔

"دائم!" کھانستے ہوئے بولا۔ ایک تو اسے زکام تھا اوپر سے دھواں اسکی ناک اور آنکھوں میں جانے لگا۔

"دائم!!" آنکھوں سے پانی بہنے لگا۔

اس نے دیر کر دی! چند لمحوں کی دیر، اسکی عمر بھر کا فراق!

آغا جان کا چہرا آنکھوں کے سامنے آیا، دائم کا مسکراتا چہرا آنکھوں کے سامنے ابھرا۔

وہ چھوٹا سا بچہ ننھے ننھے قدم اٹھاتا اسکا ہاتھ تھامے چل رہا تھا۔ بھرے بھرے گلابی گال، نیلی مسکراتی آنکھیں۔

"ڈیمی۔۔ بولو بھائی۔" وہ اسے چلاتے ہوئے بولا۔

"بائی۔"وہ کسی طوطے کی طرح بولا۔ دایان نے مسکرا کر سامنے میز پہ لیپٹاپ رکھے، کام کرتے آغا جان کو دیکھا،وہ ٹائپنگ کرتے ہوئے ہاتھ روک کر ان دونوں کو دیکھ رہے تھے، مسکرا کر، پیار سے۔"بڑا بھائی!"انہوں نے دائم کی طرف دیکھتے ہوئے اسے بتایا۔ جس نے اپنی زبان میں دہرانے کے لیے نجانے کونسا لفظ بولا جو ان دونوں کو سمجھ نہ آئی۔ اور وہ دونوں کھلکھلا کر ہنس دیے۔

دایان نے اپنا چہرا پونچھتے ہوئے ایک ہاتھ سے دھواں ہٹانے کی کوشش کی۔

"میرا بھائی!!"اسکے لب پھڑ پھڑائے۔

دفعتاً اسے اپنے پیچھے سیڑھیوں پہ کسی کہ بھاگنے کی آواز آئی۔ وہ مڑا۔"آیاز!!"

وہ زخمی شیر کی طرح دھاڑتے ہوئے اسکے پیچھے لپکا۔

بھاگنے والے کی رفتار تیز ہوئی۔ دایان نے بھی رفتار بڑھائی۔ وہ اسے نہیں چھوڑے گا۔

مین فلور آیا۔ پھر فسٹ فلور۔ سیڑھیاں ان کے بھاگنے سے گونجتی رہیں۔

وہ دوسرے فلور کی سیڑھی چڑھنے لگا تھا کہ دایان نے اسکے پیر سے پکڑ کر زور سے کھینچا۔ وہ پھسلا اور سیڑھیوں پہ گر گیا۔ دایان نے فوراً ایک مکا منہ پہ مارا۔

تو اس کی منہ سے آہ نکلی۔ وہ 'آہ' اس نے سنی تو دوسرا مکا فضا میں ہی رک گیا۔ اپنی آنکھوں سے پانی صاف کیا تو اسکا چہرا نظر آیا۔

"ڈیمی!"

"بھائی!" اسکا بھی پورا منہ کھل گیا۔ دایان کا مکا نیچے ہوا۔ آنکھوں سے آنسو ٹوٹا۔

"مجھے سمجھ نہیں آرہا کہ تمہیں سیڑھیوں سے نیچے پھینک دوں یا گلے سے لگا لوں۔"

"میں چوز کر سکتا ہوں؟" اس نے معصومیت سے پوچھا۔ دایان نے اسے زور سے بھینچ کر اپنے گلے سے لگا لیا۔ دائم نے لمبی سانس لی اور اسکے گرد بازو حائل کیے۔

"بھاگے کیوں تھے؟"

"مجھے لگا آیا زہے۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"وہاں بمب تھا۔ تم جانتے تھے؟"

اس نے نفی میں سر ہلایا۔

"ملک؟؟"

"وہ پہلے ہی مر گیا تھا۔"

"تمہیں کیسے پتہ؟"

"مجھے اس سے پروپوفول کی بو آئی تھی۔ بس اسکی رسی کاٹ رہا تھا کہ اسکی گردن پہ موجود نشان دیکھ کر میں نے اندازہ لگا لیا کہ اسے بہت زیادہ مقدار دی گئی ہے۔" اس نے اسکے مکے کی وجہ سے پھٹنے والے ہونٹ کے کنارے سے خون صاف کیا۔ دایان کو شرمندگی ہوئی

۔

"اسکارسپائریٹری سسٹم ڈپریس ہو گیا ہو گا اور وہ مر گیا۔"

فورنزک کا علم جھاڑا۔ "وہ رسی کٹنے کی وجہ سے کرسی سے گر گیا ہو گا۔"

دایان نے سر پیچھے پھینک کر سانس لیا۔ اس نے دونوں کو بچالیا۔ دونوں محفوظ تھے۔

آیاز دوسرے فلور پہ جا کر رکا۔ سر کھجایا۔ اس کی انٹری مختلف ہونی چاہیے تھی۔ اسے وہ کمرہ یاد تھا۔ وہ اسی کمرے کی ڈائریکشن میں گیا۔

"یس!!" اسی کمرے کے نیچے ویسا ہی کمرہ تھا۔ وہ کھڑکی کی طرف بڑھا۔

زاریہ کمرے میں چکر کاٹ رہی تھی۔ اسنے کھڑکی کی طرف دیکھا۔ شاید فجر کا وقت ہو گیا تھا ۔چاند کھڑکی کے بلکل سامنے تھا۔ اور اسکی روشنی کمرے کو کسی حد تک سرمائی سا روشن کیے

Clubb of Quality Content

ہوئے تھی۔ اسے بمب کی آواز نہیں آئی تھی۔ اسنے دروازے کی جانب دیکھا پھر نفی میں سر ہلایا۔ وہ اسکی بات مانے گی۔ اوپر دیکھا "یا اللہ! پلیز اس دیر نہ ہوئی ہو۔"

اچانک کھڑکی کا شیشہ چھناکے سے ٹوٹا۔ زاریہ بے اختیار پیچھے کو ہوئی۔

آیاز اپنا ہاتھ رکھتا اوپر چڑھا۔ اسکے ہاتھ میں درانتی چمک رہی تھی۔ اسنے ہنستے ہوئے کمرے میں چھلانگ ماری۔

زاریہ کا دل اچھل کر حلق میں آگیا۔ پھر سے؟؟

وہ اپنی درانتی بلند کرتا ہوا آگے بڑھا۔ "دیکھو تم بار بار موت کے منہ میں آجاتی ہو۔ کتنا بھاگو گی؟ وہ دونوں مر گئے۔ تمہارے سارے گھر والے مر گئے، تم کیا کرو گی زندہ رہ کر۔"

زاریہ کے ہاتھ پہلو میں آگرے۔ وہ بے سدھ سی زمین پہ بیٹھ گئی۔ آنکھیں خشک ہو گئیں۔ دایان مر گیا! اسکے آس پاس کانچ کے ٹکڑے تھے۔ اور ان میں اسکا بکھرا ہوا عکس۔ وہ چلتا ہوا اس کے پاس آیا اور پنجوں کے بل بیٹھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تم پہلے ہی ایسے بیٹھ جاتی تو میں درانتی سے نہ مارتا۔ تمہاری موت آسان ہو جاتی۔"

زاریہ نے چہرا موڑ کہ اسکی آنکھوں میں دیکھا۔ اسے اسکی آنکھوں میں اپنا عکس نظر آیا۔ اس کے ہونٹ ہلتے دکھائی دے رہے تھے۔ البتہ اس کی آواز نہیں آرہی تھی۔ وہ کتنا بھاگے گی موت سے؟ وہ تھک گئی تھی۔ شاید اسے مرنا ہی تھا۔

وہ تو شہزادی تھی۔ اسکی قسمت شہزادیوں جیسی نہ تھی۔ یا پھر شہزادیوں جیسی ہی تھی۔

"میں دیکھ سکتا ہوں کہ اب تمہاری آنکھوں میں وہ خوف نہیں رہا۔ تمہاری آنکھیں بدل گئیں ہیں۔" وہ اسکی چمکدار آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولا۔

Clubb of Quality Content!

خوف؟ کیسا خوف؟ خوف تو مر گیا۔ خوف تو مر ہی جاتا ہے جب موت اپنا چہرا قریب سے دیکھا کر جاتی ہے۔ اور وہ تو دو دفعہ موت کے منہ سے واپس آئی تھی۔ وہ بچتی گئی، اسکا خوف مرتا گیا۔

وہ ایک لمحہ تھا، صدیوں پہ بھاری۔ زاریہ نے جب مرنا ہی تھا تو ایسے کیوں مرے؟

اگر اس وحشی نے اسے مارنا ہی تھا تو وہ ایسے مرے گی کہ وہ ساری زندگی یاد رکھے گا۔ اسکے ہاتھ نے آہستگی سے کانچ کے ٹکڑے کو تھاما۔ نظریں اسکی نظروں پہ جمی رہیں۔ وہ اسے اپنی درانتی دکھا رہا تھا۔ اسکی کاٹ کتنی تیز تھی یہ بتا رہا تھا۔

اور زاریہ نے اسکی آنکھوں میں نظر آتے آپنے عکس کو دیکھا۔

ایک لمحا، ایک لمحا گزرا اور اس نے اپنے عکس پہ پہ وار کیا۔

کانچ اس کی آنکھ میں کھبا تو وہ اچھل کر پیچھے کو ہوا۔ لمحے بھر کو اسے سمجھ ہی نہ آئی کہ کیا ہوا ہے۔ اس سے پہلے کہ وہ سمجھتا۔ اسکی دوسری آنکھ پہ وار ہوا۔

باورز کلب
Clubb of Quality Content!

"تیری تو۔۔"اس نے اسے پکڑنے کے لیے اپنا ہاتھ بڑھایا مگر وہ اسے پکڑ نہیں پایا۔ اس نظر جو نہیں آرہا تھا۔ آنکھ پہ گرمائش کا احساس بڑھتا جا رہا تھا۔

خون پھسل کر چہرے پہ آرہا تھا۔ اسے کوفت ہوئی۔ وہ کمر کے بل رینگتے ہوئے ذرا پیچھے کو ہوا۔

اپنی آنکھوں سے خون کی ندیاں صاف کرنے کی کوشش کی مگر بے سود۔

زاریہ سائڈ پہ گری ہوئی درانتی تھام کر کھڑی ہوئی۔ اسکا چہرا اسرد تھا۔ درانتی پہ گرفت مضبوط ہو رہی تھی۔ دوسرے ہاتھ میں پکڑا کانچ اسکی گرفت سہن نہ کرپایا

کرچی کرچی ہو گیا۔ اسکے ہاتھوں میں بہت سے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کھبے۔ خون کے قطرے پوروں سے ٹپکنے لگے۔ لیکن اسنے پلک تک نہ جھپکائی۔ بس سامنے اسے دیکھتی رہی جو درد کی شدت سے چلا رہا تھا۔ ہوا میں ہاتھ مار مار کہ اسے گالیاں دے رہا تھا۔

کوئی دروازہ کھٹکٹا رہا تھا، زور زور سے بجا رہا تھا۔

"زاریہ دروازہ کھولو! زاریہ!" دو مرد، دونوں اسے پکار رہے تھے۔ دروازے کو ٹھوکریں مار رہے تھے۔

مگر اس کے کانوں میں ایک ہی آواز گونج رہی تھی۔ گولیوں کی آوازیں۔ وہ گولیاں جنہوں نے اسکی زندگی راکھ کر دی تھی۔ وہ اسکے قریب گھٹنوں کے بل بیٹھی۔

آیاز نے اپنے خون آلود ہاتھوں سے اسکا گلہ تھاما۔ "تم مجھے نہیں مار سکتی!!" غرور تھا، یقین تھا۔۔۔ بے یقینی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"جب موت لکھی ہو تو وہ چیونٹی کے کاٹنے سے بھی ہو جاتی ہے۔" وہ آہستہ سے بولی

۔دار نتی کی نوک اسکے سینے پہ ماری۔ اسکا سینہ چاک ہوا۔ خون کا فوارا ابھرا۔

چند چھینٹے اسکے چہرے پہ پڑیں۔ آیاز کے ہاتھ ڈھیلے ہوئے۔ایک دل خراش چیخ حلق سے نکلی۔ زاریہ کی گردن پہ خون آلود انگلیوں کے نشان چھپ گئے۔

مگر وہ نہیں رکی۔ بار بار اسکے سینے پہ وار کرتی رہی۔ چہرے پہ چھینٹے بڑھتی گئیں۔

اسی وقت دروازے کا لاک ٹوٹ کے گرا، بولٹ پورا کا پورا اکھڑ گیا۔ اور دایان ایک جھٹکے سے اپنے ہاتھوں میں پکڑی کرسی کے ساتھ زمین پہ گرا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

لیکن سامنے کا منظر دیکھ کر دونوں اپنی جگہ ساکت ہوئے۔

دائم دروازے میں ہی رک گیا۔ اور دایان زمین پہ ہی اکڑوں گرا رہا۔ وہ مسلسل وار کرتی جا رہی تھی۔ آیاز کے دونوں ہاتھ اسکے پہلو میں گرے ہوئے تھے۔ خون کی ایک ندی اسکے جسم سے سرک رہی تھی۔ وہ مر گیا تھا۔ اور وہ مرے ہوئے کو مار رہی تھی۔

دایان آہستگی سے اٹھا۔ زاریہ زندہ تھی۔ یا پھر شاید نہیں۔

اسنے آہستگی سے اسکے فضا میں بلند ہاتھ کو تھاما۔ زاریہ نے چہرا اٹھا کر اسے دیکھا۔ دائم آہستگی سے چلتا ہوا کمرے میں داخل ہوا۔ دروازے کے پاس ہی بے اختیار پنجوں پہ بیٹھ گیا۔

دایان نے اسکے ہاتھ سے درانتی لے کر سائڈ پہ پھینکی۔ اور اسکے سامنے ایک گھٹنا زمین سے ٹکا کر بیٹھ گیا۔ درانتی کے گرنے کی آواز سارے میں گونجی۔

اس کمرے میں سناٹا تھا، موت کا سا سناٹا۔

دایان نے خاموشی سے اسکا ہاتھ چھوڑ کر دوسرا ہاتھ تھاما۔ اسکی ہتھیلی کھول کہ سامنے کی۔ یہ وہی ہاتھ تھا جو جل گیا تھا۔ ہتھیلی پہ جا بجا کانچ کی ٹکڑے کھبے ہوئے تھے۔ اسنے پہلا ٹکڑا اسکے ہاتھ سے نکالا۔

زاریہ کو احساس تک نہ ہوا۔ وہ بس اسے دیکھے گئی۔

"میں نے اسے مار دیا!" اسکی ہلکی سے آواز ابھری۔

دایان نے آنکھیں اٹھا کر اسے دیکھا۔ پیچھے آسمان ہلکا نیلا ہو رہا تھا۔ سورج طلوع ہونے والا تھا۔

ناول کلب
Clubb of Quality Content

"تم نے بہت سی جانیں بچالیں۔"

"تم کیوں آئے تھے یہاں؟"

دایان نے دوسرا ٹکڑا اس کے ہاتھ سے نکالا۔

"موت کی طرف کون اس طرح چل کر آتا ہے؟"

"جسے جان عزیز ہو۔" تیسرا ٹکڑا نکالا۔

"اپنی؟" اسنے ابرو اچکا کر ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ پوچھا۔

"ہاں!" وہ ہلکا سا مسکرایا۔ دائم نے ان دونوں کو دیکھا۔ اسنے اپنے ٹی شرٹ کا گریبان اٹھا کر اپنا آدھا چہرا ڈھانپا۔ بھائی نے جملہ زاریہ کو کہا تھا، شرما وہ رہا تھا۔

اسکی ہنسی چھوٹی تو ماحول خراب ہو جائے گا۔ اسلیے ضبط کیے بیٹھا رہا۔

دایان نے اسکی ہتھیلی آرام سے چھوڑی۔ کانچ نکل گیا تھا۔

"چلیں؟" وہ اسے دیکھتے ہوئے کھڑا ہوا۔ اسنے سر ہلا دیا۔

"مجھے پھر سے مت بھول جائیے گا!"

دانوں نے چہرا موڑ کے اسے دیکھا۔ "پچھلے کئی دنوں سے یہی ہو رہا ہے۔"وہ شکوہ کرتے ہوئے بولا۔

"تمہیں تمہارا چیک مل گیا تھا نا؟"زاریہ نے کھڑے ہوتے ہوئے اس سے پوچھا۔

دایان اور دائم نے ایک دوسرے کو دیکھا۔ شاید وہ ٹھیک نہیں تھی؟ وہ بے تکی بات کر رہی تھی۔

"وہ کل میری جیب میں تھا۔ شاید کہیں گر گیا۔"وہ کھڑا ہوتے ہوئے بولا۔

"میں نیا بنا دوں گی۔" پھر وہ دایان کی طرف گھومی جو اسے دیکھ رہا تھا۔ گہری جانچتی نظروں سے۔ کیا وہ ہوش میں تھی؟

"تم نے مجھے یاد کیوں نہیں کروایا؟"اسکا لہجہ نارمل تھا۔ وہ ہوش میں ہی تھی۔

"کیا یاد نہیں کروایا؟"اسنے نرمی سے پوچھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"کہ تمہاری فیس دینی ہے مجھے۔"

"کوئی بات نہیں، بعد میں دے دینا۔" وہ مسکراتے ہوئے کمرے سے نکلا۔ اب وہ تینوں سیڑھیوں سے نیچے جا رہے تھے۔

دائم کچھ کہہ رہا تھا۔ اور وہ دونوں ہنس رہے تھے۔ انکی آوازیں گونج رہی تھیں۔

انکے چہرے اٹے ہوئے تھے۔ مٹی سے، کالک سے، خون سے اور آنسوؤں کے نشانات سے۔ وہ رات نارمل نہیں تھی۔ وہ تینوں بھی نارمل نہیں رہے تھے۔ ان تینوں میں کچھ بدل گیا تھا۔ وہ بدلاؤ انکے چہروں سے نظر آرہا تھا۔ جسے وہ مسکراہٹوں کے پیچھے چھپائے رکھنے کی کوشش کر رہے تھے۔

باہر آسمان میں ٹھنڈی سی نیلاہٹ پھیلی تھی، ابھی سورج نہیں نکلا تھا۔ مگر سماں پرسکون تھا۔ شاید وہ پچھلی رات سے بے خبر تھا۔

وہ تینوں اب بلڈنگ سے ایک ساتھ باہر نکل رہے تھے۔ ایک ساتھ قدم اٹھاتے۔ ایک دوسرے سے کچھ کہتے۔ اور اس عمارت کو پیچھے چھوڑتے جا رہے تھے۔ جس کے ٹیرس پہ

Clubb of Quality Content!

کوئی کھڑا انہیں دیکھ رہا تھا۔ اسکی ناک سے نکلتا خون جم گیا تھا۔ چہرے کی ایک طرف بڑا سا نیل تھا اور وہ سوجا ہوا تھا۔ اسکی شرٹ ایک کندھے سے اکڑی ہوئی تھی، جیسے خون سوکھ گیا ہو۔

وہ انہیں دیکھ رہا تھا۔ وہ جیت گئے تھے۔ اور وہ ہار گیا تھا۔ وہ ساتھ تھے اور وہ تنہا اپنے اندھیروں کے ساتھ کھڑا تھا۔ وہ وہاں سے نیچے چھلانگ لگانا چاہتا تھا۔ مگر ٹانگوں نے اسکا ساتھ نہ دیا۔

وہ مرنا چاہتا تھا مگر موت نے اسے گلے لگانے سے انکار کر دیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

وہ توبہ کرنا چاہتا تھا مگر زبان تلوے سے چپک گئی۔

تو یہ تھی سزا!!! اسنے کسی کی نہ سنی تو اب کوئی اسکی نہ سنے گا۔ اسکے اپنے اعضاء بھی نہیں۔ اسکا جسم اسکے اختیار سے لے لیا گیا تھا، اعضاء حکم کے پابند نہ رہے تھے۔ حکومت ختم ہو گئی! خود اپنے وجود سے بھی! وہ تینوں اسکی نظروں سے اوجھل ہو گئے۔

وہ مڑ گیا، اندر نہیں جانا چاہتا مگر قدم خود بخود اٹھ رہے تھے۔ ایک ٹانگ گھسیٹتے ہوئے وہ اس دروازے کے پار آیا۔ چھلانگ لگانے کی کوشش کی مگر اسکا قدم چھوٹا تھا۔

وہ صرف ایک زینہ ہی پار کر پایا۔ شاید وہ معزور ہو گیا تو جو خود سے حرکت نہیں کر پا رہا تھا ۔ اسکا وجود زینے اترتا گیا۔

اوپر ٹیرس کا دروازہ کھلا رہا۔ ٹھنڈی ہوا اندر آتی گئی، مرجھاتی گئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

....

سرد ہوا نے راستہ دیکھایا چاندنی کی روشنی کو

راستہ پہاڑ کے دامن میں موجود ایک قصر کا

وہ مشہور تھا اپنی اس تاریک داستان کی وجہ سے

داستان جو کورے اوراق پہ بکھرا خون کا ایک افسانہ تھی

اس کہانی کے صفحات پلٹتے گئے۔۔۔خون بہتا گیا

وہاں موجود پودے مرجھائے ہوئے تھے

درختوں کی اوٹ میں سائے کھڑے تھے

روشنی نے اک سائے سے سنا کہ

قصر کا بادشاہ رحم دل تھا مگر اسکی حکومت نہ چلی

ملکہ جادوگرنی نہ تھی پھر بھی اسے مار دیا گیا

اس نے سائے کو روک دیا کہ

یہ سرگوشی اسکے سرمائی اجالے کو

تاریک نہ کردے

وہ اپنا سفر خود طے کرے گی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ اپنی آنکھوں سے خود دیکھے گی

(زاریہ قبرستان میں دو قبروں کے ساتھ لگے درخت کے نیچے بیٹھی تھی۔ وہ ہمیشہ کی طرح باتیں کر رہی تھی۔ اپنے جانے کا بتا رہی تھی۔ اس سے تھوڑی دور ایک قبر پہ اگے ہوئے غیر ضروری پودوں کو نکالتے ہوئے شخص نے ایک بار پھر سر اٹھا کہ اسے دیکھا۔ وہ مسکرایا ۔ماں باپ کی قبر ہو گی۔ اس نے سوچا۔ اس لڑکی کے چہرے کا اطمینان، اسکی آنکھوں کی گرمائش سے اسے اندازہ ہو رہا تھا۔ وہ بھی تو اپنی ماں کی قبر کے پاس بیٹھ کر یوں ہی باتیں کرتا ہے۔ "ہے نا اماں؟" وہ مسکرایا۔)

روشنی نے دروازے پہ دستک دی

وہاں کھڑا سپاہی تنہا تھا

مگر پھر بھی وہ قصر کی حفاظت کرتا گیا

Clubb of Quality Content!

(وہ اپنے سٹڈی روم کے اس الگ تھلگ کونے میں بیٹھا تھا۔ اسکے ہاتھ مہارت سے اس پرندے کو تراش رہے تھے۔ اسکی انگلیوں پہ سوکھی مٹی لگی تھی۔ ماتھے پہ کالے بال بکھرے ہوئے تھے۔ اس نے اس پرندے کے پر تراشے تو اس کے ذہن کے پردے پہ ایک منظر لہرایا۔ وہ سوٹ کیس کا ہینڈل پکڑے اس کے سامنے کھڑی تھی۔ ہاتھ پہ پٹی کر کے اسنے گلوز چڑھا رکھے تھے۔ گال کا نشان ویسا ہی تھا۔ البتہ تھوڑی کا نشان مندمل ہو چکا تھا۔

"اپنا وعدہ یاد رکھنا۔"

"یاد رکھوں گی۔" اس نے اپنی اڑتی ہوئی لٹ کو کان کے پیچھے اڑسا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"واپس آنا۔"

"آؤں گی۔ لیکن اگر میں نہ آئی تو؟"

"میرے پرندے تمہیں لے آئیں گے۔"

وہ جواباً مسکرائی، گال کے گڑھے گہرے ہوئے۔

"اب میں جاؤں مجھے دیر ہو رہی ہے۔"

"جانا چاہتی ہو تو چلی جاؤ۔"

"جا رہی ہوں۔" وہ کہتے ہوئے مڑ گئی۔

"زاریہ!!" اسنے پیچھے سے پکارا تھا۔ وہ مڑی۔ اسکا دل زور سے ڈھڑکا تھا۔

وہ قدم قدم چلتا اسکے پاس آیا۔ وہ بت بنی کھڑی رہی۔ اسے لگا کہ وقت تھم گیا۔

آس پاس چلتے ہوئے، بولتے ہوئے لوگ پسِ منظر کا حصہ بن گئے ہیں۔

"وہ تم میری فیس دینا بھول گئی ہو شاید۔" اس نے اس کے ہاتھ میں موجود چیک کی طرف اشارہ کیا۔ وہ اپنا نام دیکھ چکا تھا اس پر۔

زاریہ کا فسوں ٹوٹا۔ اس نے ملامت سے اسے دیکھتے ہوئے زور سے چیک تھمایا۔

"تھینک یو۔" اسکے تیور دیکھ کر اسے ہنسی آئی تھی۔ "میں اسے فریم کرواؤں گا۔"

"تم بہت برے ہو۔"

"کیا یہ تعریف تھی؟"وہ زیر لب مسکرایا۔

"تبصرہ۔"وہ جل کر کہتی مڑ گئی"اللہ حافظ۔۔"غصے سے بھرا لہجہ۔

"اللہ حافظ۔اور یاد رکھنا خزاں تمہارا انتظار کر رہی ہے۔"وہ پیچھے سے بولا۔

وہ جاتے جاتے مڑی۔الوداعی ہاتھ اٹھایا اور بھیڑ میں گم ہو گئی۔

وہ اپنے حال میں واپس آیا تو اسکے ہاتھ اب اس پرندے کو اون ڈرائی ہونے کے لیے رکھ رہے تھے۔پراسیس مکمل ہو چکا تو اسنے پرندہ نکال کر اسے گلیس میں ڈبو کر باہر نکالا۔اسکی گلیس سوکھ گئی تو اسنے وہیں پر موجود اس شیلف سے پردہ ہٹا کر دوسرے خانے میں وہ پرندہ سجا دیا۔اس شیلف میں پرندے ہی پڑے ہوئے تھے۔جتنے پرندے اس نے زاریہ کے لیے بنائے تھے وہ اپنے لیے بھی بناتا گیا تھا۔

اس نے شیلف پہ واپس پردہ گرایا۔

اسکے سٹڈی کا دروازہ کھلا۔"دایان۔۔بیٹا جلدی کرو ہمیں گاؤں کے لیے دیر ہو رہی ہے۔"

"بس آغاجان، میں نہا کر فریش ہو جاؤ پھر نکلتے ہیں۔" اس نے اپنا ایپرن اتار کر اسے کیل پہ ٹانگ دیا۔

"بیٹا، مہرین کا فون آیا ہے اتنی بار۔"

"آگیا بس۔"

"اور وہ دوسرا پتہ نہیں کدھر کی خاک اکٹھی کر رہا ہے۔ مہر پوچھ رہی تھی اسکا۔ میں اب اسکو کیا جواب دیتا کہ وہ۔" وہ مسلسل اس کی شان میں قصیدے پڑھ رہے تھے۔

دایان نے لب کھولے مگر پھر اسنے اپنا سر نفی میں ہلایا۔ ایک تو وہ دائم سے کیا وعدہ نہیں توڑ سکتا تھا۔ دوسرا وہ آغاجان کو پریشان نہیں کر سکتا تھا۔)

روشنی ایوان میں داخل ہوئی۔

وہاں بیٹھے تاریخ دان کے قلم سوکھے تھے

مگر پھر بھی وہ خون سے لکھتا گیا

(ادھر ان سے کوسوں دور پہاڑوں کے درمیان بنی بل کھاتی سڑک پہ چند ٹرک آگے پیچھے چل رہے تھے۔ ایسے ہی ایک ٹرک کی چھت پہ وہ شلوار قمیص اور سر پہ سندھی ٹوپہ پہنے بیٹھا تھا۔ آنکھوں میں براؤن لینز لگائے۔ رنگت کو تھوڑا سانولا کیے وہ پہاڑوں کو دیکھ رہا تھا۔ ساتھ ہی ایک لڑکا۔ اپنا رومال منہ پہ لیے لیٹا تھا۔ فون کان کے پاس رکھے گانے سن رہا تھا۔

یکا یک وہ رومال چہرے سے ہٹا کر اٹھا۔

"سر میری کمر دکھ رہی ہے۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"میں مساج کر دوں کیا تمہاری؟" وہ طنزاً بولا۔ وہ شرمندہ سا ہو کر واپس لیٹا۔

"گھر میں رشتے والے آئے تھے سر اور آپ نے ادھر بلا لیا۔ اب پتہ بھی نہیں واپس کب جاؤں گا۔ کیا سوچتے ہو گے لڑکی والی کہ میں بھاگ گیا۔"

"لڑکی خود تمہارا رشتہ لینے آئی تھی؟" وہ حیران ہوا۔

"تو اور کیا سر، وہ جیم انسٹرکٹر ہے۔" وہ فخر سے بتانے لگا۔

دائم نے سندھی ٹوپی سر سے اتار کر منہ پہ رکھ کر اپنی ہنسی دبائی۔

"پھر تو اچھا ہوا تمہیں میں نے بلا لیا۔"

لڑکے نے سر جھٹکا۔ "کب روکے گا یہ ٹرک؟" وہ اپنی کمر سہلانے لگا۔

"جیسے ہی وہ ٹرک روکے بچے کو سائڈ پہ لے جانا۔ وہ ہمیں انفار میشن دے سکتا ہے۔"

"سر آپ اس آدمی کو روکیں گے نہیں۔۔۔"

"روکوں گا صرف اسکو ہی نہیں بلکہ ہر بچے باز کو۔۔" اس نے نیچے دیکھتے ہوئے کہا۔

کھڑکی سے اسے ایک چھوٹے بچے کا ہاتھ نظر آیا۔

وہ افغان ڈرائیور کے ساتھ بیٹھا پٹھان بچا۔ اور اسکے پیچھے اتنا لمبا سفر طے کرنے والے وہ دونوں۔ ایک بچے کی گمشدگی نے دائم کو ایک نئے مشن سے روشناس کروادیا تھا۔ جیسے اسے پتہ چلا کہ وہ بچہ ٹرک ڈرائیوروں کے ساتھ ہے تو اسے آرڈرز مل گئے۔ اس بچے کی مدد سے اس بچہ باز نیٹ ورک کا پتہ لگانے کے آرڈرز۔ نجانے اس کی واپسی کب ہونی تھی۔)

روشنی نے مینار کی کھڑکی کو منور کیا

وہاں قید شہزادی کو ایک طلسم نے روک رکھا تھا

مگر وہ لڑتی رہی اور آزاد ہوتی گئی

(زاریہ سلطان اپنے کندھے پہ بیگ ڈالے لانگ کوٹ پہنے، ہاتھوں میں گلوز چڑھائے اس خوبصورت سڑک کے کنارے چل رہی تھی۔ وہ ابھی بس سٹاپ سے اتری تھی۔ ادھر بہت سردی تھی۔ ہر جگہ برف پڑی ہوئی نظر آرہی تھی۔ لمحے بھر کو اس کے قدم اس خوبصورت عمارت کے سامنے رکے۔ اس نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

بریڈ فورڈ لاء سکول۔ جب زندگی ٹریجیڈیز دینے سے نہیں گھبراتی تو وہ زندگی سے کیوں گھبرائے؟ اسنے ایل ایل ایم میں ایڈمیشن لے لیا تھا۔ یہاں اسے زندگی کا ایک نیا مرحلہ شروع کرنا تھا۔)

روشنی نے دربار کارخ کیا

وہاں تخت پہ شہزادہ شان سے بیٹھا تھا

مگر چاند کی روشنی پڑھی تو وہ دیو بنتا گیا

(سلطان آفس کا دروازہ کھلا۔ اسنے وہ کانچ کی بوتل ایک طرف پھینکی۔ وہ اپنی طرح کی بوتلوں کے ڈھیر سے جاٹکرائی۔

وہ لڑکھڑاتے ہوئے چلتا فلور کے وسط میں آیا۔ ادھر ادھر دیکھا۔ مٹی سے اٹے ہوئے کیبن ،خاموشی سے اسکا منہ تکنے لگے۔

"اے ے ٹھیک سے کام کرو!" اسنے ایک خالی کرسی کو لات ماری۔

"ہمیں محنت کر کے اس بزنس کو ترقی دینی ہے تاکہ کوئی ہمارے مقابلے میں نہ آسکے۔۔"

وہ ہاتھ ہلا ہلا کہ اونچی آواز میں تقریر کر رہا تھا۔

"ہمیں ہر حریف کو بتانا ہے کہ ہم سب سے آگے ہیں۔ میں تم سب کو بونس دوں گا۔ سب میری بات مانو۔ میں تم سب کا مالک ہوں۔"خالی کرسیوں کی طرف اشارہ کیا۔ اسکی آواز پلٹ پلٹ کر آرہی تھی۔

پھر مڑ کے سیکرٹری کے ڈیسک کو دیکھا۔

"میری میٹنگز کا شیڈول میرے آفس میں پہنچا دو۔"خالی کرسی نے اسکا چہرا تکا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ اب آفس میں واپس جا رہا تھا۔)

وہ قصر تھا،وہاں وقت تھمتا نہیں تھا

اسکی گنتی الٹی ہوا کرتی تھی

وہاں سائے راج کرتے تھے

اور روشنی انتظار کرتی تھی

اک صبح کا

رحم دل بادشاہ کی واپسی کا

مری ہوئی ملکا کے انصاف کا

سپاہی کی سپہ سالاری کا

تاریخ دان کی تحریر مکمل ہونے کا

شہزادی کی آزادی کا

دیو کے خاک ہونے کا

اور سرد ہوا جانتی تھی کہ

چاند کی روشنی کھینچ لائے گی

سورج کی روشنی کو

اور صبح سانس لے گی

اس محل کے ہر مرجھائے پودے کے ساتھ

اور تاریک داستان بدلے گے

اک روشن تاریخ میں!

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

....

وہ لکڑی کے بنے بینچ پہ بیٹھا، ایش گرے کوٹ پہنے ہوئے تھا۔ ہوا نے اس کے ماتھے کے بالوں کو ہلکا سہلایا۔ نارنجی سا سورج اسکے پیچھے غروب ہو رہا تھا۔

وہ جس باغ میں بیٹھا تھا،وہاں زرد پتوں کے گھنے درختوں نے اسے اپنے دائرے میں محفوظ کیا ہوا تھا۔ اسکے سامنے ایک خوبصورت سالوہے کا گیٹ تھا۔

اسکے کندھے پہ ایک زرد پتہ آکے گرا۔ اسنے مسکرا کر اپنے کندھے سے وہ پتہ اٹھایا اور اسے بلند کیا۔ اسکے کنارے مڑے ہوئے تھے۔ اسکی بھوری، مٹی ہوئی لکیروں میں ایک پیغام واضح تھا۔ خزاں آچکی تھی!

اسنے اس پتے کو چھوڑ دیا۔ وہ گول گول گھومتا ہوا کی لہروں کے ساتھ بہتا دور چلا گیا

اسنے اپنی آنکھیں بند کی۔ وہ کسی کے قدموں کی چاپ محسوس کر رہا تھا۔

وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتے ہوئے آ رہی تھی۔ ہوا سے اسکے کالے بال اڑ رہے تھے۔

اس نے ہلکے گلابی رنگ کا خوبصورت، پھولے بازوؤں والا لمبا فراک پہن رکھا تھا۔

اسکے ہونٹوں پہ ایک مغموم مسکراہٹ تھی۔ سفید گلووالے ہاتھ کو گیٹ سے داخل ہوتے ہوئے ہلایا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

وہ اسے دیکھ کر کھڑا ہوا۔

وہ قدم قدم چلتی اس تک آئی۔ وہ آمنے سامنے کھڑے ہوئے۔

ان کے درمیان فاصلے سے وہ بینچ اور اسکے پیچھے ایک گھنا درخت دکھائی دیتا تھا۔

"میں نے سنا ہے کہ تم نے آغا جان کو ہاں کہہ دی ہے؟" وہ جیبوں میں ہاتھ ڈالتے ہوئے بولا

۔

اسکے گال کے گڑھے گہرے ہوئے۔ ایک گال پہ مندمل سا نشان اب بھی موجود تھا۔

"میں نے ان سے کہا کہ اگر اپ کے بیٹے کو کھانا بنانا اتا ہے تو ٹھیک ہے، مجھے اعتراض

نہیں۔" اسنے کندھے اچکائے۔

دایان نے بھوئیں سکیڑ کہ اسے دیکھا۔ "تم نے صرف اسلیے ہاں کی کہ مجھے کھانا بنانا آتا ہے

؟"

زاریہ کی آنکھوں میں پانی چمکا۔ اس نے نفی میں سر ہلایا، مسکراہٹ دھیمی ہوئی۔

"تم نے میرے دروازے کا لاک چیک کیا تھا اس وجہ سے۔"

دایان اسکی اس وجہ پہ نا سمجھی سے مسکرایا۔

"میں تمہارے لیے کچھ لایا ہوں زاریہ۔"

زاریہ نے لب بھینچ کر اپنی مسکراہٹ کو روکا۔ وہ جانتی تھی کہ کیا لایا ہے وہ۔

پیچھے موجود درخت کی شاخ پہ ایک پرندہ آ کر بیٹھا۔

اسکے بیٹھنے سے چند زرد پتے شاخ سے ٹوٹے۔ پرندے نے اپنی گردن موڑ کر اس لڑکی کو دیکھا۔ اسنے ہاتھ میں ایک پرندہ پکڑ رکھا تھا۔ مٹی کا خوبصورت تراشیدہ پرندہ۔ وہ سر پیچھے پھینک کر ہنس رہی تھی۔ اور اسکے سامنے کھڑا لڑکا۔ مسکراتے ہوئے کچھ کہہ رہا تھا۔ پرندے کی نظریں اس لڑکی کی ہنسی پہ قید ہو گئیں۔

کیا کوئی ایسے ہنس سکتا تھا؟ اپنے وجود پہ موجود تمام نشانات کے ساتھ۔ وہ نشانات جو حادثوں، تلخیوں اور دکھوں کا تحفہ تھے۔ کیا کوئی غموں کو جھیل کر ہنس سکتا تھا؟

پرندہ بے یقین ہوا اور اس نے اس لڑکے کو دیکھا۔ لڑکے کی آنکھوں نے اسکی بے یقینی دور کر دی۔

اسکی آنکھیں کہہ رہی تھی کہ ہاں! ایسا ہو سکتا ہے۔ لیکن ایسا صرف وہی کر سکتا ہے جو جانتا ہو کہ

غم کی شام لمبی ہوتی ہے۔

مگر وہ شام ہی ہوتی ہے،

گزر ہی جاتی ہے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

............§ختم شدہ§.........

مزید بہترین ناول/افسانے/آرٹیکل/مختصر کہانیاں اور معیاری شاعری پڑھنے کے لئے نیچے دیئے گئے لنک پر کلک کریں۔

شکریہ!

www.novelsclubb.com

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول،افسانہ،شاعری،ناولٹ،کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک،انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP: